

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

CHECKED

بعون الملک الوہاب کتاب الجواب فرمائے اندلس تصنیف لطیف خلد مکان جنت آشیان حاجی  
حرمین شریفین زماں و ستر رسول شفقین جناب نواب محمد عمر علی خان صاحب نور اللہ مرقدہ



مستعمل ہے

1987

مکتبہ عربی

۱۵ ۳۰

حسب الیام والارفعت عالی منزلة فیض رسان فیاض زمان حاتم عصر نو شیر وان دورا  
جناب محمد حیدر علی خان صاحب بہادر والی ریاست باسوہ دم اقبالہم باہتمام محمد ابوسعد خان

CHECKED 1995

مکتبہ عربی محمد عمر علی خان قلعہ کاظمیہ  
درین نظام محمد امین و قلعہ پورچ

حصہ چہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خداوند

سین کیا اور یہی ہم

مین کیا اور میری حقیقت کیا بس یہی نہ کہ ایک مشت خاک یا قطرہ ناپا  
یہ تیرا ہی صدقہ ہے کہ مجھے آدمی بنایا اور خلعتِ تقدس گہرے مناسبتی آدم  
پنھایا۔ ہاتھ پاؤں آنکھ ناک کان ڈیل ڈول تن من دھن  
وغیرہ وغیرہ جو جو چاہیے اپنی عنایت سے عطا کیے بے مانگے دیے  
لمولفہ زن و فرزند و جاہ و ملک و دولت۔ تیرا صدقہ ہے مین لایا کہاں  
سے یہ سب سہی اگر نور ایمان اور نعمۃ ایقان سے نہ مشور کرنا اور زرعہ  
آمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین نہ منسلک فرماتا تو یہی سب تن و گوش  
ہمارا بلکہ بال بال ہم پر وبال ہوتا بعد مردن کیا حال ہوتا گو چار دن  
اپنی زندگی کے عیش و آرام سو و سرور مین بسر ہوتے جب مرتے تو  
پھر کیا کرتے وہی اعمال کا رونا ہوتا۔ اور گور کا کونا ہوتا پھر مین کس منہ  
کس زبان کو منے لفظوں سے تیرا شکرت تیرا احسان بیان کروں فقط اپنی

کسنا کافی ہے اگر سختی زہے عزت نہ بخشے تو شکایت کیا نہ تسلیم  
ختم ہو جو مزاج یار میں آئے۔

## مہم

بہر کار یکہ ہمت بستہ گردد | اگر خاری بود گلہ ستہ گردد  
یہ قول کسی بڑے محقق تجربہ کار کا ہمارے حال کے مؤید ہے کیونکہ کوئی  
کام آسان سا آسان ہو مشکل سا مشکل جب تک ارادہ بلند اور  
قصد دل جسکو ہمت کہتے ہیں مقصود نہ کر لیا جاوے گا ممکن نہیں کہ وہ انجام  
کو پہنچے یا اسکا انصرام ہو اور جب کمزور ہمت چست باندھی ارادہ  
مقصود نہ کر لیا ممکن نہیں کہ حصول مطلب ہو اور نتیجہ مصرعہ ثانی کا ظہور  
نہ پکڑے مگر اس کے ساتھ صدقات صبر اور شدا ید تکمل بھی ضرور جھیلنا ہوتا ہے  
جسکے لیے پیچہ کا کلیجا۔ اہنی دل متحمل بار تکالیف کا ہونا ضروری ہے ورنہ  
ایسے ویسے پست ہمت بودے پوچھے آدمی کا کام نہیں کہ مصداق  
مصرعہ ثانی کے ہو دیکھو گل بے خار نہیں گل بے خار نہیں گنج بے  
نہیں۔ ہمنے تین سال سپہم انواع صدقات جو لازمہ موافق  
سفر ہیں جھیلے جب چہرہ مقصود کہ مراد سفر اسپین اندلس۔  
اور ملاحظہ جامع قرطبہ تھا نظر آیا جسکو ہم محکم بطور دیباچہ کے نذر ناظرین  
کرتے ہیں۔ پہلے بمبئی جانا اور بلا حصول مطلب لوٹ آنا اسپین سے  
تکلیف مختصر سفر۔ اور تھوڑے لیے نقصان مالی کے زیادہ ضرر نہیں ہوا





من و عن جزئی و کلی سے ماہر ہوے ہونگے۔ مگر میرا کہنا ہی تو یہ۔ اور کلام  
 ہی تو اس میں کہ ہمارے عالی خیال علو بہت حضرات احباب ہند کو یہ رتبہ حاصل  
 نہیں کہ اونکی زیر پائی و ہانکی گرد سے خاک آلودہ ہوئی ہو یا آنکھوں کو  
 نظر اندازی کا موقع ملا ہو یا ملاحظہ بلاد و مصار اور معائنہ طرز و روش تمدن  
 سے کچھ ایسا استفادہ ہوا ہو جو ہر وہاں ملک مغرب کے لیے کار آمد ہوتا  
 حق تو یہ ہے کہ وہ سٹری سودائی نہیں کیوں پھرنے لگے۔ کیا سر بھرا تھا۔  
 یا پاؤں میں چکر تھا۔ اچھے بھلے ہٹے کٹے کھاتے پیتے۔ سکھ چین عیسائی  
 گھر بار۔ جو رو سچے۔ دوست۔ احباب۔ چھوڑ چھاڑ کر ڈگرون ڈگرون  
 خاک چھانٹنا۔ اگر بالکل جنون نہیں تو مایخو لیا تو ضرور ہے۔ مجھے اس وقت  
 ایک اقعہ یاد آیا جسے آپسے کہتا ہوں ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا جو بعد ادا می منیا  
 حج کے لوٹنے کا اتفاق ہوا۔ تو اٹنا راہ میں جب وقت سمندر میں نہایت موج  
 اور تلاطم تھا۔ ایک بزرگ جلیس شہ فرماتے کیا ہیں۔ کہ سفر کو بصورت سفر  
 کسی نے بہت بجا کہا ہے۔ وہ لوگ بھی عجیب ہیں جو اچھے بھلے گھر کے عیش و آرام  
 کو چھوڑ چھاڑ کر مبتلائے بلائے سفر ہوتے ہیں اور مفت میں ایذا و تکلیف گوارا  
 کرتے ہیں میرے نزدیک تو اونکی دانائی کیا حماقت میں شک نہیں اور  
 جو جی میں برا بھلا آیا فرمایا کیے۔ کیونکہ اس وقت اونکو صد مہر ہی ایسا تھا مینے  
 کہا جناب آج خوش قسمتی سے ایسا بزرگ ناصح ہاتھ آیا ہے یقین ہے کہ جو آپکی  
 تقریر پر تاثیر نے پھر وہ مرتے مرجائے۔ سفر کا نام بھی نہ لے۔ مگر میری یہ گزارش  
 ہے کہ آپ سناؤ کہ خیال جان بوجھ کر ایسی حماقت میں مبتلا ہو۔ آپ اس کو

تعب سے کہنے لگے۔ حضرت یہ موقع ایسا ہی تھا ارکانِ مذہبی کا ادا کرنا بھی تو ضروری ہو (م) جناب امنیت راہ کا بھی خیال کرنا ضروری تھا۔ اب کچھ حکم کہنے لگے حضرت معاف فرمائیے آپ کچھ بُرا نہ مانئے (م) جناب اچھی بات بھی کہیں بُری لگی ہے آپ نے ازراہ ہمدردی نادان قفون کو مصیبتِ شافہ سے بچانے کے لیے بطور گاہی عام جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وہ اس قسم کا ہے کہ سونے کے حروف سے لکھ کر ہر شہر میں شاہراہوں پر لٹکایا جاوے۔ مگر یہ جو کچھ ہوا سو ہوا۔ آپ اپنے اوصاف تو بیان فرما دیں کہنے لگے کہ لڑا ب سکندر بیک صابہ کے وقت میں موتی مسجد کا امام رہا ہوں۔ آپ قاری محمد سعادت مہتمم مسجد کو جانتے ہیں (م) جی ہاں۔ فرمانے لگے۔ اونے ایک دن مسجد میں تکرار ہو گئی تھی۔ ٹنڈا تو وہاں ملا نہیں۔ لیکن چاند اٹھا کے جڑا۔ سر پھٹ گیا۔ سب مجھے بھوپال میں جانتے ہیں (م) کیوں تجھے لگے آپ نے کام ہی ایسا کیا تھا ہوشیاری کے معنی۔ مگر تعجب ہی حرات اور بہت ایسی اور تقریر ایسی۔ یہ شے نمونہ خروارے۔ حضرت احباب ہند کے خیالات کا چربہ ہی جو نذر ناظرین ہوا اور چشم بد دور سفر کے فوائد میں تو کیسے کلام ہی نہیں بشرطیکہ ہمارے احباب علو ہستی کو کام میں لا دیں ورنہ گرنہ بیدار و شیراز چشم کچھ تو امر ہی دوسرا ہے سفر تو درکنار جو فوائد سفر میں ہیں اونے بھی محروم۔ منجملہ ان کے ہر شے کی تحقیقات کا حقہ بذریعہ اسکے حاصل ہو سکتی ہے جنکو لوگوں نے بطور افسانہ منضبط کر دیا ہے۔ یا بعض سیان غیر محقق نا تجربہ کاروں نے بات کا تین گڑا اور رائی کا پہاڑ بنایا ہو اسکی

تقصیر ہو جانی ممکن ہی بلکہ خیالات باطلہ اور اوہام فاسدہ  
 یہاں تک اونکے دماغ میں خلل پذیر ہوئے ہیں کہ الحق مگر پر عمل نہ  
 اذکار دور از کار مثل فسانہ عجیب اور قصہ ہائے غریب پر مبنی ہو  
 ہیں بلکہ قصے اور کہانی سرمایہ سرور و آسائش زندگانی ہیں اب یہاں  
 نوبت پہنچی ہو جگایا میں جو افسانہ گو کو خواب آیا حالات واقعی چشم دید  
 دیکھنا۔ یا سننا۔ از بس ناگوار بار خاطر سفر کرتا ہی کون ہی۔ خیر  
 اتنا ہی عنیت ہے شعر مولفہ سرشک شرم دود آہ وزنگ رو شرم و  
 خدا کا شکر ہے یہ ہی ہمارے ہمسفر نکلے اگر ان حضرات کو سل کاہلی یا اور۔ موانع  
 اسباب نیوی کہ لازمہ آب دہوا ہے ہند ہے یا عذر معقول حب الوطن مانع  
 انتہاؤں تو رخصت کہونی امان اللہ۔ ناظرین کو جو شائق کوائف سیر و سفر ہیں  
 اور جو حالات عجائب غرائب یار و مصارع دلبستگی ہی خوب یاد ہو گا کہ سنہ  
 سنہ گذشتہ میں سفر مغاربہ کا مذکور کیا تھا کہ جسکی سرخی عنوان یہ ہے۔

### شیرینی سخن کا جسے ہووے کچھ مذاق

الفرض وہ بسبب موانع اور عوائق کے ایک سال سے زیادہ حیرالتوا  
 رہا۔ اب اس وعدہ کو ایفا کرتے ہیں اور اس سفرنامہ کو دو حصوں پر منقسم  
 کیا۔ پہلا حصہ متند مغربی جسکی ابتدا بمبئی سے اندلس تک ہے دوم  
 ملک مغاربہ المراکہ و ٹونس اور البحریرہ وغیرہ

## مختصر حال سفر نظم میں

مختصر یہ التماسِ رئیس  
بعد حمد خدا و نعتِ رسول  
بیٹھے بیکار جی جو کھبہ رایا  
نظم میں لکھوں ابی حال سفر  
مشغلہ ہووے تاکہ یاروں میں  
کنہہ مضمون ہو کلامِ نیا  
شاعری سے ہمیں غرض کب ہر  
حکے گھر سے مہ مہی میں ہم  
کوگ سے سوس تک کا لیکے ٹکٹ  
پریشیا نام اس جہاز کا ہے  
ماہ ذی قعدہ یوم یکشنبہ  
اور جو اسباب سے ضروری تھا  
پہلے مرکب میں سبکو کر کے بار  
دونجے پر ہوا روانہ جہاز  
تین دن تک چلا کی باد مراد  
یک بیک خد بخود ہو ابدلی  
لگی چلنے ہوا سے طوفانی

نظم لکھتا ہوں جو بلفظ سلیس  
عرض اتنی ہے پائے غز قبول  
یہ ہی میرے خیال میں آیا  
نثر میں تو لکھا گیا کشتہ  
ہم بھی ہین پانچویں سوار و ہین  
مے پُرانی ہو لیک جامِ نیا  
اپنے مطلب سے ہمکو مطلب ہر  
دوسرے دن پہونچے بمبئی میں ہم  
پہونچا جا کر جہاز پر جھٹ پٹ  
قصہ جہیز مرا حجاز کا ہے  
کچھ تو نارنج کچھ لیے آہ  
تھوڑا تھوڑا وہ اپنے ساتھ لیا  
پڑھکے احمد پھر ہوا میں سوا  
آج سے اس سفر کا ہے آغاز  
سب طرح بند و غم سے تھے آزاد  
گھر گئی چو طرف گھٹا بدلی  
اوڑنے چاروں طرف لگا پانی

تحت اور فوق اور زمین و آسمان  
 اک متوج تھا اور تلامس تھا  
 موجیں دریا میں یوں نظر آئیں  
 چاروں رات تک یہ حال رہا  
 پھر گھٹی شدت ہو گئی تخفیف  
 پہونچے جسدن کہ ہم عدن کے پاس  
 نہ پہونچی کوئی جانے کی تقریب  
 تھانہ کپتان کو وہاں کچھ کام  
 دور سے دیکھے بس جبال عدن  
 دیکھتا کچھ تو ماجرا لکھتا  
 باب مندب پہ اتنا گدرا حال  
 باب مندب عدن سے اسی میل  
 ہمسفر ہمیں اک مسلمان تھے  
 اٹھا ہے صوبہ بہار و وطن  
 پڑھتے ہیں دو برس سے لندن  
 شکر ہے آکے بھجلیں ہوئے  
 ہر طرح اپنے جی کو بہلاتے  
 گاہ تھیں روس روم کی باتیں  
 آگیا ذکر خیر لندن کا

جو طرف سے تھی آب کی بوجھا  
 عقل حیران تھی ہوش بھی کم تھا  
 اڑ رہے پھن اوٹھائے لہراوین  
 جوش دریا میں بھی کمال رہا  
 کبھی راحت تھی اور کبھی تکلیف  
 جمع خاطر ہوئی درست حواس  
 نہ ہوا دیکھنا عدن کا نصیب  
 اسلئے اوس جگہ کیا نہ قیام  
 لکھتا فی الحال کیا میں حال  
 کچھ نہ دیکھا تو پھر میں کیا لکھتا  
 ٹھہر کر وان پہ کچھ بھرا تھا زغال  
 ختم کی وان پہ سورہ وائل  
 یہ مسٹر خلیل رحمان تھے  
 ہے مونگیران کا مولد و مکن  
 ہو لیاقت انھیں ہر اک فن میں  
 ہمد و مونس و انیت ہوئے  
 باتیں کرتے ہوئے ہوا کھاتے  
 اور ہر مرز و بوم کی باتیں  
 تذکرہ شہر و سیر لندن کا



باتون باتون میں پھر کیا یہ سوال  
 کہا ہاں ہر تو نام کی مسجد  
 نہ مؤذن ہر نے امام اوس میں  
 ایک جرم ہے اوسکا متولی  
 طلبہ کے لیے بنا تھا مقام  
 ڈاکٹر لائٹ ہے نام اوسکا  
 بنک کا سود جو کہ آتا ہے  
 حال معلوم کچھ نہیں اسکا  
 عید کی سینے وان پڑھی تھی نماز  
 کل مصلی تھے تین یا بیس  
 ترکی کشل بھی بعد آئے  
 اونٹن کے ہم اونکو لائے باغات  
 ہو چکی جب نماز و خطبہ ادا  
 آفرین ہے تمھاری ہمت کو  
 ہر کمان ہند کس جگہ یہ مقام  
 مرحبہ واہ آفرین ہمت  
 یہ ایسے دہریہ و میری  
 کوئی تقریب خیر ہووے اگر  
 ہو گا اسکا کمال میں مشکور

کیسے مسجد کا وان کی کیا ہر حال  
 پر نہیں ہر وہ کام کی مسجد  
 مقتدی کا نہیں ہر کام اوس میں  
 ہر وہی مالک اوسکا اور ولی  
 سارے گھر کا ہر اسکے اوس میں قیام  
 ہر وہان سارا اہتمام اوسکا  
 فائدہ اوس سے وہ اونٹناتا ہر  
 ہر زلفت اس میں کس کسکا  
 باخسوع و خشوع و عجز و نیاز  
 سکے تھے وہ انڈیا کے رئیس  
 ساتھ اپنے امام کو لائے  
 پھر کیا اونکو سب نے پیش نماز  
 یوں کیا پھر در سخن کو و  
 اس جہت کو اور جرات کو  
 انکو کہتے ہیں حامی اسلام  
 ایسی دیکھی نہیں گئیں ہمت  
 دل سے سینے گفت گو میری  
 کیجئے گاضر و مجھ کو خبر  
 بسر و چشم آؤ لگا میں ضرور

ہوتا رخصت ہوں اپنے اہل و عیال  
وہ گئے جب سوار ہو کے اودھر  
ہوتی مسجد جو شہر کے اندر  
پہنچا نہ منہ زدن ہوتی  
الغرض ہے جو شہر سے چھ کوس  
حق تعالیٰ نے دی اگر توفیق  
پھر لکھو لگا میں حال بالتفصیل  
باعث اسکا ہے کیا سبب اسکا  
پھر نظر آئے کچھ زمین پہا  
جانب رہت تھا عرب و شام  
سولہویں دن ہوا سویشام  
سوئس ہی دو ہزار نو سویشام  
سوئس سے لیکے تا سکنندہ  
اسکا لکھتا ہوں میں مفصل حال  
ہر زقازیق ایک اسٹیشن  
شاخ ہے اک وہاں تہ تہ دنیا  
پھر ہر فلیوب دو سر اسٹیشن  
راستہ میں ہے تیسرا لفظ  
حسب عہدہ ہوا سفر بھی تمام

اوٹھے یہ ککے سب خدا حافظ  
ہم ادھر آئے اپنے اپنے گھر  
ہوتی یہ بات خوب اور بہتر  
ہوتی تکبیر اور اذان ہوتی  
سکے مجھکو ہوا بہت افسوس  
خود کروں گا بذاتہ تحقیق  
ہوگا معلوم جو کثیر و تسلیل  
مجملاً ہوگا حال سب اسکا  
غیر مزروعہ اور تمام اوجاڑ  
جانب چپ تھا ملک مصر تمام  
ہوا آغاز کا بخیر انجام  
اس سے کیر و کو پھر گئی ہے ریل  
خوش فضا شہر ہے لب دریا  
ہو مسافر پہنک کشف احوال  
سب پہلا وہاں پہنچا  
یاد رکھنا یہ کام کی ہے بات  
وانے ہے مصر ایک اسٹیشن  
یانسے بھی شاخ اک ہوئی ہر جدا  
اب میں کرتا ہوں یا نہ ختم کلام

آگے جو کچھ کہہ ہر حجاز کا حال اسکو زادا الغریب میں دیکھے ناظرین سے ہر بس یہ استدعا	دیکھنا جسکو ہوتا م و کمال اوس سالہ عجیب میں دیکھے دیکھے آپ اب یہ دل سے دعا
--	--

ج اکبر خدا کے مقبول بطفیل رسول و آلِ رسول	
آمین دعا مقبول ہوئی	

جسکی کیفیت مجملہ یہ ہے کہ جب ہمارا جہاز آٹھ بجے شب کے بندر سویس میں پہونچا اور ایجنٹ کمپنی متعینہ سویس اسطے انتظام کے جہاز پر آیا اوسکی زبانی معلوم ہوا کہ بسبب حج اکبر کے لاکھوں مخلوق بیت اللہ کو چلی جاتی ہے اور جہاز پر جہاز روانہ ہو رہا ہے چنانچہ یہ جو غیر معمولی جہاز فرسنا وہ حجاج کا آج ہی یہاں آیا ہے کھڑا ہے اور چار بجے صبح روانہ بیت اللہ ہو گا یہ سنکر دل کو کمال اضطراب اور اشتیاق ہوا کہ ابھی چل دیا جائے اور اوس وقت ایجنٹ سے بندوبست جہاز کا کر کے رات ہی کو اوپر سوار ہو گیا اور صبح کو روانہ جدہ شریف ہوا تینہ اکثر حجاج ذی مقتدہ بسبب رحمت قرظینہ کامران کے اندازہ سویس حج کو جاتے ہیں انکو لازم ہے کہ دس دن سویس یا کسی علاقہ مصر میں پہلے قیام کریں پھر وہاں کے ڈاکٹر سے پاس پورٹ جسکو وہاں تذکرہ کتے ہیں حاصل کر کے جدہ جاویں ورنہ انکو جدہ میں دس دن قرظینہ بھگتنا پڑے گا



اوس وقت مجھے چونکہ یہ حال معلوم نہ تھا شب کو بلا قیام اور بلا حصول  
 تذکرہ جہاز میں سوار ہو کر روانہ جدہ ہوا اثنائے راہ میں اس حال کے  
 معلوم ہونے سے گو نہ تشویش ہوئی اتفاقاً اوس جہاز میں ایک صاحب  
 عظیم آبادی جو خود کو نواب مشہور کرتے تھے مگر تھے آدمی خلیق مستزکرہ  
 اونھوں نے بیان کیا کہ میرے پاس چند تذکرہ اور ہیں جو بسبب پہلے تذکرہ  
 گم جانیکے مینے دوسرے مرتبہ حاصل کیے تھے اور پھر پہلے ہی سامان میں  
 نکل گئے اوس میں سے دو آپ بے لیجھے مینے دریافت کیا کہ فی تذکرہ کیا  
 صرف پڑا کہنے لگے ساڑھے پانچ روپیہ جملہ لکھ گیا رہ روپیہ دیے اور  
 وہ تذکرہ لیکر جدہ پہونچا اور حسب الطلب ڈاکٹر کو دیے اون تذکروں  
 میں علیہ بھی ہوتا ہے اتفاق حسنہ سے وہ ڈاکٹر افغان تھا زبان فارسی  
 جانتا تھا متعجب ہو کر دریافت کیا کہ آپ پٹھان ہیں مینے کہا ہاں۔  
 پھر کہا کہ آپ وہ شخص تو نہیں ہیں کہ جنھوں نے اپنا اکثر حصہ عمر کا  
 میں صرف کیا ہے مینے کہا آپ کو کس طرح معلوم ہوا کہنے لگے کہ مجھے  
 میرے دوست علیم الدین ایچٹ سابق کوک ذکر کرتے تھے کہ دو ڈوڑھ  
 برس سے وہ نہیں دیکھے گئے شاید اب آپ تشریف لائے میں ہنسے لگا  
 پھر مجھے بلا کے اپنے یہاں بٹھایا اور کہا کہ مجھے نہایت اشتیاق آپ سے  
 ملنے کا تھا مینے دریافت کیا کہ آپ کی شبہ کا کیا سبب ہوا اونھوں نے  
 کہا کہ تذکرہ خود اسکی دلیل رہی۔ آپ شیخ نہیں آپ کے یہ وضع نہیں جو ان  
 ہیں اکثر پٹھان علاقہ مصر وغیرہ میں اپنا نام تبدیل کر کے دوسرے کے

قیام سے تذکرہ حاصل کرتے ہیں اس لیے کہ اہل مصر کو پٹھانوں سے ایک گونہ  
 کاوش ہی بلکہ منہم افغانم لباس و وضع خود را تبدیل کہ وہ در ملک  
 ملازمت ترکان منسلک شدہ ام باطنیان تام بحفظ خدا تخریت و دین ہم  
 ادراک خدمت بشرط فرصت خواہم کرد الغرض خدا کا شکر کر کے جدہ آیا  
 یہاں احمد بسوئی نے بسبب تعارف سابقہ کے اپنے مکان پر ٹھہرایا۔  
 دوسرے دن معلوم ہوا کہ مکہ شریف میں وہاں یقین ہے کہ بعد حج و <sup>نظیفہ</sup>  
 ہوگا اب مجھے نہایت تشویش ہوئی کہ جہاز پر خلیل الرحمن سے یہ صلاح ٹھہری  
 تھی کہ بعد پندرہ روز کے حج سے فارغ ہو کر ازراہ بندر مارسل اسپین میں  
 قرطیبہ کی سیر کرتا ہوا ازراہ نجین پر نکال کے علاقہ سے جہاز پر سوار ہو کر لبنان  
 آؤنگا وہاں سے امریکہ چکا کو کی سیر کر کے ازراہ جاپان و چین کلکتہ اور <sup>لنگا</sup>  
 وہاں تک کے ٹکٹ کوک کہنی کے میرے پاس موجود تھے اور کچھ کتابیں  
 بھی اونکے ہمراہ کر دیں اور بعض دوستوں کو چھٹین بھی اسی کیفیت کی مع  
 تیارخ و رود لکھ دی تھیں اب یہاں معاملہ دگرگون دیکھا تو یہ قصد کیا  
 کہ حج سال گذشتہ میں کر لینے چلنا چاہیے و ایسی کے جہازوں میں سوئس  
 کا جانا چاہا علیم الدین کی زبانی معلوم ہوا کہ آجکل جہازوں پر قرطیبہ ہی  
 جانا ممکن نہیں ہر چند تدبیر کی سبب سود ہوئی اور ہاتھ میں اشیت  
 کا درد پیدا ہوا کہ الامان پھر قصد کیا کہ کعبہ کو چلو وہیں دس بارہ دن قیام  
 کرینگے حج سے فارغ ہو کر پھر کوئی صورت نکل آئیگی مگر شیخ احمد بسوئی کی ہمیش  
 سے اور چند جہدہ میں قیام کیا تیارخ ششم ذمہ حج کو جدہ سے روانہ ہوئے

اور تیار خ ہنتم کچھ کم پہرات رہے کہ شریف میں پہونچے سواری کراؤٹوں  
 کو سید محمود کی زیارت پر چھوڑ کے حرم شریف میں طواف دخول کے اور  
 ارکان سے فارغ ہو کر کچھ دن چڑھ جنت البقیع میں پایادہ پہونچے وہاں  
 ہماری سواری کے اونٹ بھی بالابالا آگے دوپہر وہاں ٹھہری تھوڑی عرصہ میں  
 سومرہ سے زائد شمار کیے جو اگر جنت البقیع میں مدفون ہوئے پھر پیر دن باقی  
 رہے تیار خ ہنتم کو منا کو روانہ ہوئے مگر منا میں نہ ٹھہرے قریب پہرات کے  
 عرفات پہونچے تیار خ ہنتم حج سے فارغ ہو کر مزدلفہ آئے اور وہم کو منا میں  
 داخل ہو منا میں تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ ترکوں نے اہل عرب شیریں پر باڑھ  
 مارنا شروع کی اب منا میں بھگدڑ مچ گئی جسے دیکھو بھاگا جاتا ہے سب کا یہ ہوا  
 کہ عرفات میں ایک آشیری نے ایک ترک کو جنبہ سے ہلاک کیا تھا کچھ تو وہ کاؤ  
 تھی پھر بیان نہر پانی کے لیے باہمی تکرار ہو گئی چند ترک ایک شیریں کی  
 مشکین باندھ کر قافلہ میں لاتے تھے اتنا راہ میں اشیریوں کا خیمہ تھا وہاں  
 اوسنے ہجوم کو دیکھ کر واویلا کرنا شروع کیا اشیریوں نے ترکوں سے اپنے ہمراہی  
 کو چھوڑا لیا اسپر افسر جب ترکوں نے جو خچرون پر سوار تھے باڑھ مارنا شروع کی  
 بہت آشیری مارے گئے مابقی پہاڑوں پر بھاگ کر بچے میرا خادم جو پانی لانے  
 نہر گیا تھا اوسنے ترہ لاشیں اشیریوں کی گنی تھیں اس موقع کو تھوڑا  
 عرصہ نہ گزرا تھا کہ وبا کی کثرت کا شہرہ ہوا اور نہر ارون آدمی اس عارضے  
 سے جان بحق تسلیم ہوئے دوسرے دن تو پھر یہ حال ہوا کہ محل شامی بھی  
 بھاگ گیا اور بجز چند خیموں کے باوجود اس کثرت مخلوق کے کوئی خیمہ نظر نہیں

آتا تھا نفشون کے مارے رہتے چلنا دشوار تھا الغرض تاریخ ۱۲ کو مکہ شریف  
 روانہ ہوئے اور کچھ دن طواف حج اور سعی میں اصفاء المردہ سے فارغ ہو کر  
 قریب منرب کعبہ میں آئے اور یہ ارادہ تھا کہ طواف و دعاء کر کے سید محمود  
 پہاڑ پر ایک مکان شب کے لیے مقرر کر رکھا تھا وہاں شب باش ہو کر صبح جبہ کو قرآن  
 ہو وین کہ حرم میں میان محمد سعید صاحب و مولوی بدرالاسلام صاحب برادر زاد  
 مولوی رحمت اللہ مرحوم اور حافظ احمد حسن صاحب برادر زادہ مولانا محمد شہنا  
 حاجی اماد اللہ صاحب ملے اور مجھ کو مولوی رحمت اللہ کے مکان پر لگے  
 اور وہیں رات کو رکھا دوسرے دن طواف و دعاء کر کے حاجی صاحب سے  
 نیاز حاصل کرتا ہوا جاے قیام پر آیا جب میں حاجی صاحب کی خدمت میں  
 حاضر ہوا تو آپ وضو سے فارغ ہوئے تھے مجھے دیکھ کر اٹھے اور مصافحہ  
 کے وقت بکمال محبت فرمانے لگے کہ اے ہمارے جانیان جہان گشت او  
 میرے آنے پر تعجب کر کے فی الفور رخصت کیا اس عرصے میں جو مناجات  
 خانہ کعبہ میں لکھی تھی وہ نذر ناظرین ہوتی ہے۔

## مناجات بدرگاہ مجیب الدعوات

اکی پاک ہے تو جسم و جان سے  
 بنائے تو نے تارے چاند سورج  
 کر سی ہر اک کی ہر ایش و بین  
 کیا مخلوق میں انسان کو اشرف

خدا وند ابری کون و مکان سے  
 زمین کو زیب بخشی آسمان سے  
 چمن کی گل سے گل کی بوستان سے  
 کیا انسان کو اشرف زبان سے

وطن سے شوق تیرا مصر لایا  
 یہ خواہش تھی کہ در سے سرگور گزرا  
 ہوا حاضر ترے در پر حسد ایا  
 خداوند زمین تھا اک قطرہ آب  
 بنایا جسم اور اعضا و ارکان  
 بنائے ہاتھ پاؤں کان و آنکھ  
 دیا پھر عقل و علم و ہوش و تمیز  
 زن و فرزند و جاہ و ملک و دولت  
 میں کیا ہوں اور کیا میری حقیقت  
 خداوند ایہ تجھ سے التجا ہے  
 بجز تیرے کون میں کس سے جا کر  
 عطا کروں کو علم و فضل و دولت  
 ترقی کر گئیں دنیا کی قومیں  
 جو آگے تھے وہ ہیں اب سب پیچھے  
 جنت غفلت میں ہیں ہشیار کرد  
 پھلین پھولیں یہ گل بوئے ہمیشہ  
 میں اپنے ملک کا ہو گا بھی خوا  
 الہی پھر تو پہونچا دے مع انیر  
 رہ گم کردہ میں بھولا ہوا ہوں

کشش لائی تیری مجھ کو وہاں سے  
 ملوں آنکھوں کو تیری آستان سے  
 کہ ہر کو جاؤں میں یارب یہاں سے  
 کیا انسان لطف بیکران سے  
 مشرف پھر کیا روح روان سے  
 عنایت تیری افزوں ہی بیان سے  
 کرو نہیں شکر کس کس کا زبان سے  
 ترا صدقہ ہے میں لایا کہاں سے  
 کرو نہیں شکر تیرا کس زبان سے  
 سبک کر دے مجھے بارگراں سے  
 تو ہی واقف ہے اس دن و نہاں سے  
 جہالت دور کر ہندوستان سے  
 فضیلت میں کہاں پہونچیں کہانے  
 پڑے غربت میں بچھڑے کاروان سے  
 جگا دے اونکو اب خواب گراں سے  
 رہیں محفوظ یہ بادِ خزاں سے  
 مجھے کیا کام ہے سارے جہاں سے  
 وہیں پھر مجھ کو تو لایا جہاں سے  
 ملا دے مجھ کو بچھڑے کاروان سے

الغرض مکہ شریف سے روانہ ہو کر جدہ کے قریب ایک موضع مسمیٰ اتر لے  
 میں بسبب نہایت شیخ احمد بسونی کے قیام کیا۔ اس واسطے کہ جدہ میں  
 بھی دبا کی کثرت تھی۔ یہاں معلوم ہوا کہ یورپ و مصر کے جانے والوں کو  
 کوہ طور پر سترہ دن کا قرنطینہ بھگتنا ہو گا اس لیے مدت معینہ تک ہنرم  
 کیا کہ بعد انقضای مدت معلومہ روانہ یورپ ہو جاؤں گا۔ جب سترہ دن گزار  
 تو معلوم ہوا کہ وہاں بسبب با۔ قافلون کے اسی قدر قرنطینہ اور ہو گیا۔  
 مجبور یہ صلاح کھڑی کہ یہاں سے عدن جائے وہاں سے میل و لایت  
 سوار ہو کر روانہ منزل مقصود ہو جائے۔ مجبور عدن آیا یہاں چودہ روز کا  
 مسافران حجاج پر قرنطینہ تھا پھر یہ تجویز ہوئی کہ بمبئی چلنا چاہیے وہاں  
 شکستہ رحمت کی درستی کر کے سیدھے مارسل کو چلے جائیے قصہ کوتاہ بمبئی آیا  
 یہاں بسبب دریافت چند حالات مشوش وطن کے لوٹنے کا اتفاق ہوا  
 کہ اثنائے راہ بھوپال میں صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہادر سے ملاقات کر کے  
 ایک دو روز وطن میں قیام کر کے بمبئی میں ہفتہ کے پوکیپی کے ایئر میں  
 کہ جبکی روانگی میں پانچ چھ روز کا وقفہ تھا سوار ہو کر روانہ یورپ ہو جاؤں گا  
 جب بھوپال میں پہونچا تو ٹرین میں معلوم ہوا کہ صاحب ایجنٹ بہا  
 واسطے تبدیل آ رہے تھے اہل و عیال بچہ منٹری آج ہی تشریف لے گئے  
 ہنمذریعہ تارا پنی واپسی کی اطلاع دیکر باسودہ آیا تھوڑے دن کے بعد  
 بذریعہ وکیل اپنی روانگی کی اطلاع دی جو ابنا تحریر آئی کہ آپکا ابھی جانن

ہو سکتا اس لیے کہ میں آپ کی تشریف آوری کی اطلاع گورنمنٹی میں دیکھا  
ہوں اب اجازت تازہ ہونا ضرور ہو آپ بذریعہ خلیفہ تحریر پیش کریں اور  
جواب میں فرمایا کہ ایجنٹ ذاب گورنر جنرل بہادر چاہتے ہیں کہ مجھ سے  
ملکر جاویں۔ اور جناب مدوح تھوڑے عرصے میں اوس ضلع میں بسیل دورہ  
تشریف لائیں والے ہیں اس قیل و قال میں عرصہ قریب تین چار مہینے  
کے گزر گیا غرض مشکل اجازت حاصل کر کے بمبئی سے ہزار فرسائو کی پستی پر  
تینوں پر سوار ہو کر پھر روانہ منزل مقصود ہوا اور واسطے سیاق کلام کے  
حسب خواہش احباب مختصر حال نظم میں شروع کرتا ہوں منہ التوا

## نظم

کہ گزری کیفیت کیا اس سفر میں  
پس آیا ہند کو پھر لوٹ کر میں  
بھرا تھا اسکا سودا میرے سفر میں  
ہوا سرد گرم پھر غم سفر میں  
بجز پانی نہ آیا کچھ نظم میں  
کہاں سے لوٹ کر آیا کرہ میں  
پھر اٹھا جبکی خاطر درد میں  
کردن بس شکر خالق کس قدر میں  
ابھی تو ہوں لگا سرد گرم سفر میں

لکھنا اب پھر نظم میں کچھ حال اسکا  
نیائی حبسہ سے کوئی گزر گاہ  
مجھے تھا شوق از حد اندلس کا  
بچھوڑا شوق نے اوسجا پہ مج کو  
چلا جب ہند سے میں سو یورپ  
بجھانند کہ پہونچا مارسیل میں  
وہاں سے پھر میں پہونچا طربہ کو  
برائی آرزو اب دلکی میرے  
لکھو نگا حال سارا گھر پہ جا کر



رہیں ایسی غزل کہ اس میں	کہ مضمون جکا ہو کل سفر میں
-------------------------	----------------------------

## عنبرل دیگر

گزارے عمر گو ساری سفر میں ہزاروں شہر دیکھے لاکھوں قریے ہزاروں دشت وادی چھان لے نہ نکلا تیسرا پھر دشت پسیا	گذرتی بوس اپنی رہگذر میں پھر ہوں ایک ت بحر و بر میں سایا ہے یہ سودا اپنے سر میں ہمیں دوہن اودھر مضمون ان میں
--	---

## سفر نامہ

بندر سونرتک تو کوئی واقعہ ایسا وقوع میں نہیں آیا جو قابل تحریر ہو تا  
ایک دن ایک پرند جانور شکاری جہاز کے مستول پر بیٹھا اور تھوڑے  
عرصہ میں شکار کر لیا ہر چند معلم نے ہوائی بندوقین سرکین لیکن کچھ گرا  
نہ ہوئیں تھوڑی دیر ٹھیکرا ڈر گیا کچھ وقفہ کے بعد اور شکار کر لایا اور ابکی  
وہ آکر کپتان کی چھتری کے کنارے بیٹھ گیا میرے آدمی نے معلم کو بتایا  
کہ یہ بیٹھا ہو معلم نے نیچے نیچے جا کر اسے پکڑ لیا پنجہ میں شکار تھا دیکھا تو بھری  
تھی۔ اب معلوم ہوا کہ یہ اسم بامسمیٰ ہی واقعی اور جانور شکاری تھی  
ہیں اور یہ بھری ہی۔ پورٹ سعید پہنچے روشنی نہر میں سابق دستور تھی۔  
لیکن بہ نسبت سابق نہر چوڑی کی گئی ہے اور کمر کمر لپٹہ سنگی دونوں طرف  
بنایا ہے۔ اور شاید سمیلیہ سے پورٹ سعید تک یلوے کی مٹی ڈالی ہے



کہیں کہیں انجن بھی سامان لیجاتا ہو آگے کی بہ نسبت آبادی بھی لمبنا  
 ہو گئی۔ وہاں سے آٹھ بجے شب کو روانہ ہوئے دوسرے دن وقت غروب  
 کے جزیرہ داینکو ملا۔ یہیں سے جہاز بریڈزی کو جاتا ہو پھر چوتھے دن اٹلی  
 کے پہاڑوں تلے بجے دن سے ملنا شروع ہوئے چار بجے بندر ملٹیہ اٹلی ملا اور  
 اوسکے مقابل جزیرہ سسلی کے پہاڑوں کی قطار نظر آنے لگی اور تیسرے پہر  
 پہاڑ عظیم الشان آتش فشان نظر آیا۔ بعض کہتے تھے دھواں ہی بعض ابر  
 بتاتے تھے ہمیشہ وہ آتش فشان نہیں رہتا۔ قریب ۶ بجے کے سبنا بندر  
 سسلی ملا۔ آدھی ات تک دونوں طرف کی روشنی کی ایک کیفیت ہی  
 ایسی کہ دونوں طرف کے پہاڑوں کے نیچے تمام مکانات ہی بنے تھے  
 اور دونوں طرف کے کنارے نزدیک تھے دوسرے روز کچھ نظر نہ آیا۔  
 تیسرے روز جانب چپ سارڈینیا علاقہ اٹلی دیکھا پھر دن کو پہاڑوں کا  
 سلسلہ نظر آیا اور جانب رست جزیرہ کو رسک کے پہاڑ علاقہ فرائس نظر آئے جب  
 ہم اٹلی کے قریب آئے تو ہوا سردی اور بارش کی شدت رہی اور جہاز  
 ہمارا غرب سے شمال کی طرف لوٹا پھر ہم تیارخ اسمہ نومبر داخل بندر مارسیل ہو  
 مارسیل نہایت نفیس بندر ہے اور مکانات مثل پیرس کے ہیں چار لاکھ آدمی کی  
 آبادی ہے ہر کمالے راز والے یہ ایسا جملہ جامع اور مانع ہے کہ وجود  
 اسکا ہر شے میں پایا جاتا ہے کوئی مذہب اور مشرب اور ملت دنیا میں ایسا  
 نہیں جو اسکا مقرر نہیں ہزاروں نظایر و امثال اور لاکھوں دلائل اور  
 براہین اس کے ثبوت میں موجود ہیں کوئی فرد مکانات سے ایسی نہیں جس میں

ترقی اور تنزل اور کمال و زوال ہر دو کو یکساں کیفیت ہی سے پہلے  
 ناظرین گلگشت چمن ہی کرین کہ ہرے ہرے پودوں کا لہلہانا گلہائے  
 رنگ بزم کا کھلنا باد بہاری کی تحریک سے ڈالیوں کا شل جو انان ملنا کے  
 ہم آغوش ہونا۔ فواروں کا اچھلنا بلبوں کی نغمہ سرائی ملیں خوش الحان  
 کی زفرہ آرائی اسباب ترقی نہیں تو اور کیا ہیں۔ اب ذرا ادھر دیکھیے ع  
 جلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جلیگا : ایک آن میں باز  
 نے اپنی ہیبت ناک آمد سے تختہ گل کو کیا بلکہ گل کو درہم و برہم کر دیا جدھر  
 دیکھو اسباب بربادی موجود آثار خزان پیدا وہ غنچہ گل جنبو وہاں و خسار  
 معشوق سے تشبیہ دیتے تھے پرمردہ ہو کر پت جھڑپوں سے بدتر ہیں۔ ہر  
 بھرے اشجار سوکھ ساکھ کر کاٹا ہو گئے سبزہ کی جا خاک روشن پر موجود  
 اس کمال کا یہ زوال ہو جزو مدد دیکھو۔ چاند کا یہی حال ہے کہ چاروں کی  
 چاندنی پھر وہی اندھیری رات۔ دور کیوں جاؤ اپنے ہی آپ میں بغور دیکھو  
 کہ بچپن سے جوانی تک کیا کیا کیفیت و عروج۔ ہر شے میں لذت۔ ہر چیز  
 میں مزہ۔ آنکھوں کو عجائبات اقطار اور امصار کی سیر۔ عجائبات مصنوعیات  
 کی کیفیت۔ کانوں کو سماع اور پسند و نضاح سننے کا مزہ اور زبان کو لڈا  
 اور تنعمات چکھنے کا ذائقہ اور تقریر دلپذیر و خوش بیانی فریدے بران ہے  
 عقل کو ادراک کلیات اور جزئیات اور حقیقت اشیا کے دریافت کا ما  
 مکمل زندگی کے ترقی کے پہاڑ کی چوٹی ہے۔ اب اسباب تنزل یعنی تھوڑے  
 عرصے میں نہ وہ بصارت کا پتہ نہ سماعت کا تام۔ زبان کو گلگشت ہاتھ پاؤ

مین رعشہ ہوش کم۔ حواس نذروع ملی خاک مین خاکساری ہماری ÷  
 یہ زوال حبسی ہوا اگر باعتبار اقبال دیکھو تب بھی ہزاروں ایسے نامی گرامی گذر  
 ہیں کہ جنکے قصوں سے ہزاروں کتب مملو ہیں۔ چنگیز خان ہلاکو سکندر بلخون  
 ہمارے اثبات دعویٰ کو کیا کم ہیں۔ یہ مذکور کمال شخصی کا ہوا اب جنسی اور قومی  
 لیجیے۔ مغلوں کی گردی۔ چنگیز خانی۔ مذہبی ہنگامے ہندوستان اور بحرہند  
 کا کمال و زوال اہل عبرت کے ملاحظہ کو کیا کم ہے اسطرح ملک سپین میں اہل اسلام  
 کا ترقی کرنا کمال پر پہنچنا اور بعد مرور دو ہویکایک یا معرض و آل میں آنا  
 کہ جبکہ صفحہ ہستی پر وجود کیا نام و نشان ہی باقی نہ رہے یہ ایک یاد واقعہ ہو چکا  
 عبرت افزا ہے کہ نظیر اسکا بجز اسی کے دوسرا نہ پائیے گا ہر چند کہ عادت الکی اسطرح  
 جاری رہے کہ کل من علیہا فان لیکن اگر نظر غور و تحسین اسمان دیکھو تو  
 واقعات چنگیزیہ۔ و تیموریہ۔ اور نادریہ۔ اور نیپولین گردی۔ اور ہنگامہ  
 قتل و غارت مغول وغیرہ وغیرہ اسکا ایک شہہ نہیں اسلئے کہ جہاں جہاں  
 موقع ایسے واقعات ظالمانہ کا ہوا ہے۔ گو گنتی ہی شدت ہو لیکن ان مقبول  
 مظلوموں کی مثل اور باقی اقوام کی اولاد و آثار بدلتی رہتے ہیں بخلاف اندس  
 اسپین کہ یہاں زن و مرد ادھیڑ جوان کیسے بھی زندہ نہ چھوڑا  
 کیا آتش جور و جفائے ہستم وہ آگ رہی نہ ڈھوان ہی رہا ÷ نہ مکین ہی  
 رہے نہ مکان ہی رہا نہ کیسکا نام و نشان ہی رہا رہے نام اللہ کا  
 باوجودیکہ لاکھوں کیا کر ڈون اہل اسلام اور اقوام مختلفہ آٹھ سو برس تک  
 سکونت پذیر رہیں۔ اور علم و فضل کا یہ حال کہ اقوام یورپ کہ جسے آج ہم

تہذیب حاصل کرنا فخر ہو وہاں زانوی ادب تہ کرتے تھے فقط خلیفہ عبدالرحمن  
 الناصر کے بیٹے شام کے کتب خانہ میں چار لاکھ کتابیں علوم مختلفہ کی تھیں لطیف  
 یہ کہ بہت لوگ ہیں جنکو واقعات کی خبر نہیں اسلیے راقم آٹھ سب سے  
 پہلے واقعات تاریخی کو مجملہ ابوالفدا و تاریخ اندلس اردو طبقات  
 اندلس - و تذکرۃ الکدام تاریخ عرب الاسلام وغیرہ وغیرہ سے واسطی درج  
 حال و رسیاق کلام کے گزارش کرتا ہوں

## تاریخ اندلس

اسپین میں مسلمان کسی تاریخ سے ثابت نہیں ہوتا ہے کہ کسی  
 شہنشاہ نے عرب پر حکومت بالاستقلال کی ہو۔ ہر چند کہ سکندر اعظم نے  
 مغرب عربوں کے زیر کینکا ارادہ کیا تھا لیکن موت نے فرصت نڈی  
 اونکے سرحدی شہروں میں قیصران روم سے اطہار اطاعت کا  
 شاید کیا ہو۔ اور اون لوگوں نے اطراف و اکناف عرب پر حملے  
 بھی شاید کیے ہوں۔ مگر اونکے ریگستانوں کو کچھ ضرر نہ پہونچا سکے۔  
 ساتویں صدی مسیح تک اونکا تعلق دنیا سے علیحدہ ہی رہا۔ مگر دفعتاً اربع  
 نے ایک نیا ٹھاٹ ایسا بدلا کہ مشرق سے مغرب تک اولٹ دیا۔ اول  
 یہ کایا پلٹ دنیا کا ایک موہنہ من اللہ نے کہ دیا جبکانام پاک محمد  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو ساتویں صدی مسیح کے شروع میں اسلام  
 کے وعظ نے دنیا میں انقلاب پیدا کر دیا اور توحید کی روشنی آن واقعہ

شرق سے غرب تک پھیل گئی۔ اور سچی تعلیم نے تسخیر قلوب میں کامل تر بننا اور وفات سے پہلے ہی تمام عرب میں قابض ہو گئے جسکی حکومت کسی شہنشاہ کو نصیب نہ ہوئی تھی۔ بعد ازاں حضرت کے خلفاء راشدین کے زمانہ میں اسلامی فوجوں نے فارس۔ مصر۔ شمالی افریقہ۔ بربر کوہ ہر قتل کے میناروں تک روند ڈالا اور وسط ایشیا میں دریائے کس سے لیکر سو محل اوقیانوس تک موزنون کے نعرے سے تمام دشت و جبل کو مچنے لگے۔ ہر حنیف بعض خلفاء بنی امیہ و بنی عباس کے آپس کے جدال و قتال سے وہ ترقی روز افزوں جیسی کہ چاہیے ظہور میں نہیں آئی۔ لیکن پھر بھی کوئی ملک شرقاً و غرباً و جنوباً و شمالاً ان کے عہد میں ایسا نہ بچا تھا کہ جہاں اسلام کا ظہور نہ ہوا ہو جسکا حال مختصر کمال اختصار درج ذیل کرتے ہیں۔

### نقشہ

سلسلہ	اسامی	تقداد قدامت			تقداد فتوحات	تقداد خلفاء اندلس
		سال	ماہ	دن		
۱	معاویہ	۱۹	۵	۰		
۲	یزید	۳	۰	۷		
۳	معاویہ	۰	۰	۲۰		
۴	مروان	۱	۰	۵		
۵	عبدالملک	۲۱	۰	۰		
۶	سلیمان	۲	۰	۵		
۷	عمر	۲	۰	۵		
۸	ولید	۳	۰	۱		
۹	یزید	۴	۰	۱		
۱۰	ہشام	۱۹	۰	۸		
۱۱	ابراہیم	۵	۲	چند یوم		
۱۲	ولید ثانی	۱	۰	۳		
۱۳	مروان ثانی	۵	۰	۴		

## اسپین کا قبل فتوحات اہل اسلام کے مختصر حال

اسپین سکندر اعظم کے عہد سے لیکر کئی سو برس تک قیصرہ روم کا قبضہ رہا۔  
 گذشتہ مہینہ ہیکر تھان رفیع کرنے کے لیے یہ عیش و عشرت میں مشغول ہو تو خاص  
 اسپین میں یہ حالت ہوئی کہ فرقہ امرافنسج وری و لہو و لعب میں مستغرق  
 ہوئے اب رہے عوام الناس اونہیں یا تو عن اسلام تھے یا بمنزلہ غلاموں کے  
 یعنی موروثی کاشتکار جو نہ خود زمین کے بیدل ہوتے تھے نہ اونے کوئی زمین  
 چھوڑا سکتا تھا دولت مندوں اور غلاموں کے درمیان میں ایک وسط  
 قوم تھی کہ جنکو اہل شہر ناروی کہتے تھے اونکی سب زیادہ کمبختی تھی ٹکسٹ ادا  
 کرتی تھی خدمت یہ بجالاتی تھی فضول ختمہ چوہن کا بار اٹھین کی گردن پر تھا  
 جس قوم کا تمدن یہاں تک خراب ہو۔ اونہیں وہ اسباب الکو الغرمی کہاں  
 جو حملہ آور قوم کی تاب مقاومت لاسکے پس قوم کا تھ بلا تھلف اسپین میں  
 داخل ہو کر تمام شہروں اور قلعوں پر قابض ہو گئی پھر بعدرومیوں کے  
 قوم کا تھ نے حکومت کی آٹھویں صدی آغاز میں جب وقت مسلمانوں نے  
 ملک فریقہ کو فتح کر کے امدیس کیطرن راس ہرقل کے رخ کیا تو اس وقت  
 مزاجان کی پہلی حکومت قیصرہ سے بھی بدتر حالت تھی ملک میں نہایت  
 بد عملی غلام تو درکنار اگر کوئی زمیندار ہمیشہ میں بلا اجازت شادی کر لیتا  
 تو اس کے بال بچے مختلف زمینداروں میں تقسیم کر دیے جاتے۔ غلاموں  
 کی زندگی اس قدر تلخ تھی کہ جیسے جی اذکو شکل امید نظر نہیں آتی تھی جب وقت

اسپین کی ملکہاری کی یہ حالت تھی اوسوقت مسلمان افریقہ سے  
 اسکی حدود کی طرف پڑھے۔ اوسوقت میں رازرق نے شاہ ڈنرا کو تخت  
 اسپین سے ادا کر خود عنان حکومت ہاتھ میں لی۔ کونینٹ جولین لڑکی  
 کا واقعہ درسلما نو لکا اسپین میں آنا۔ اور جولین کا ویرہ مسلمانوں کو  
 مرد دنیا سلطنت اسپین کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں یہ دستور تھا کہ ہر  
 شہزادہ اپنے بچوں کو دربار شاہی میں اس غرض سے بھیجا کرتا تھا کہ ادب  
 دربار اور تربیت حاصل کریں چنانچہ کونینٹ جولین گورنر سلوٹا یعنی  
 سوطا نے حسب دستور اپنی لڑکی فروزندا کو ٹولیڈ یعنی طلیطلہ دار السلطنت میں بھیجا  
 کہ ملکہ کی کنیز کون میں تعلیم پائے۔ لڑکی نہایت حسین تھی شاہ رازرق  
 نے اوس لڑکی کی بے غتی کی۔ لڑکی نے تمام حال اپنی ہجرتی کا جولین کو  
 لکھ بھیجا جولین نے یہ سکر فوراً دربار شاہی کی طرف کوچ کیا اور وہاں آکر  
 کسی طرح کا اظہار نہیں کیا اور رازرق کو یقین کامل تھا کہ فروزندا نے ہرگز  
 افشا راز نہیں کیا ہوگا نہایت اعزاز سے پیش آیا اور ہر کام میں اوس سے  
 صلاح کا کار بند رہتا جولین مع اپنی لڑکی کے سوطا کو واپس گیا وقت  
 واپس جانے کے شاہ رازرق نے شکاری بازو کی اس سے فرمائش کی  
 جولین نے جواب میں کہا کہ میں آپ کو ایسے باز بھیجوں گا جو آپ نے عمر بھر میں  
 نہ دیکھے ہونگے مراد اوس سے اہل عرب تھے جولین نے واپس ہوتے ہی  
 اول موسیٰ ابن انصیر حاکم افریقہ سے ملاقات کی کہ جس سے کئی مرتبہ  
 ملاقات ہو چکی تھی۔ اور موسیٰ ابن انصیر وہی شخص ہے جو بشیر ابن

بکا وزیر عراق میں مقرر تھا اور حجاج نے اوپر تغلب و تصرف بیت المال  
 کی شکایت خلیفہ عبد الملک سے کر کے پاس ہزار دینار اور سپہ جہانہ کرایا تھا  
 اور عبد الغزیز حاکم مصر اپنے پاس سے ادا کر کے کو اپنے ہمراہ مصر لایا اور حاکم ذوقیہ  
 کیا اور اس وقت موسیٰ کی عمر ساٹھ برس کی تھی اسکے تین بیٹے تھے۔ عبد الغزیز  
 مروان و عبد العلاموسی جیسا فرقہ کے لشکر میں آیا تو لشکر کی نہایت تالیف  
 قلوب کی پہلے اسے مشرقی افریقہ کو جمین طونس اور الجیرس پر بربر سے  
 الجیرس تک فتح کر کے جبل طلس تک اپنا قبضہ کیا۔ جب خلیفہ عبد الملک کو  
 اسکی فتوحات کا بذریعہ عبد الغزیز حاکم مصر کے حال معلوم ہوا تو اسنے دو  
 لاکھ دینار کا وظیفہ خاص موسیٰ کے لیے اور ایک لاکھ کا وظیفہ اسکے  
 بیٹوں کا مقرر کیا اور اپنا چھڑا آدمی کے تین تیس اشرفی سالانہ مقرر کیا۔  
 مزید برآں جہانہ معاف اور اسنے قوم بربر سے کہ اصل میں اولاد عرب سے  
 تھی باہمی رشتہ داری قائم کر دی اسکا یہ اثر ہوا کہ ہزاروں نے بلا جبر  
 اسلام قبول کیا اور داخل لشکر اسلام ہوئے اب موسیٰ کا حوصلہ فتوحات  
 بڑی پر منحصر نہ رہا بلکہ اسکی خواہش ہوئی کہ بحری فتوحات بھی حاصل کرے  
 اور اسنے پہلے پہل کا رتھج یعنی طونس میں گودے کشتیوں کی مشق مطابق مشق  
 میں طیارہ کرانی جب وہ طیارہ ہو گئی تو سب سامان بحری مہیا کیا اور ایک  
 بیڑہ جہازات جزیرہ سیرایہ یعنی سارڈینیہ اور جزیرہ سقالیہ یعنی سلسلی کورڈا  
 کیا اور انکو فتح کر کے بہت سامان غنیمت حاصل کر کے لائے پھر اسنے  
 خشکی کی طرف منہ پھیرا یہاں تک کہ اسکے فتوحات نے قلعہ مراکو اور سسلی



تک کہ لب ساحل اٹلانڈی کیوشن یعنی بحر اوقیانوس تک ہی حکومت  
 قائم کی۔ موسیٰ خود خوار حملہ آور نہ تھا بلکہ جن ملکوں کو اس نے زبردستی فتح کیا  
 آخر میں مثل باپ کے اس کا حامی ہو گیا۔ باشندوں کو اسلام تعلیم کیا۔ یہاں  
 کوڈاکوؤں سے بچایا۔ پھر اس نے تھوڑے عرصے میں سنگٹن ٹنگ نامی  
 مین افریقہ فرنگستان کو لے لیا۔ شہر قیوطہ اور جنبرس یعنی تانجیر کو فتح کیا  
 پہلے یہاں قوم برابر کا قبضہ تھا۔ پھر قوم ونداز کے قبضہ میں آیا اس کے بعد  
 قوم غاطہ یعنی گاتھ جو مقابل اسپانیہ کے کنارے پر قابض تھی اس میں سے  
 اس کا حاکم کوئینٹ جولین کا اس پر قبضہ تھا اور وہ شکست کھا کر شہر قیوطہ  
 میں قلعہ بند ہوا۔ موسیٰ اب قیوطہ پر بڑھا لیکن بڑے نقصان کے ساتھ  
 پس پاہو کے قیروان دارالحکومت افریقہ میں آجس آیا اور طارق امیر شکر  
 اور اپنے بیٹے مروان کو وہیں چھوڑ آیا۔ جنھوں نے اطراف کے ملک کو ویرا  
 کر ڈالا اس عرصہ میں جولین نے تنگ آکر موسیٰ صلح کے لیے ہمد عاکلی اور  
 اوس سے کہا کہ آج سے میرے اور تمھارے لڑائی کا خاتمہ ہے آج  
 میں اور تم دلی دوست ہوے۔ اب صرف تمھارے جانیکی دیر ہی اور  
 اسپین کے فتح میں دیر نہیں تمھارے جانیکیا میں خود راستہ بتاؤں گا مگر  
 چونکہ عربی دانا ایک دور اندیش تھا اس نے خلیفہ دمشق ہشام سے تہذیب  
 کیا اور پانچ سو آدمیوں کی ایک چھوٹی سی جمیعت بسر داری طارق سوار  
 اندلس پر لوٹ مار کرنے کے لیے روانہ کی کہ حملہ کر کے چلے آویں یہ واقعہ  
 سنہ ۷۱۱ کا ہی طارق اپنی اس خدمت کو پوری طرح انجام دیکر ماہ جولائی

مین واپس آیا اللہ عین جب موسیٰ کو یہ معلوم ہوا کہ شاہ رازق ازراہ  
 شمالی قوم باسکش کی بغاوت فرو کر رہا ہے تو وقت کو غنیمت جان کر سات ہزار  
 آدمیوں کی ایک مختصر جمعیت جنہیں اکثر مورینی باشندگان بربر بھی تھے بھڑائی  
 طارق روانہ کی طارق اول وس لانیہ راک قلعہ الاسد پر اترتا  
 جو آج تک اسکے نام سے جبل طارق مشہور ہے جسے انگلش جبرالٹر کہتے ہیں  
 اور یہاں سے بعد فتح قرطیبہ اندرونی حصوں کی طرف بڑھا جب شاہ رازق  
 کو یہ معلوم ہوا تو مع قوم کا تھکا ٹھڈی دل لیکر مقابلے کو آیا دونوں فوجیں  
 وادی بیکا کے کنارے پر مقابل ہوئیں اسپین میں جو فسانہ عجیب کیفیت  
 رازق کی جانب دعوام الناس تھی اوسکو مختصر ہمنے آئینہ فرنگ میں درج  
 کر دیا ہے اس جگہ یہ مفصل حال صاحب کارنامہ مور انگلش مورخ سے یہ  
 کیفیت نقل کرتے ہیں۔ رست و دروغ بگردن راوی وقت مذکور لہذا  
 سے پہلے ایک دن جب شاہ رازق قدیم دارالخلافہ (تولیدو) یعنی طلیطلہ  
 میں جشن نوروزی کر رہا تھا تو اچانک دو بوڑھے آدمی دربار میں داخل ہوئے  
 یہ دونوں ایرانی وضع کے سفید جُھے پہنے ہوئے تھے اونکے لمبے لمبے  
 خوشنما پیکوں پر منطقۃ البروج کی تصویریں منقش تھیں جنہیں ہشمار کنجیوں کے  
 کچھ لٹک رہے تھے شاہ رازق کے سامنے آکر بعد ادا یہ مراسم شاہانہ  
 اویٹھوں نے اس طرح خطاب کیا۔ امیر بادشاہ قدیم زمانے میں جب شاہ  
 ہرقل نے سمندر کے کنارے پر وہ مینار نصب کیے جو آج تک دسی کے نام  
 سے مشہور چلے آتے ہیں تو اونکے ساتھ ایک نہایت عالیشان اور مضبوط

عمارت شکل گنبد اس قدیم شہر کے حوالی میں بنوا کر اوس میں ایک طلسم رکھا  
 اور اوسکو آہنی کواڑوں اور چوٹھ سے محفوظ کر کے اوس میں فولاد سی قفل  
 ڈال دیے اور بنظر دوراندیشی و احتیاط یہ انتظام کیا کہ ہر تیا بادشاہ جو سرریا  
 مملکت ہو وہ اپنے نام کا علیحدہ قفل دروازے پر لگاوے باین خیال کہ  
 پیش از وقت افشار راز نہ ہو یہ پیشین گوئی کی کہ جو شخص مخفیات گنبد کو  
 بام یا کم از کم اوسکو دریافت کرنے کی کوشش کرے گا۔ وہ سخت مصائب و  
 آفات میں مبتلا ہو گا چنانچہ بنے اور ہمارے بزرگوں نے ہر قفل کے زمانے سے  
 لیکر اس وقت تک گنبد کی حفاظت کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں  
 کیا۔ اور کبھی کسی کو دخل نہیں دیا۔ اگرچہ بعض بادشاہوں نے اسرار گنبد کے  
 دریافت کرنیکی کوشش بھی کی۔ مگر انکے اسل راہ کا انجام یا موت یا کوئی  
 آفت ناگہانی ہوئی۔ غرض کہ دروازے سے آگے قدم رکھنا آج تک کسی کو نصیب  
 نہیں ہوا اے بادشاہ اس وقت ہم حضور میں اسلئے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ  
 بھی اپنے نام کا ایک علیحدہ قفل لگاویں۔ یہ کہا اور سلام کر کے دونوں حضرت  
 ہوئے۔ اور دھر شاہ رازق جب اس حیرت انگیز قصہ کو بغور سن چکا تو اس کے  
 دل میں دریافت راز کا شوق پیدا ہوا اور یہاں تک کہ ہر چند اس کے مشیر  
 اور رئیس نے (ایک مذہبی عہدہ) اوسکو متنبہ کیا اور کہا کہ آج تک گنبد کے  
 اندر کوئی شخص زندہ داخل نہیں ہوا حتی کہ قیصر اعظم بھی اس قسم کی  
 جرات نہ کر سکا کیونکہ تقا ویم کہنہ میں بھی لکھا ہے کہ گنبد کا جھید کوئی دریافت  
 نہ کر سکیگا مگر ایک بادشاہ جو اپنے سلسلہ میں اخیر ہو گا اور اوسکو بھی یہ امر

اوس وقت میسر ہوگا جبکہ ستون سلطنت مرکز نقل سے ہل جاوے گا جب  
 باہمی اتفاق اور بیوفائی اوسکی بیخ و بنیا د کو کھوکھلی کر دیں گے اور غضب الہی  
 نازل ہوگا مگر شاہ رازرق ان تمام نصیحتوں کے برخلاف ایک وزہت  
 سوار اور سیاہونک و جلو میں لیکر گنبد کی جانب نہ ہوا یہ گنبد کئی چٹانوں کے بیچ میں  
 ایک بلند قلعہ کوہ پر واقع تھا اسکی دیواریں سنگ مرمر اور سنگ زبرجد سے بنائی  
 گئی تھیں جنہر نہایت نازک اور دقیق نصیحت کندہ تھی اور جو اسقدر صاف  
 شفاف تھیں کہ باوجود اس قدر پرانی ہونے کے آفتاب کی دست رازیوں  
 کا کچھ بھی اثر نہ ہوا تھا گنبد کا دروازہ پورے پتھر سے تراش کر بنایا گیا تھا جسکو  
 کواڑوں پر ہر قل سے لیکر ڈنرہ کے زمانے تک تمام شاہان سلف کے ہاتھ  
 کے بھاری بھاری قفل پڑے تھے دروازے کے دونوں جانب دو نون بوڑھے  
 کھڑے تھے جو دربار میں حاضر ہوئے تھے انھوں نے ہر چند شاہ رازرق کو منع  
 کیا اور سخت مصیبت کی پیشین گوئی کی۔ لیکن جب اذکی کوئی نصیحت کارگر  
 نہ ہوئی تو ناچار وہ بھی کمر بستہ ہو گئے اور شاہ رازرق کے جوان سپاہیوں کے ساتھ  
 تمام دن اون بھاری قفلوں کے کھولنے میں مصروف رہے بالآخر قریب  
 آفتاب تمام قفل کھل گئے اور بادشاہ مع ہمراہیوں کے دروازے کی جانب بڑھا  
 اور کواڑ کھول کر اول ایک سیع کمرے میں داخل ہوا۔ اس کمرے کی دوسری  
 جانب ایک اور ایسا ہی دروازہ تھا جس سے پاس کے کمرے میں نہایت  
 جاتا تھا اس دروازے کے سامنے اس طرف پیش کی ایک ٹیٹھی صیب خوفناک  
 مردانہ تصویر ایسا دہ تھی اور ایک بھاری گنبد ہاتھ میں لیے دیمدم زمین پر

مارتی تھی یہ دیکھ کر تھوڑی دیر تک تو شاہ رازق خوف و حیرت میں غرق  
 رہا لیکن جب اس کے سینہ پر یہ فقرہ (میں اپنا فرض منصبی پورا کرتا ہوں) کندہ  
 دیکھا تو اس کا حوصلہ بڑھا۔ اور اس کو قسم دیکر کہا۔ مجھ کو گزر جانے دے میرا  
 ہرگز یہ منشا نہیں کہ اس گنبد کو ضرر پہنچاؤں یا اس کے درے تخریب ہوں  
 صرف راز دریافت کرنا چاہتا ہوں یہ سنتے ہی طلسمی تصویر یک بیک گزرتھا  
 خاموش کھڑی ہو گئی بادشاہ مع اعیان و اراکین اس کے پیچھے سے گزر کر دوسرے  
 کمرے میں داخل ہوا۔ اس کمرے کی دیواروں پر جا بجا ہر قسم کے قیمتی تھپر  
 نصب تھے اور عین وسط میں ہر قتل کے ہاتھ کی ایک مینیجر بھی  
 تھی جس پر ایک صندوقچہ کھاتھا صندوقچہ پر یہ عبارت کندہ تھی  
 تمام مخفیات گنبد اس بکس میں ہیں بخیر ایک بادشاہ کے اس کو کھولنے  
 کی اور کوئی جرات نہ کرے گی۔ لیکن ذرا اس کو خبردار اور ہوشیار رہنا چاہیے  
 کیونکہ اس وقت اس کو عجیب و غریب اقصاء دکھائی دینگے جو مرنے سے  
 پہلے اسے پیش آئیں جب شاہ رازق نے بکس کو کھولا تو بخیر ایک چری  
 و صلی کے جو دوسری تختوں کے بیچ میں محفوظ تھی اور کچھ نہ نکلا و صلی پر گھوڑے  
 سواروں کی تصویریں بنی تھیں جن کے چہرے نہایت خوشنودار اور ہیبت ناک تھے  
 اور جو پیش قبض سے سلج تھے اور پیشانی صفحہ پر یہ عبارت لکھی تھی دیکھ اے  
 بادشاہ! ان لوگوں کو جو تجھے سر پر سلطنت سے بچے گراؤنگے اور تیرے  
 ملک پر قبضہ کریں گے و صلی پر نظر ڈالنی تھی کہ شاہ رازق اور اس کے ہمراہیوں  
 نے دفعہ میدان جنگ میں گھروار کا شور بلند ہوتے سننا طلسمی گھوڑے

وصلی کے صفحہ پر یک بیک بادلوں کی طرح حرکت کرنے لگے اور اوس مقام  
 میں ایک حقیقی میدان کارزار کا سامان بندھ گیا۔ پھٹ پھٹ رازق کی آنکھوں کے  
 سامنے اوس عالم استعجاب حیرت من جانگزا واقعات پیش آنے لگے جو بالترتیب  
 ایک دوسرے کے بعد دکھائی دیتے تھے اور نقش آب کی طرح مٹ جاتے تھے اور  
 جیسے اون آنے والے حادثوں اور لڑائیوں کے نتیجے دریافت ہوتے تھے  
 جو ابھی کیسے وہم و گمان میں بھی نہیں تھے۔ اونے دیکھا کہ سامنے ایک  
 میدان جنگ اور حسین مسیحی اور مسلمانوں کے درمیان ایک سخت ہنگامہ  
 کارزار گرم ہو۔ غازی مردوں کا جوش میں آکر جھپٹنا اور اپنے ہاتھوں سے مخالفین  
 کی لاشیں روندنا۔ ترنا اور زینگوں کی آواز میں مجبور کی جھکار۔ اور صدائے  
 طبلات جنگ کا طوفان خیز شور مچا دیا۔ تلواریں میانوں سے نکلیں گرز و تبر  
 بلند ہوئے۔ تیر سنا کہ پیام اجل پہنچانے لگے۔ نیزے اور پریچیاں  
 چاروں طرف پھٹنے لگیں مسیحی میدان سے بھاگ نکلے۔ مسلمانوں نے اوس کا تعاقب  
 کیا اور شکست فاش دی۔ جھنڈا۔ جپر کہ راس صلیب نصب تھا زمین پر گر گیا  
 اسپین کے نشان کا پھر پراپمال ہو گیا فتح مندوں کے خوشی کے نعروں  
 مصیبتوں کے غیظ و غضب کی چیخوں۔ قریب لڑکے زخمیوں کی آہ و  
 زاری سے تمام ہوا گونجنے لگی نہریت خوردہ سپاہیوں میں جوتہ و بالا ہو کر  
 ادھر ادھر بھاگے جاتے تھے شاہ رازق کی نظر ایک اچانک جو امر و  
 سپاہی پر پڑی جو شاہی تاج پہنے اور پشت پھیرے ہوئے تھا گرد و رے معلوم  
 ہوتا تھا کہ اوس کے اسلحہ اور لباس خاص شاہ رازق کے سے ہیں ایک سفید

گھوڑے پر سوار ہر جو ٹھیک سیاہی جیسا کہ اوسکی لڑائی کا گھوڑا۔ اور بلیا  
 عین ہنگامہ میں وہ جوان گھوڑے سے پیچھے گرا اور پھر کہیں اوسکا۔ پتہ نشان  
 نہ معلوم ہوا۔ اور بلیا دیوانہ وار خالی پشت چاروں طرف بھاگا پھرتا تھا یہ  
 دیکھ کر شاہ رازرق اور اوسکے ہمراہی اوس طلسمی گنبد سے حواس باختہ ہو کر بھاگے  
 مگر اس سے پہلے ہی وہ پیل کی تصویر غائب ہو گئی تھی دونوں بوڑھے داروآ  
 کے سامنے مرے پڑے تھے اور علاوہ بے شمار غیبی آفات کے ایک یہ بھی ہوا  
 کہ گنبد میں فوراً اوس وقت آگ کے شعلے بلند ہو گئے ہر ایک پتھر جگہ جگہ  
 سیاہ ہو گیا اور بیان کیا جاتا ہے کہ جس جس جگہ زمین پر یہ خاکستر ہوا اس جگہ  
 گری وین ایک قطرہ خون پیدا ہو گیا متوسط زمانہ میں اسپین اور عرب دونوں  
 ملکوں کے مورخوں نے اس قسم کے حیرت انگیز اور بعید از قیاس واقعات سننا  
 خوشی سے قلبند کیے ہیں اور جو جو نیک بدشگون طرفین کو لڑائی سے پہلے پیش آنے  
 اونے اونکے حزن و سرت کا خوب اندازہ ہوتا ہے اسی طرح بیان کیا جاتا ہے  
 کہ رسول عربی بنفس نفیس طارق کے پاس تشریف لائے اور اوسکو تسکین دیکر کہا  
 طارق۔ لڑو اور فتح کرو۔ فریقین جو اودی بست کے قریب ایک دوسرے  
 کے مقابلے پر تل رہے تھے اونکے خوابی خیالات خواہ کچھ ہی ہوں ہمکو حیثیت  
 تاریخ نویسی اونسے بحث نہیں مگر لڑائیوں کا جو نتیجہ ہوا اوسمیں امکان شک نہیں  
 ہو سکتا۔ اگرچہ بعد میں طارق کے پاس پانچ ہزار بربری سپاہیوں کی کمک آئی  
 پہنچ گئی تھی مگر تاہم کل فوج بارہ ہزار سے تو کسی صورت میں زیادہ تھی حالانکہ شاہ رازرق  
 کے پاس اوس سے چھ گنی فوج مسلح تیار تھی مگر اس موقع پر یہ امر قابل لحاظ ہے



کہ حملہ آور دہہاد را اور جری سپاہی تھے جنکے مایہ خیر میں شجاعت اور جنگجوی  
تھی اور مزید بریں اس موقع پر ایک نامور صفت شکن کے زیرِ کمان تھی اور  
اونکے مقابل کون تھے اونھیں حلقہ بگوش یا بمنزلہ حلقہ بگوش فرار عونکی  
ٹوٹی پھوٹی جمیعت جو تمام ملک کا ظلم سہتی سہتی تنگ آ گئی اور جنکے سپہ سالاروں  
میں وہ دغا باز سردار جو ہمیشہ سے شاہ و نزار کے طرفدار اور رشتہ دار تھے  
موجود تھے مگر حقیقت میں اونکا دلی منشا یہی تھا کہ جس طرح ہوا و سکوچ میدان  
میں چھوڑ کر دشمن سے جا ملین اور لڑائی کا فیصلہ اوسے کے حق میں کرین ان  
بد نصیبوں کو اپنے پیارے وطن اور ہم وطنوں کے ساتھ دغا بازی کرنیکا خیال  
بھٹی تھا بلکہ وہ تو یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ حملہ آوروں کو صرف غنیمت کی حرص یہاں  
کھینچ لائی ہو چنانچہ جب لوٹ کے مال و دولت سے ہاتھ رنگ چکیں گے تو اپنے  
ملک کو واپس چلے جائینگے اور اس طرح شاہ و نزار کا خاندان پھر تخت اسپین پر برقرار  
ہو جائیگا محض اس امید پر اونھوں نے دشمن کی مساعدت کی تھی جس سے ملک  
اسپین آخر کار آٹھ متواتر صدیوں کے لیے مسلمانوں کی حکومت میں آ گیا جب  
مسلمانوں نے حریف کے ٹڈی دل فوج کو اپنے مقابلے پر صفت آرا دیکھا اور شاہ راز  
چو ایک جنگ لگاتی ہوئی چیز کے سایہ میں شاہانہ لباس اور اسلحہ زیب تن کیے نہایت  
گرد و فربہ بیٹھا تھا نظر ڈالی تو ذرا دل شکستہ ہو گئے مگر شیر دل طاقتور آگے  
ٹھہر کر لٹکارا کہ خبر دار اے دلاوران عرب اے ہنر بان اسلام دیکھ رہے ہو کہ تمہارا  
آگے دشمن اوتھیچھے سمندر ہی برب کعبہ اگر مفر تو صرف اسپین۔ کہ بوشید جا  
زمانہ بوشید۔ ہاشمی تلوار کے جوہر دکھلانے کا آج ہی تو دن ہے یہ سنتے ہی



عربوں کے حوصلے بڑھے اور سب یکدل یک زبان ہو کر چلائے کہ اسے طارق ہم  
 ہر طرح طیارہیں اور جہان تم چاہو چلو تمہارے ساتھ چلنے کو موجود ہیں یہ کہاؤ  
 فوراً اپنی سوار کے ساتھ دشمن کی صفوں میں گھس گئے آٹھ روز تک برابر لڑائی کا  
 بازار گرم رہا اور نقد جانفروشی ہوتی رہی اس موقع پر فقیہین نے اپنی اپنی فوج کے  
 اوٹتے ہوئے جوش و رول توڑ جانباڑیاں نہایت دلوالہ انگیز زبان میں بیان  
 کی ہیں اور قابل دیدہاں شاہ رازرق نے متواتر اپنی فوج کی صف بندی کی  
 افسوس شاہ دوزا کے رشتہ داروں نے بیچ میدان میں ساتھ چھوڑ کر جنگ کو  
 دم کی دم میں ایک عبرت انگیز وحیرت خیز سین کر دیا۔ رازرق نہایت خورد  
 لشکر کو چھوڑ کے تنہا ایک طرف کو چل دیا مگر نہ معلوم کہ شاہ رازرق کہاں گیا۔ او  
 اوسکا کیا انجام ہوا آج تک نہیں معلوم مگر دوسرے دن صرف اوسکے جوتے  
 اور گھوڑا دریائے بست کے کنارے ملا شاید دریا میں ڈوب مرا۔ مگر اہل سین کا  
 یہ عقیدہ ہے کہ وہ اب تک زندہ ہے اور پھر آئیگا اس بڑی فتح کے بعد موسیٰ گورنر  
 افریقیہ نے ایک تہنیت نامہ مع مفصل ویدا جنگ بجنور خلیفہ ولید بلاغ کیا  
 اس میں کچھ شک نہیں کہ وادی بست کی فتح نے کل سین کی حکومت ستمناؤں  
 کے ہاتھ میں دیدی طارق اور اوسکے دلاور جوانوں نے کل جزیرہ کو فتح کر لیا  
 اس اشارہ میں موسیٰ گورنر افریقیہ کو طارق پر شک پیدا ہوا اور اسے آگے بڑھنے  
 سے منع کیا مگر طارق کہتا تھا او نے اٹھنیٹ کو سات سو آدمی کا ایک  
 دستہ دیکر قرطبہ کے محاصرے کے لیے روانہ کیا اور وہاں پہونچ کر دن تو  
 ادھر ادھر درختوں کے آڑ میں کاٹا قریب شام کے جب حوالی شہر میں

پہنچا تو ایک چرواہے سے معلوم ہوا کہ شہر کی کسی فصیل میں ایک  
 تنگاف ہنسی۔ اوسکی تلاش میں جب قریب دیوار کے پہنچے تو فصیل  
 سے ملا ہوا ایک انجیر کا درخت تھا ایک جوان نہایت چالاکی سے  
 اوس درخت پر چڑھ گیا اور وہاں سے فصیل پر بھانڈ کر اپنا علامہ  
 نیچے لٹکا دیا۔ اور اس عجیب کمند کے ذریعے سے اپنے کئی ساتھیوں  
 لیکر دروازہ شہر پناہ کھول دیا اور بات کی بات میں شہر فتح ہو گیا۔  
 وہاں کے کچھ لوگ ایک کونینٹ یعنی خانقاہ میں محصور ہو کر تین ماہ تک  
 لڑا کیے پھر آخر مطیع ہو گئے شہر خالی ہو گیا اور یہودی تمام لڑائی میں  
 مسلمانوں کے اول سے آخر تک خیر خواہ رہے چنانچہ جن جن ملکوں پر  
 مسلمانوں نے فوج کشی کی یہودی اور پارسی اونکے شریک حال رہے  
 طارق مظفر و منصور قدم بڑھائے چلا گیا بے روک ٹوک آر کے ڈونا پرتقا  
 ہو گیا تمام باشندے کو ہستان میں بھاگ کر جا چھے۔ مالاگا پر بھی قبضہ ہو گیا  
 اور الویرا پر جو غرناطہ کے قریب ہے حملہ کر کے لے لیا صرف مرشیہ کے  
 کو ہستانی درے کچھ عرصہ تک ند میر کی بہادری اور تدبیر سے محفوظ رہے  
 مورخ لکھتا ہے کہ جب ند میر کی کل فوج قتل ہو گئی فقط یہ اور اسکا غلام  
 بچ گیا اوس وقت بھاگ کر مرشیہ میں حصار بند ہوا اور مسلمانوں نے  
 شہر و قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ ند میر نے جب دیکھا کہ کوئی مرد جوان باقی نہیں ہے  
 بجز عورتوں کے تو اسنے کل عورتوں کو لباس مردانہ پہنا کر فصیل اور برجوں پر  
 متعین کر دیا اور خود مع غلام کے گورنر مغیث کے پاس جا کر پیغام صلح کیا۔

مغیث نے منظور کیا جب عہد نامہ پر دستخط ہو چکے اور بموجب معاہدہ کہ دروازہ  
 شہر کا کھول کر سب اہل شہر مع مال متاع کے باہر نکل آئے اور سین ہجرتوں  
 کے کوئی مرد نہ تھا المغیث نے میر کی دلیرانہ اور دانشمندانہ حکمت پر شہد  
 رنگیا اور یہاں تک خوش ہوا کہ اسکو صوبہ مرشدیہ کا گورنر کر دیا جو آج تک اس کے  
 نام سے تھوڑی میرنسٹ یا دکیا جاتا ہے الغرض طارق بعد فتوحات مکر کے چھٹے  
 جیسے ٹولیدو یعنی طلیطلہ دارالسلطنت کا تھہ تک پہنچ گیا اور وہاں بھی کسی سردار  
 کا تھہ کا پتہ نہ لگا اور اسکو بھی معلوم ہوا کہ سرداران کا تھہ کوہستان آسٹریا  
 میں پناہ گزین ہوئے ہیں صرف بعض اہل کوہستان جو لین اور شاہ ڈنر کے  
 رشتہ دار رہ گئے جنگو جب وعدہ اعلیٰ اعلیٰ عہدے دیے گئے جب کوئی میزا  
 کرنے والا نہ رہا تو مسلمانوں کا قدم اس ملک میں جم گیا جب موسیٰ نے طارق  
 کی متواتر کامیابی کا حال سنا تو ششہ و موسم گرما میں مع اٹھارہ ہزار سپاہ  
 دیرا شریٹ کو عبور کر کے - کارمونا - سیواہیل - اور میرٹھ فتح کرتا ہوا - ٹولیدو  
 کی طرف بڑھا - طارق نے جب موسیٰ کی خبر سنی تو ٹولیدو سے استقبال کو گیا -  
 موسیٰ نے اس کے ایک چاکر مارا کہ باوجود مانفت کے تو آگے کیوں بڑھ گیا  
 اور کہا کہ تجھے سخت گیر اور تیز مزاج شخص ہرگز اس قابل نہیں کہ اس قدر مسلمانوں  
 کی حفاظت پر دیکھا دے اسکو قید کر دیا جب اس عہدہ تعلیم کی خبر لی تو پھر بھی  
 تو اسے ناراض ہو کر موسیٰ کو دمشق بلایا اور طارق کو پھر اس جگہ بحال کر دیا  
 پھر اہل ششہ عین ایک عربی سپہ سالار - گال کے جنوبی حصے پر جو  
 سبھی مونیہ مشہور تھا اور کہ کاسون اور تربون پر قابض ہو گیا اور پھر گندی

اور ایکوٹی ٹینا پر حملہ کرنا شروع کر دیا۔ لیکن مسیحیوں نے مسلمانوں نے شہر ٹونو  
 میں ایوڈیزڈیوک کو شکست فاش دی تاہم مسلمانوں کے غم میں کچھ فرق نہیں  
 آیا اور تھوڑے عرصے میں یون کو تاخت و تاراج کر ڈالا اور قوم سے بھی خراج لیا  
 مسیحیوں میں ایوگنن پر قبضہ کر لیا۔ صوبہ ناریون کے جدید گورنر عبدالرحمن نے  
 تمام گال کے فتح کا ارادہ کیا۔ اور دریائے گارڈ کے کنارے۔ ایوڈیزڈیوک کو  
 فاشی یہاں سے منظر و منظور ٹونو وریٹ کی طرف بڑھا اور دہر چارلس جو فرانس کا  
 اصلی بادشاہ تھا استقبال کو بڑھا جہاں اسکے سینٹ مارٹن کے خزانے کا  
 پتہ لگا تھا۔ کو اکثرزا اور ٹونو وریٹ کے درمیان دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا  
 چھ دن تو چھوٹی چھوٹی لڑائی مابین ہوا کہیں۔ ساتویں دن تمام بازار  
 جان نشاری و جان فردشی گرم ہوا۔ چارلس نے بذات خود داد دیری دی  
 اوسکی جان نشاری سے فرانسیزیوں کا دل بڑھ گیا اور بہت محبوبی  
 مخالفین پر حملہ کر دیا۔ مسلمانوں کی صفیں تہ و بالا ہو کر منتشر ہو گئیں اس  
 ہنگامہ میں اکثر فوج مسلمانوں کی نذر میدان جنگ ہوئی کہ میدان جنگ گنج  
 شہیدان ہو گیا اور مسلمانوں کو اس قدر نقصان پہونچا کہ آٹھ صدیوں تک  
 حکومت ہی لیکن پھر فرانس کی طرف منہ نہیں کیا اسکے بعد جب کہ شارلیمین  
 ملقب سکندر ثانی کو یہ معلوم ہوا کہ بنی امیہ کا پہلا خلیفہ عبدالرحمن سربراہ  
 اوندلس ہوا ہے اور قاعدے کی بات ہے کہ نئی سلطنت میں مخالفین گروہ  
 عبادت فتنہ و فساد برپا کیختہ کرتے ہیں ویسا ہی اوسکے عہد میں واقع  
 ہوا مفسدین نے شارلیمین کو فرانس سے اپنی مدد کو بلایا اسمین باجمعی مسلمان

اور اہل اسپین شریک تھے اور اوسکو ہوس ملک گیری نے اوشیںجا  
 دسی اور پہلی فتح اسکی اور باعث دیری کی ہوئی شاریہین گویا بسکن کی  
 سرکوبی سے ابھی فرصت نکلے تھی کہ یہ دوسری ملک گیری کی تدبیر عمل میں آئی  
 اور یہ قرار پایا کہ ادھر سے شاریہین اسپین پر حملہ کریں اور ادھر مفسدین اسپین  
 مختلف مقامات پر بغاوت کے اوسکو بددین ششمین شاریہین نے  
 موافق اقرار کے سلسلہ کوہ پیر نیز سے گذر کر زیرہ گوزہ کا محاصرہ کیا کہ اچانک  
 اوسکو یہ خبر پہونچی کہ وٹی کٹھنے پھر بسکن پر قبضہ کر لیا اور کولون کو بڑھاب  
 بجز لوٹ جانیکے اور سلطنت کی حفاظت کرنیکے کچھ چارہ نہ تھا مع دستہ بادگلی  
 کے جلدی لوٹ گیا اور فوج عقب سے روانہ ہوئی کوہ پیر نیز کے تنگ درون میں  
 قوم باسکن جو فرانسیسیوں کی جانی دشمن تھی بلارنگمانی کی طرح سے ٹوٹ  
 پڑے اور اس قدر کشت و خون ہوا کہ شاید ایک فرانسیسی بچا ہو۔ اس خونریز  
 کو انگلش مورخ نہایت خوفناک عبارت میں بیان کرتے ہیں جب شاریہین  
 روٹا سیا لارگو موت کی خبر دی تو وہاں آکر بحالت غم روٹا کو دفن کر دیا۔  
 اور فرانس کو چلا گیا اسکے بعد قریب تین سو برس مسلمانوں نے پورے مجمع  
 سے اسپین پر حکومت کی۔ اور یوں تو خاندان گاتھ کے ورثا کوستانی  
 اضلاع میں وقتاً فوقتاً موروثی سلطنت کے کچھ کچھ حصے بزور شیر فتح کرتے  
 رہے لیکن ایسا محذور حال نہ رہا پیدا نہیں ہوا جو سلطنت کا باعث خرابی ہو  
 تا آنکہ گیارہویں صدی میں اضلاع گلیسا لبون کشنائل۔ سکبان میں  
 اپنے مسیح بھائیوں کو دیکھ کر یہ شرط ٹھہری کہ مسیح اس غیر آباد ملک میں آزاد نہ

حکومت کرین اور مسلمانوں کے ملک میں خلل انداز نہوں غرض کہ بالائی سپین  
 کے پہاڑ اور وادی غیر مزدعہ پر نصارا قابض رہے پر نکال کی حد تک او  
 مابین شاداب ملک میں اہل عرب کی حکومت رہی اور خاص کر اسی کا  
 نام ملک وندلس تھا اہل عرب نے وہ عظیم الشان اور بدیع المثال سلطنت  
 قائم کی اور وہ تہذیب وراثت کی پھیلائی کہ جسے تمام یورپ کو حیرت میں  
 ڈال دیا گورنٹ اسلام نے نصارا کو عام اجازت دیدی تھی کہ اپنے قدیم  
 قاعدے جاری رکھیں وہ خود ہی ٹکس وصول کرتے تھے اور قضیہ فیصل کرتے  
 تھے جو گاتھ کے زمانے میں ان کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا فقط ایک  
 بلکہ ساٹھس یعنی جزیہ نصارا کو ادا کرنا پڑتا تھا اور خراج بطور لگان آراضی مزدعہ  
 کا نصارا اور مسلمان دونوں دینے میں برابر تھے حق انتقال جا ملک اور عایا  
 کو اسی مبارک عہد میں حاصل ہوا جو عہد گاتھ میں مطلق نہ تھا نہ ہی امور  
 کسی طرح کی اختل نہ تھی کہ ہر شخص جسکی چاہے پرستش کرے اور جسے چاہے سجد  
 بناوے جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ آٹھ سو برس کی حکومت میں ایک فوج بھی بغاوت  
 نہیں ہوئی اور سب ہی کچھ تھا مگر غلاموں کے لیے جو گاتھ اور رومن کے سختی  
 سے تنگ آگئے تھے نہایت مبارک ہوا ضابطہ غلامی اسلام کا نہایت نرم اور  
 شایستہ قانون ہے کیونکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا قدیم قانون کی سختی کو  
 کیا تو اسکو سہل کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا فرماتے ہیں کہ تمہارا  
 بھائیوں کو خدا نے تمہارا زیر دست بنایا ہے چاہیے کہ جو کچھ کھاؤ وہ انہیں  
 کھلاؤ اور جو آپ پہنو وہ انہیں پہناؤ اور ایسے کام کی تکلیف مت دو جو

اونیکی طاقت سے باہر ہو۔ اور جو شخص اپنے غلام کو بری طرح کھیگا رشت  
 میں داخل ہوگا اسلام کے اخلاقی اصول میں سے زیادہ حسان غلاموں کی  
 آزادی ہے اسپین میں علاوہ اون عربی گروہوں کے کہ جنگا دست تصرف  
 ملک وندس میں دراز تھا بربری اور مور ایک جز غالب تھی اور ہر وقت کو یہی  
 خواہش تھی کہ ہماری قوم کل اسپین پر قابض و متصرف رہے اور یہی امر با  
 نزاع اہل بربر و اہل عرب کا تھا غرض کہ ستر برس تک باہم دست و گریبان رہے  
 جبکہ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ بحر روم کے نشیب میں مغربی کنارے پر بربریوں کی سازش  
 سے رعایا بگڑ بیٹھی اور عربوں کو شکست فاش ہوئی تاہم تیس ہزار قوت تازہ دم ملک  
 شام سے اونیکی یعنی عربوں کی مدد کو آئی اور بربریوں پر حملہ آور ہوئی مگر ایک سخت  
 کشت و خون کے بعد پس یا ہو کر قلعہ سوطا میں محصور ہو گئی اور چونکہ مسیحیوں کو  
 بسبب سخت گیری عربوں کے ایک گونہ ناراضگی بھی تھی جب عربوں کی شکست  
 اور بربریوں کی فتح کی نوبت پہنچی تو جنرل منوسانے علم فساد بلند کیا۔ اور  
 کل شمالی صوبوں میں یک بیک شورش پیدا ہو گئی اور وقت عبدالملک  
 امیر اوندلس نے شامیوں کو ملک فریقہ سے جہاز بھیج کر بلایا چنانچہ شامیوں نے  
 اس ملک کو زخیر اور شاداب و متمول بخلاف افریقہ کے پایا۔ ملک گیری کی  
 ہوس نے یہاں تک اونکو مبہوت کیا کہ عبدالملک کو مغرور و قتل کر کے اپنے  
 میں سے ایک شخص کو وہاں لکا امیر کر دیا اس باعث سے ایک عرصہ تک عرب اور  
 بربرین باہمی جنگ جدال رہا۔ اور اسکے باعث سے ملک تباہ ہو گیا آخر خلیفہ  
 دمشق نے ایک لاق اور عقلمند شخص کو اپنی طرف سے گورنر کر کے بھیجا۔ یہاں



ہجراوتے جو بانی فساد تھے اونکو جلا وطن کیا اور جو لوگ کہ مصر کے رہنے والے  
تھے اونکو مرشیہ میں آباد کیا اور فلسطین کے باشندے تھے وہ سید و نیا و  
الجیرس میں آباد ہوئے۔ چاروں کے رہنے والے امی جی اول یعنی مالاکا میں  
اور دمشق کے رہنے والے البول یعنی گرائڈاغناطہ میں۔ کرن کے باشندے  
جین میں آباد ہوئے اور سوت اور دلس کی باہمی خانہ جنگی تو موقوف ہوئی  
مگر گروہی مخالفت باقی تھی۔

### پہلا عہد سلطنت اسلامی اسپانیول کا

بعد فتح موسیٰ اور طارق دمشق کے زیر فرمان خلفا بنی امیہ دمشق کے رہا  
۱۲۰ ہجری مطابق ۷۳۷ء سے لغایت ۷۵۶ ہجری مطابق ۷۷۴ء تک  
جسین اکیس امیر موسیٰ سے لیکر یوسف تک مقرر ہوئے جبکا تقرری مصر اور قریہ  
کی طرف ہوتا تھا۔ اور اکثر ایسا بھی ہوا کہ وہاں کے اہل سلام نے برضا مندی  
سہ سالاران فوج کے کوئی امیر منتظم مقرر کر لیا اور اسکی منظوری دار الخلافت  
سے ہو گئی یا کوئی دوسرا امیر اسکی جگہ پر وہاں سے مامور ہو کر آگیا۔ ان اکیس  
افسروں میں جو چھالیس برس کے عرصے میں وہاں مامور ہوئے بعض  
بڑے منتظم اور مہذب تھے جب کہ موسیٰ ابن انصیر ولید کی خلافت میں  
مرا۔ اور اس کے بعد اسکا بیٹا عبدالعزیز دو برس حکمران رہا اور اسکو سلیمان  
بن عبدالملک نے جامع رسی میں قتل کیا۔ پھر عبدالرحمن ابن حنیف ملک قرطبہ  
قبضہ کیا تھا بعض غلامانے ثالیہ منخر کر لی تھے بڑے معرکے جنگ کے

اوتنے واقع ہوئے بعض معرکوں میں شکست بھی ہوئی بعض اوقات ملک  
 مسخر کیے ہوئے نکل بھی گئے اور باعث اسکایہ کہ بعض منسرونین ایسے  
 مقرر ہوئے جو سخت غیر منتظم تھے اور ارباب فوج اور سکان اسلام اونکی حکومت  
 سے بسبب ظلم و ستم کے سخت ناراض تھے آخر یہ نوبت پہنچی کہ آپس کی جنگ نے  
 جدال سے حکومت میں ضعف آگیا۔ اور اہل فرنگ جنھوں نے کوہستانیوں  
 اپنا معاہدہ کیا تھا اپنے اپنے مقبوضات کو بڑھانا شروع کیا اسی ایام بد علی  
 یعنی کشتہ ہجری مطابق ۳۳۵ء میں عبدالرحمن داخلی اموی مع فتح و فیروزی  
 سریر آراے اوندلس ہوا۔

### خلافت بنی امیہ و عبدالرحمن پہلا خلیفہ اندلس

باقیمانہ مغرول شدہ خاندان بنی امیہ کا ایک ممبر عبدالرحمن اموی بن معاویہ  
 بن حشام بن عبد الملک بن مروان بن الحکم نامی بھی تھا کہ جسکے تمام غرزی و اقارب  
 کو سنگدل عباسیوں نے نہایت جابرانہ طور سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر خاک میں ملا  
 یہ بیچارہ جان بچا کر بھاگ کر دریائے فرات تک صحیح اور سالم پہنچ گیا۔ اور ایک  
 گائون کے قریب بود و باش اختیار کی ایک دن کیا دیکھتا ہے کہ گائون میں  
 تملک مچا ہے۔ اور عباسیہ نشان کا سیاہ پھریرا لہرا رہا ہے وہ اوس حالت  
 پریشانی میں اپنے بچہ خرد سال کو گود میں لیکر مع غلام مسیحی بدر کے دریا کی  
 طرف بھاگا اور بلا خوف دریا میں کود پڑا اور اوسکا بھائی جو اس سے ذرا  
 پیچھے رہ گیا تھا اوسکو لشکریوں نے مار ڈالا اور یہ ریایت کر صحیح سلامت کنارے پہنچا

نہایت جست و چالاک تھا ہر امر میں دور اندیشی سے شخصی فیصلہ کرتا تھا مگر کسی قدر  
 شکی مزاج بھی تھا کبھی رشت اور جابرانہ طریقہ کا ہوتا تو کبھی نہ مصلحت کے حکمانہ ہوتا  
 اختیار کر لیتا۔ غرض کہ ابن الوقت اور مطلب پرست تھا۔ اچھی اندلس میں آئے  
 عبدالرحمن کو زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ ابن ہشمت گورنر خرقہ محبوب حکم المنصور  
 خلیفہ عباسی بغداد کے پورا بیڑہ جازون کا لیکر اندلس کو روانہ ہوا کہ سلطنت  
 عباسیہ کے مصافحات میں داخل کیسے بلارو کی ٹوک اوئے اس میں داخل ہوا۔  
 اور عبدالرحمن کا رمونہ میں محصور ہو گیا دو مہینے تک سخت محاصرہ رہا مگر عبدالرحمن  
 جو شدید موقعوں پر حکمت عملی سے کام لیتا تھا اس میں محاصرہ کی غفلت  
 دریافت کر کے ایک شب کو مع سات سو جاباز دلا ورون کے قلعہ سے نکل کر  
 وقتاً عباسیوں پر جا پڑا اور شکست فاش ملی اور جمیع سرداران فوج عباسیہ  
 کے سر کاٹ کر ہر ایک کا نام ایک ایک پرزہ کاغذ پر لکھ کر اس کے کان میں لٹکایا  
 پھر ان سرون کو ایک بیگ میں بند کر کے ایک حجازی کے ہاتھ خلیفہ المنصور  
 کے پاس بغداد روانہ کیے۔ جب منصور نے بیگ کھولا تو نہایت غصہ طوڑا اس میں  
 آکر بولا کہ الحمد للہ والشکرا کہ میرے اور اس شخص کے درمیان میں ہمدردیاں نہ  
 اور جب کچھ اسکا غصہ فرو ہوا تو عند التذکرہ کہنے لگا کہ ج تو یہ ہو کہ اس نسل  
 قریش کے باد کی جرات اور پرواؤں شمشدہی اور حسن تدبیر کی مجھے سنت حیرت ہو  
 کہ ایسے خطرناک ستم میں پڑنا اور اپنے تئیں دروازہ دشوار گزار ملک میں پھینکنا  
 اور وہاں کے مختلف گروہوں کے باہمی حدود عداوت سے مستفید ہونے کے  
 موقع نکالنا اور انکو آپس میں لڑا کر اپنا پہلو بچانا اور رعایا کو رخصتا مندھی

نہایت جیت و چالاک تھا ہر امین دوراندیشی سے قطعی فیصلہ کرتا تھا مگر کسی قدر  
 شکی مزاج تھا کبھی درشت اور جابرانہ طریقہ کا برتاؤ کرتا کبھی خود مطلبی کے حکیمانہ اصول  
 اختیار کر لیتا۔ غرض کہ ابن الوقت اور مطلب پرست تھا۔ ابھی اوندلس میں آئے  
 عبدالرحمن کو زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ ابن مغیث گورنر افریقہ بموجب حکم منصور  
 خلیفہ عباسی بغداد کے پورا بڑھ جہازوں کا لیکر اوندلس کو روانہ ہوا کہ سلطنت  
 عباسیہ کے مضافات میں داخل کرے بلاروک ٹوک اوندلس میں داخل ہوا۔  
 اور عبدالرحمن کارمونہ میں محصور ہو گیا دو مہینے تک محاصرہ رہا مگر عبدالرحمن  
 مجبور شد یہ موقع پر حکمت عملی سے کام لیتا تھا اس میں محاصرہ کی غفلت  
 دریافت کر کے ایک شب کو مع سات سو جانباز دلا ورون کے قلعہ سے نکل کر  
 وقتاً عباسیوں پر جاڑا اور شکست فاش دی اور جمیع سرداران فوج عباسیہ  
 کے سر کاٹ کر ہر ایک کا نام ایک ایک پرزہ کاغذ پر لکھ کر اوسکے کان میں لگا دیا  
 پھر اوندلس کے سرور کو ایک بیگ میں بند کر کے ایک حجازی کے ہاتھ خلیفہ منصور  
 کے پاس بغداد روانہ کیے۔ جب منصور نے بیگ کھولا تو نہایت غصہ اور تین  
 آکر بولا کہ الحمد للہ وانشاء اللہ میرے اور اس شخص کے درمیان میں سمندر چل گیا  
 اور جب کچھ اسکا غصہ فرو ہوا تو عند التذکرہ کہنے لگا کہ سچ تو یہ ہے کہ اس نسل  
 قریش کے بادی جرات اور پروا از دشمن دی اور جن تدبیریں مجھے سخت حیرت ہے  
 کہ ایسے خطرناک سستہ میں پڑنا اور اپنے تئیں دراز دشوار گزار ملک میں پھینک دینا  
 اور وہاں کے مختلف گروہوں کے باہمی حدود و عداوت سے مستفید ہونے کے  
 موقع نکالنا اور انکو آپس میں لڑا کر اپنا پہلو بچانا اور رعایا کو رضامند ہی

مطیع کر لیا۔ اور تمام وقتیں دور کر کے اور تمام چیز پر خود سر حکومت کرنا  
 یہ سب کس قدر حیرت انگیز واقعات ہیں۔ بجز ایہ او سکا حصہ تھانہ کسی نے  
 کیا جو نہ کریگا۔ عباسیوں کی شکست فاش نے عبدالرحمن کے لیے کامیابی  
 کے رہتے کھول دیے اہل طلیطلہ نئے ٹولید و۔ اگرچہ مدت تک مقابلے پر اڑے  
 رہے مگر اپنے تمام سرداروں کو اوس کے حوالہ کر دیں اور اونکو اپنے قبضے میں لیکر  
 طرح طرح کی اذیت سے مار ڈالا اس طرح قرطبہ میں سے خوفناک آثار دیکھ کر سبیل  
 طریق ملاحظت سے پیش آیا۔ پھر اونکے سر غنہ کو بھی حرم سرا میں بلا کر شہرت  
 مرگ چکھایا اور اس قدر اومین باہمی تفرقہ ڈالا کہ بربری جو معاون اور مدد  
 تھے اونکو حکمت علی سے جدا کر دیا اور بیس ہزار بربری کو قتل کیا جو ایک قبرستان  
 میں مدفون ہوئے بعد اوس کے انھیں مفسد سردار باقی ماندہ نے شاربین شہنشاہ  
 فرانس سے سازش کر کے شاربین سینٹ۔ شاہ فرانس کو واسطے قتل ملک کے  
 طلب کیا جسکا نتیجہ زار گورہ کے عبرت خیز میدان میں ظہور پذیر ہوا کہ تمام لشکر  
 فرانس کا وہاں غارت ہوا جسکا مذکور پہلے ہو چکا ہے اس معرکہ کے بعد نہ تو شہنشاہ  
 فرانس نے ارادہ فتح اسپین کا کیا اور نہ کسی عربی یا بربری سردار نے سترابی  
 کی۔ ایک قدیم مورخ عربی ابن ہشام لکھتا ہے کہ عبدالرحمن بڑا رحم دل اور  
 شائستہ شخص تھا اوسکی تقریر نہایت فصیح اوسکی قوت مدد کہ نہایت تیز اور  
 وہ معاملات پر جو اسے قائم کر لیتا استقلال اور قائم مزاحی سے اوسکی میل  
 کی طرف متوجہ ہوتا جست و چالاک اور زندہ دل عیش و عشرت سے مستغرق

امور سلطنت کو خود انجام دیتا اہم معاملات سلطنت میں تجربہ کار مدبروں سے  
 مشورہ لیتا نہایت دلیر تھا میدان جنگ میں سب سے پہلے حملہ آور ہوتا اور سکا  
 نہایت خوفناک اور سکا چہرہ حسین دوست دشمن پر ہیبت اور جلال ظاہر کرتا۔  
 جمعہ کے دن مسجد میں خطبہ پڑھتا بیمار ذکی عبادت کو جاتا عام خوشی کے جلسوں میں  
 رعایا کے شریک ہوتا مگر افسوس کہ موت نے اس کو بھی نہ چھوڑا چنانچہ ۳۳ھ میں  
 قوطبہ کو دار الامارۃ بنایا اور یہ سلطنت اسپانیہ ممالک شرقی اسلام سے متفق پیو  
 اسی نے گردشہر کے حصار بنایا نہروں کے ذریعہ سے تمام شہر میں پانی پہنچایا۔  
 بہت بڑی جامع مسجد کی بنا ڈالی خرابا اور انار کے درخت دمشق سے منگا کر لگائے  
 باوجود مخالفت آب و ہوا کے علم فلاح کے ذریعہ سے پیداوار عمدہ ہونے لگی  
 اور علوم اور صنائع کو ترقی دیکر ۲۹ ستمبر ۳۳ھ مطابق ۳۳ھ ہجری کے ۳۳  
 برس حکومت کر کے قضا کر گیا اسکے بیٹے بیٹے تھے او نہیں سے سب چھوڑ بیٹے  
 ہشام کو ولیعہد مقرر کیا تھا جو اسکے بعد تخت نشین ہوا:

### ہشام بن عید الرحمن

بر وقت تخت نشینی ہشام کے ایک نجومی نے پیشین گوئی کی تھی کہ یہ صرف  
 آٹھ برس زندہ رہے گا ہشام کے دو بھائی یعنی سلیمان و عبد اللہ  
 اپنی حق تلفی تصور کر کے آمادہ لڑائی کے ہوئے مگر کئی لڑائیوں میں ان کو  
 ہزیمت ہوئی آخر ش مجبور ہو کر ہشام کی اطاعت قبول کی اور اسکے ہاتھ پر  
 بیعت کی اہل فرنگ سے بھی ہشام کو لڑنا پڑا مگر معرکے میں وہ کامیاب ہوا



قوم برمیوڈو اور قوم ڈیکان کا بادشاہ اکیٹوریا کا ایسا زیر اور محبوب رہا کہ ۹۷۹ء  
 مطابق ۱۲۸۶ھ ہجری میں اطاعت کا عہد نامہ نہایت ذلت کے ساتھ لکھا اور  
 دستخط کیے۔ ہشام کے لشکر کے سپہ سالار دن نے ۹۸۳ء اور ۹۸۴ء میں مطابق  
 ۱۲۹۰ھ ہجری میں فرانس کے ملک پر پورش کی شہر مشہور اور محمود مالدار ناربول  
 پر قابض ہو گئے اور سکو خوب لوٹا اور سارا شہر جلا دیا وہاں سے آگے بڑھے  
 کاماسون میں ڈیوک ولیم قیصر شارلیمان بادشاہ فرنگ کا نائب بڑے لشکر  
 کے ساتھ مدافعت پر آمادہ ہوا بڑی گھمان لڑائی ہوئی آخر شہر ولیم  
 شکست ہوئی۔ اور اسلام کے سپہ سالار دن کو بہت غنیمت ہاتھ آئی لیکن  
 دن ملک پر قابض نہ رہے واپس چلے آئے۔ ہشام نے پانچواں حصہ  
 اوس مال غنیمت کا کہ فرانس کے ملک سے ہاتھ آیا تھا جامع مسجد قرطبہ کی  
 تعمیر میں جبکی بنیاد اسکے باپ عبدالرحمن اول نے ڈالی تھی صرف کیا  
 اور اسے ۹۹۶ء مطابق ۱۲۸۶ھ ہجری میں قریب آٹھ برس کے حکومت  
 کر کے قہرمان کی اوسی عرصہ قلیل میں وہ نہ نیک کام رفاه عام کے کیے کہ  
 باید و شاید۔ دربار اسکا عالموں صوفیوں و تجار دن کا مخزن تھا نہایت  
 کریم النفس حمدل غریب پرور۔ اکثر خود بھیس بدل کر شب کو شہر کے کل  
 باشندوں کا حال دریافت کرتا ملک میں جاسوس مقرر کیے بیمار و نکی عیاد  
 کو بذات خود جاتا اور انکی تیمارداری کرتا باوجود رفیق القلب کریم النفس  
 ہونیکے نہایت شجاع بعض لڑائیوں میں فوج کی سپہ سالاری خود کرتا فوج  
 کی تعداد نسبت سابق کے زیادہ کر دی قرطبہ کا پل دریا وادی البکیر



پراوسکا یا دگار ہے میر دشکار کا نہایت شایق۔ مگر افسوس کہ نجمیوں کی پیشین گوئی پوری نہ ہونے پائی تھی کہ انتقال کیا سات برس سات مہینے ۸ یوم حکومت کی اسکے بعد اوسکا بیٹا۔ حکم حاکم ہوا۔

## تیسرا بادشاہ قرطبہ کا حکم بن ہشام

اوسکی کنیت ابوالعاص تھی اسکے عہد میں پھر سلیمان اور عبداللہ بن عبدالرحمن اوسکے چچاؤں نے خروج کیا بعد جنگ و جدال کے سلیمان قریب والنشاشیئہ کی لڑائی میں مارا گیا اور عبداللہ کا قصور حکم نے اس شرط پر معاف کیا۔ کہ وہ افریقیہ میں سکونت قبول کرے اس کے عہد میں رعایا نے دو غدر خیف کیے ایک ۳۲۳ ہجری مطابق ۹۳۵ء کے شہر ٹولیدو میں دوسرا ۳۲۷ھ مطابق ۹۳۹ء میں خاص قرطبہ میں جسکی تفصیل یہ ہے کہ اسکے عہد میں علما و فقہا۔ اور طلبہ متعصبین نے فساد عظیم برپا کیا جسکی کیفیت مورخان مسیحی نے اس طرح لکھی ہے کہ مفسد۔ یا تو خود تو مسلم تھے یا نو مسلموں کی اولاد۔ اور قاعدے کی بات ہے کہ مذہبی پابندیوں میں نونہاں اصل مسلمانوں پر بھی سبقت لیجاتے ہیں اور ہشام کے وقت میں بسبب بیج علم اور احکامات شریعت کے ان لوگوں کا نہایت اعزاز و اکرام تھا۔ اس باعث سے فقہا اور طلبہ کی نہایت کثرت ہو گئی۔ بسبب کثرت مدارس اور اکثر احکامات کے اجرا کا مدار انھیں کی راے پر ہوتا رہا اسی عرض میں علامہ یحییٰ مدینہ منورہ سے آئے اور ہشام کی دینداری کی آڑ میں قرطبہ کے

مذہبی گروہ کے ملکی اقتدار کو جس سے زیادہ بڑھا دیا جب ہاشم <sup>۱۴</sup> ششم عین مرا  
 - اور سلطان حکم حاکم ہوا وہ اس قدر مانند ہاشم کے متشرع اور دہدار نہ تھا نہ اس قدر  
 زہد و تقویٰ اس کے فرائض میں تھا ایک سادہ وضع کا آدمی تھا تو پہلے علمائوں  
 نے پابندی شرع کی ہدایت کی جب کچھ اثر نہ دیکھا تو محفل وعظ میں نفرین اور  
 نلاست شروع کی آخر تنگ ہو کر اس کے معزول کرنے اور کوئی صالح شہزادہ کو  
 تخت نشین کر دینا کا منصوبہ باندھا اور <sup>۱۵</sup> ششم عین اکثر عوام الناس کو سلطان  
 بدطن کر دیا سلطان سے عجیب نکو جو اس کے خیر خواہ اور ہمدرد تھے بلکہ شہزادہ  
 نوبت پہنچی کہ اگر بازاروں میں یگا دو کا عجی مارا کے مار ڈالتے تھے لیکن  
 مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک عجی سے اور عرب سے بازار میں تکرار ہوئی تمام شہر گرد  
 اور فقہا جو گوشہ شہر میں آباد تھے مدد کو آ پہنچے۔ اور جا کر حرم سر اسطانی  
 کو گھیر لیا اور قریب تھا کہ وہاں گھس کر سلطان حکم کو معزول یا مقتول کر دیتے  
 لیکن چونکہ اسکا اقبال یا اور تھانے فی الفور ایک دستہ سپاہ کو حکم کیا کہ  
 فی الفور پہنچتے ہی جا کر فقہا کے محلہ میں آگ لگا دیں چنانچہ انھوں نے  
 حکم کی تعمیل کی۔ جب باغیوں نے یہ تازہ آفت دیکھی اہل عیال کو بچانے  
 کو اپنے گھروں کو چلے گئے اور محصورین نے انکو تیغ کیا جو کچھ وہ سن سکے  
 میں مارے گئے سوارے گئے باقی کو جلا وطن کر دیا علاوہ عورتوں اور بچوں  
 کے قریب پندرہ ہزار تو سکندریہ میں سپاہ گزین ہوئے۔ اور آٹھ ہزار  
 فیض مراکہ میں۔ باقی فقہا جو عربی نژاد تھے یا مذہبی پیشہ وہ سب جلا وطنی  
 سے محفوظ رہے اور ان میں سے ایک شخص نے عند الاستفسار جواب دیا

کہ سلطان سے نفرت کرنا عین اطاعت خدا ہے اس پر حکم نے کہا کہ جو تجھے  
مجھ سے نفرت کرے نیک حکم دیتا ہے وہی مجھے تجھ سے چشم پوشی کا۔ جا اور خدا  
کی حمایت میں رہ۔ اس ہنگامے میں اطراف کے نصرا نے وقت ورت  
غینت جانکر اطراف سے بلاد اسلام پر چڑھائی کر کے بارسلونہ پر قبضہ کر لیا  
سلطان حکم نے سائینس بس ایک مہینہ پندرہ روز حکومت کر کے ۶۸۲ھ  
مطابق ۱۲۸۷ء ہجری میں انتقال کیا اور بعد اس کا بیٹا عبدالرحمن ثانی تخت نشین ہوا۔

### عبدالرحمن ثانی

قرطبہ کا چوتھا بادشاہ عبدالرحمن بن حکم بن ہشام بعد انتقال اپنے باپ کے  
۱۲۸۷ء ہجری میں قرطبہ کے تخت پر بیٹھا اس کو عبدالرحمن اوسط بھی کہتے  
ہیں عبداللہ بن عبدالرحمن جو ممالک فریقہ میں نظر بند تھا پھر ممالک مغربیہ  
میں برسر شورش ہوا۔ مگر لڑائی میں اس کو شکست فاش ہوئی اور کثرت  
میں اندرون ملک میں ہر طرح امن و اطمینان رہا اور پھر چند سرحدی سیجیوں  
کے کشتی کو کہ جبکا تدارک اس نے بخوبی کر لیا۔ جبکہ ہم مختصر مذکور کرتے ہیں۔ اور  
کوئی واقعہ عظیم نہیں ہوا ۱۲۸۷ء میں اہل اسلام کے جہازات کے بیڑے نے بندر  
سے پھر چھین لیا ۱۲۸۹ء میں اہل اسلام کے جہازات کے بیڑے نے بندر  
ماریل کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور ۱۲۹۰ء مطابق ۱۲۸۷ء ہجری کے او  
پھر ۱۲۹۵ء مطابق ۱۲۹۲ء ہجری کے قوم اسکا نڈنیوی کا امیر البحر  
نے دو مرتبہ مع لشکر جراب کے اسپانیہ کے کنارے پر آیا دونوں مرتبہ شکست

ابو ثعلبی - اور اہل اسلام کامیاب رہے عبدالرحمن دوم نے اندرونی نظام  
 اپنے ملک کا بہت عمدہ انصاف و عدالت کے ساتھ کیا۔ رفاہ عام کی عمارت  
 کثرت سے بنائیں مسجد قرطبہ کی بھی ترمیم کی علاوہ ازیں - ساجد و مدار کشش  
 سے طیار کے سڑکین ملک میں ہر طرف بنائیں نہریں جا بجا زراعت کی سیرابی  
 کے واسطے طیار کین - علوم اور صنائع کا نہایت عاشق تھا اوسکی اشاعت  
 میں نہایت کوشش کی دارالضرب بنایا - اور اپنا سکہ جاری کیا مگر اس قدر  
 اسکے راج میں مثل عبدالرحمن سابق کو استقلال اور قائم مزاجی نہ تھی - نفس پروری  
 عیش پسندی میں مصروف رہتا - قرطبہ کو عمارات اور مکانات سے رشک بغداد  
 بنایا - اور آپ بھی دنیوی زندگی بیودہ تفریح اور عیش پسندی میں ثانی ہارون  
 رشید تھا شعر و سخن سے بھی اوسکو پوری دلچسپی تھی اور طلبیت نہایت موزوں -  
 اور معاملات سلطنت چار شخصوں کی رہے پرمختصر کہے - پہلا فارباب جو فن سقیی کا  
 استاد زمانہ مشہور تھا دوسرا مولانا یحییٰ فقیہ اشکاذکر ہو چکا ہے - تیسری  
 طرب سلطان کی دلربا ملکہ - چوتھا نصر ایک حبشی غلام - فارباب سلطان کا  
 اسقدر مشیر کارنگیا کہ اگر ہم اوسکو اوندس کا نفس ناطقہ کہیں تو کچھہ بیجا نہ ہوگا -  
 نصر اور ملکہ طرب ایک قریب معتمد الیہ و مشاور الیہ ہی - فارباب جہل میں ایران کا  
 رہنے والا اور بغداد کے کلانوت اسحاق کاشاگر درشید تھا ایک دن خلیفہ  
 ہارون رشید کی خدمت میں استاد پر سبقت لیگیا استاد نے حسد کے سبب سے  
 خلیفہ کو برا بھلا کہنے لگا کہ حبلا وطن کرادیا وہ عبدالرحمن کا شہرہ سنکر اوندس نہا  
 عبدالرحمن نے اوسکی امید سے زیادہ قدر و منزلت کی اور اوسکی لیاقت و دانائی

سے استعد محظوظ تھا کہ اکثر ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتا۔ اور گھنٹوں گانا سنتا۔  
 فاریاب علاوہ گانیکے اکثر عجیب و غریب گزشتہ فسانے اور حکایات حکمت آمیز  
 سنا کر خوش کرتا کیونکہ سبب کثرت مطالعہ کے اسکی معلومات نہایت وسیع  
 تھی ہزار سے زیادہ اسکو راگ راگنی حفظ تھے۔ طبیبورہ پر پانچواں تارا و  
 نکالا ہوا ہر گانا اسکا آدمی کو محو اور از خود رفتہ کر دیتا تھا اسکا طرز تعلیم بھی  
 سب سے نالا تھا شاگرد کو اپنے سر میں گانیکے کوشش کراتا اگر آواز کمزور ہوتی  
 تو کمزور میں ٹپکا باندھتا اور اگر زبان لکنت یا لرزہ کرتی تو منہ میں لکڑی کا  
 ٹکڑا رکھواتا کہ دونوں جبرے فراخ ہو جاوین اسنے سر کے بالوں کا اپنا  
 نیا طریقہ ایجاد کیا تھا۔ گول کباب اور ایک قسم کی تیرکاری جسکو ایس پی ری  
 گیس کہتے ہیں اور ایک قسم کی رکابی ایجاد کی جو قاب الفاریاب مشہور ہو  
 کاپنچ کے کوزے چرمی بستر اور بہت سے اسباب شرت اسنے ایجاد کیے لباس  
 تبدیل کرنیکا طریقہ موسم کے ساتھ بتدریج اسنے ایجاد کیا غرضکہ آرام و آسائش  
 کی چیزوںکے ایجاد کرنے میں وحید العصر تھا باوجودیکہ مسلمان سیمون کے ساتھ برادر  
 برتا کرتے تھے اور بڑی محبت سے پیش آتے تھے مذہبی وظائف ادا کرنے میں  
 کبھی ہارج نہ ہوتے حرفت و تجارت میں مسلمانوں کے ہمسر تھے دنیوی جاہ  
 و جلال میں برابر گورنمنٹ اسلام نے وہ آزاد پالسی پتی کہ دنیا میں اپنی آپ  
 نظیر ہے لیکن باوجود اس لطف و احسان کے مصرع حدود راجکم کوز خود  
 برنج درست بنے ایک فرقہ بنام ہنادشہد اپیداہوا کہ جسے اپنی آپ جان دنیا  
 موجب نجات سمجھا اور شہادت کا یہ نیا طریقہ ایجاد کیا کہ الفاظ رکیک

و سب شتم آمیز قاضی کے رو برو ادا بنا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹہنیں  
گستاخانہ اسکا پاداش میں وہ حکم قتل کا دے کہ جبکہ باعث سے وجہ شہادت کا ملے  
اور اس امر کو وہ نے یہاں تک واج پایا کہ ایک مہینے میں سات شہید ہوئے اور  
بڑا بانی اسکا پوتو جیس تھا جبکو اصل قضیہ فلورا اور مریم اور پوتو جیس کا مریم کی  
شہادت اور پوتو جیس کی اشتعالک اصل کتاب میں دیکھے آخر جبکا فیصلہ  
بامی بسجی و اسلامی نے اس طرح پر کیا کہ اب آئندہ کوئی ایسی حرکت کرے گا  
وہ دلی نہ ہو گا مردود دارین رہے گا اور ذات سے خارج تینتیس برس حکومت  
کر کے مکہ ہجری میں مرا مطابق ششہ - بیج الآخر سالہ ہجری میں پیدا  
ہوا تھا بعد اس تحریر اور عبدالرحمن ثانی کے پوتو جس جو بانی شہدا تھا قید  
سے رہا ہوا اس کے بعد بیٹا محمد اسکا جانشین ہوا۔

### محمد بن عبدالرحمن

پانچواں بادشاہ قرطبہ اور مالک اندلس کا محمد بن عبدالرحمن دوم بن حکم  
کہ باپ کے مرنے کے بعد بادشاہ ہوا۔ لیکن اسے انتظام سلطنت کا نہ ہو سکا  
انکے مہمدین ایکٹ ایلوائی تھا جبکا نام کلب تھا۔ شہر ٹولیڈہ و اور اوکو اطراف  
پر قابض ہو گیا انکے عہد میں برابر مفسد برپا رہے۔ اکثر ممالک غیر منتظم ہو گئے  
اس اندرونی غدر کے باعث عیسائیوں کو موقع ملا۔ انھوں نے خوب ہاتھ  
پاتون پھیلائے۔ القوسو سوم کہ والی اپنی ریاستہامی موروثی گالہ ستہ اور  
اسٹوریہ کا تھا منجملہ اوس ریاست کے کہ اوس کے ملک سے نکال کر قرطبہ میں شاہ  
کر لی گئی تھی اور مملکت لبان کا کچھ حصہ اور کچھ قدیم قسطلان یعنی کسٹیل اور

اسطرابد بوراکا - اور بہت بڑا حصہ لوسی ملا نیہ کا انھوں نے پھر لے لیا۔ ان  
 لڑائیوں میں متواتر شکست اہل اسلام کی ہوتی رہی پھر رعایاے اسلام پر  
 قحط کے سخت مصیبت پڑی بارے نماز استسقا وغیرہ کی برکت سے یہ بلا مٹ گئی۔  
 ۱۱۳۷ھ میں ایک دوسری آفت پہنچی۔ ایک زلزلہ آیا جس سے کتنے قصبات  
 اور قریات دھنس گئے۔ شمالی عیسائی دریائی ڈاکوؤں اور چوروں نے شہر  
 اور شہر میں کنارے کے ملک کے لوگوں کا دم ناک میں کر دیا۔ ان مصیبتوں  
 کے ساتھ محمد بن عبدالرحمن کی سلطنت کا زمانہ طویل ہوا چونکہ تین سو گیارہ  
 ۱۱۳۷ھ میں حاکم رہا ۱۱۳۷ھ ہجری ماہ جولائی ۱۱۳۷ھ میں انتقال کیا یہ نہایت ظالم اور  
 خود سر اور تنگ چشم تھا۔ اراکین دربار کی تنخواہ میں تخفیف کر دی۔ اور مستعجب  
 فرائض تھا تمام کلیسا سمار کر ڈالے۔ انھیں دنوں میں فرائض کے دوراہب  
 شہداء کے تبرکات لینے قرطبہ آئے اور یہاں سے اونکی ہریان ایک خوبصورت  
 ایک میں اپنے ملک کو زیارت کے واسطے لگئے۔ پھر پوچھ جس نے بدزبانی  
 پر کمر باندھی قاضی نے ہر چند ہتھکڑی لٹکائی مگر چونکہ اسکی موت آگئی تھی ایک سنی  
 قاضی نے بموجب قاعدہ کونسل کے قتل کرنا اس کے اختیار سے باہر تھا پوچھا کہ  
 کہ جس میں مجتہدین فضا بھی شامل تھے چالان کر دیا۔ انھوں نے بھی اسے سمجھایا لیکن اس  
 خود رفتہ نے اپنی زبان بیوہ گوئی سے بندہ کی آخر بموجب فتویٰ قتل ۱۱۳۷ھ میں  
 قتل کیا گیا۔ اب سرغنہ کے مارے جانے مفسدین کا جھٹاٹوٹ گیا اور پھر اس کے بعد  
 کہیں کسی تانچ میں اسکا تذکرہ نہ کیا ۴۵ برس ۱۱۳۷ھ میں کی عمر پانچواں جولائی ۱۱۳۷ھ  
 ۱۱۳۷ھ ہجری میں مرا او کے بغداد کا بیٹا المنذر بن محمد ہوا۔



## المنذر بن محمد

چھٹا بادشاہ قرطبہ کا المنذر بن محمد بن عبد الرحمن دوم تھا کہ باپ کی مرئی کے بعد تخت پر بیٹھا لیکن اس سے بھی انتظام سلطنت کا نہ ہو سکا اس کے باپ کے زمانے سے ایک شخص مسلمان کلب بڑا بہادر بلوائی شہر ٹولیدوا اور اس کی متعلق اضلاع پر قابض تھا اس کے متواتر لڑائی میں شکست ہوتی گئی اس لیے لوگوں نے دعائے مار ڈالا اس کی حکومت ایک سال گیارہ مہینے ہی تک ستمبر ہجری مطابق ششہء مین مرا اسکے بعد اس کا بھائی عبداللہ محمد بن حام

## عبداللہ بن محمد

ساتواں بادشاہ قرطبہ عبداللہ بن محمد بن عبد الرحمن یعنی المنذر کا بھائی ہوا اس نے بہت شجاعت اور بہادری سے بادشاہت کی اول کلب سے سخت لڑائی کی جو کہ ٹولیدوا پر قابض تھا۔ لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ آگے نہ بڑھ سکا بعد اس کے عبداللہ بن محمد کے دو بیٹے محمد اور قاسم اپنے باپ سے باغی ہو گئے محمد ششہء مین لڑا اور شکست کھا کر گرفتار ہوا اور باپ کے حکم سے قتل کیا گیا قاسم بھی ششہء مین باپ سے لڑا اور گرفتار ہو گیا لیکن اس کا قصور معاف ہوا۔ ناظرین کو واضح ہو کہ عبداللہ بن محمد اس سے لائق نہ تھا کہ مفند اور مملکت دہ کو جسے سو برس کے عرصہ میں رفتہ رفتہ ترقی کی تھی ملک سے خارج کرنے کا بندوبست کرتا اس کی عادت میں بخلاف منذر کے اور زیادہ ریاضی کوٹ کوٹ کر بھری تھی سختی اور نرمی کا بھیل استعمال کرتا اسکے ظالمانہ برتاؤ نے عایا کو سخت متنفر کر دیا اس کو تخت پر بیٹھے پورے تین برس بھی نہ رہ سکے کہ اس کا تیسرا حصہ بالکل باغی اور خود مختار ہو گیا۔ باشندگان بربر و عرب و اسپین وغیرہ اس سے سلطان الوقت کو نا لائق اور انتظام سلطنت میں خلل پایا تو ہر سردار و صاحب

صدامگانہ اپنے قبضہ میں کر کے خود سر حاکم بن بیٹھا سو ایل کا خود سر حاکم بن گیا  
 صوبہ لوکا اور زرارہ گوزہ کا گورنر علیحدہ ہو گیا۔ عرض کہ خاص قرطبہ کے باہر سلطان  
 اور اس کے احکام کی کچھ وقت نہوئی اور مغرب کے صوبوں مثل اسطری و مجورینہ  
 واقع جنوب پرنگال میں بربری قابض ہو کر خود مختار ہو گئے اور بعض شہر مقامات  
 مثل جین وغیرہ پر بھی قبضہ کر لیا یہ خرابیاں تو تھی ہیں کہ دہوتن اور اوس کے  
 بیٹوں نے وہ لوٹیرے میں پرکر باندھی کہ اہل اندلس دم ناک ہیں کر دیا شہر و ملک و لوٹا  
 اور رعایا کو قتل کرنا اوس کے بائیں ہاتھ کا کرتب تھا خلاصہ یہ کہ تمام عرب اور بربر  
 اور نو مسلم ایک لڑکیزبان ہو کر سلطان کو کمزور اور مغزول کرنے پر آمادہ ہو گئے  
 ان سب سے زیادہ طاقت و راہنہ خضون نامی ایک مسیحی تھا جسے صوبہ الویر یہ پر قابض  
 ہو کر قلعہ بوبٹر و کو مرکز حکومت گردانا اور گرد و نواح کے قصبوں اور شہروں میں اپنے  
 قوانین جاری کیے بہر چند عبداللہ نے اوپر کئی مرتبہ یورش کی لیکن شکست کھیت  
 کھائی۔ اس طرح صوبہ مرشیہ میں ایک نو مسلم شہزادہ جو نہایت لائق اور مدبر اور منصف  
 و عالم تھا خود مختار بن بیٹھا اور پانچ سو سواروں کی ایک شایستہ فوج ہر وقت طیار رکھتا  
 حضرات طلیطلہ بھی اس طرح بغاوت پر مجب تھے لیکن ان کے باہمی غنا و فساد سلطان  
 اور قرطبہ محفوظ تھا ورنہ اندلس میں باقی ہی کیا رہا تھا۔ قصلو نہ کا حاکم ابلیم جو علم  
 و فضل سے بہرہ ور اور کاملین کا قدر شناس تھا اسے بھی ایک عمل سرانگ مہر سے  
 بنایا اور سونے سے گلکاری کی ممالک غیر کے بادشاہ اسے ہمیشہ تحائف بھیجتے  
 تھے مصر سے قسطنطین کے ریشی کیڑے آتے تھے اکثر علمائے نامی اور ہر علم و ہنر کے  
 کامل بغداد اور دیگر اطراف و جوانب سے آتے تھے دربار اسکا مخزن سوا و سر

تھا ایک حروشن نازین القمراہنی دگلش وازاوجس سے محفل کو ہمیشہ مسرور  
 کیا کرتی تھی جو شخص ابراہیم ابن حجاج کی ایک بار صحبت مستفیض ہوتا وہ نہیں بچا  
 تھا کہ عمر بھروسے قادیون سے جدا ہو قوطیہ کا یہ حال کہ باشندگان شہرات کو  
 سوتے سوتے اکثر چوک پڑتے تھے اسلئے کہ یولے کے سوار دریا کے اس طرف  
 شیخون مارتے تھے اور ڈاکہ زنی اور چوری سے شہر پر ایک مصیبت واقع تھی خلاصہ  
 یہ کہ سلطان کی سفاراجی سے رعایا الگٹا لان تھی فوج الگ شاکی کیونکہ صوبہ ان  
 نے خرچ دینا بند کر دیا شاہی خزانہ خالی ہو گیا تھا جو روپیہ بطور قرض لیا وہ بد معاش  
 چاہلو سون کے کام آیا چوبیس برس کی بے لذت حکومت کے بعد وہ برسکی عمر میں ۱۵  
 اکتوبر ۱۲۹۹ء مطابق ۲۳ ستمبر ۱۲۸۳ء کو دنیا سے رخصت ہوا اس نے پوتے عبدالرحمن  
 بن محمد کو (یعنی جس بیٹے کو قتل کرایا تھا اوسکے لٹکے کو) جانشین کیا۔

### خلیفہ اعظم عبدالرحمن ثالث ناصروین التہ

بوقت خلافت اسکی عمر اکیس برس کی تھی اور باوجود ہونے اسکے چچاؤن اور قریب  
 رشتہ داروں کے ایسے نادرک وقت اور فتنہ خیز زمانہ میں کسی نے مخالفت نہ کی  
 اسکا جلوس طرف مبارک سمجھا گیا اسے جان لیا تھا کہ مرحوم دادا کا یہ برا طریقہ کہ  
 اول اس قدر نرمی کرنا کہ کمزوری کی حد کو پہنچ جائے پھر اس قدر سختی کرنا کہ ظلم سے بدلہ  
 ہو جائے نظام سلطنت کے حق میں کس قدر خوفناک ہے اس واسطے اسنے اذراط و تقصیر کو  
 چھوڑ کر سب کو آگاہ کر دیا کہ امیہ حکومت کی حد میں کوئی سرکش نہ سلیگا اور چچا بھر  
 زمین بھی کسی باغی کے قبضہ میں نہ رہے گی چونکہ سب لوگ بغاوت کے مزہ لیتے ہوئے  
 ہاتھوں سے خوب چکے چکے تھے اور تمام ملک اس سرے سے اس سرے تک اتوں کا

جوانگاہ نیکیا تھاپس انتظام اور اطاعت سلطان میں اپنی بہتری اور بہبودی  
 سمجھی لہذا خیف خیف مقابلے کے بعد طبع ہو گئے سب نے طیب طر شہر بنایا جو ک  
 دروازے کھول دیے سب پہلے انداس کے جنوبی اضلاع پھر لائل اور اسکے بعد  
 مغربی اضلاع کہ جس میں اہل بربر آباد تھے طبع ہوئے یہاں سے فارغ ہو کر البھری  
 کے میسجون کی طرف متوجہ ہوا جو کہ کوہستانی قلعوں میں مخوف تھے مگر سلطان کی  
 اہستگی اور ثابت قدمی نے رفتہ رفتہ سکون فتح کر لیا اور اسکی حدود میں رست باہری  
 احمد منصف مزاجی اور عہد ناموں کی پابندی جو پوری ایمان داری سے میسجون کو ساتھ کرتا  
 تھا نہایت مفید اور بکار آمد ہوئی جب نوجوان سلطان نے سپہ سالاری کی حیثیت  
 سے اپنے لشکر کے آگے قلعہ بولٹرڈ دار الخلافت ابن حفصون کی طرف یلغار کی تو  
 اس وقت تمام لشکر نے اپنے سلطان کے جلو میں جوش و خروش و جوانمردی و  
 حسن عقیدت سے یلغار کر کے سکون فتح کر لیا عبدالرحمن نے جب تفصیل پر کھڑے  
 ہو کر اس مرکز بغاوت پر نظر ڈالی تو اسکی مستحکم اور دشوار گزار گھاٹیوں کو دیکھ کر  
 جوش سے زمین پر گر پڑا اور اس فتح عظیم پر سجدہ شکوہ بجالایا اس کے بعد رحم و عفو  
 کے ساتھ شہر میں داخل ہوا جتنا کہ ہاں رہا برابر روزے رکھتا رہا اسکے فتح  
 ہوتے ہی تمام صوبہ مرشیہ نے اطاعت قبول کر لی اب فقط طلیطلہ باقی رہا یعنی  
 ٹولید و جسے اپنی فوجی طاقت اور افراط رسد کے زعم میں اطاعت سلطانی سے  
 انحراف کیا۔ سلطان نے جنگ جدال و ریوشن وغیرہ میں اٹلا ف جان و مال  
 سوچ کر یہ حکمت عملی کی کہ مقابل کے ایک پہاڑی پر مختصر شہر آباد کر کے وہیں کینت  
 اختیار کی آخر وہ ذخیرہ کب تک اور کھائیک فاکر تا انجام کار ایک عرصہ کے بعد

فاتہ کشی نے مصورین کے حواس مختل کر دیے اور سلطان بغیر رٹے بھڑے مظہر  
و منصور شہزین داخل ہوا اور سلطنت کی اُب سعت اور عظمت جو عبدالرحمن  
اموی کی ملی تھی مع بیشی زاید مکمل ہو گئی اور مسلمان اور عیسویوں کے دلوں پر اُمیہ  
حکومت کا پورا سکہ بٹھ گیا مگر اسکو اپنے اسلاف کے نقصانات کی تلافی میں پورے  
اٹھارہ برس دوا و دوش کرنا پڑی اب نہ شہر اوڑھتے تھے نہ کھیت ویران ہو  
تھے نہ لوگ قتل کیے جاتے تھے نہ لوٹیر و لٹا خوف رہنروں کا خطر عیاں خوش ملک آباد

## عبدالرحمن کے اصول سلطنت

عبدالرحمن نے بادشاہی اقتدار اپنے ہاتھ میں رکھے اور عام انتظام اَدُن  
سرداروں کے ذریعہ سے کرتا جنکا یہی باعث عروج ہوا تھا غرض کہ اکثر اعلیٰ مناصب پر  
نودولتوں کو مقرر کرتا مگر یہ لوگ اپنے آقا کی جان نثاری میں کمر بستہ رہیں اور  
قدیم عربی اور بربری سرداروں کی پامالی اور مذلت کو فراموش نہ کر کے مراتب  
بلند پر پہنچنے کا شکر ادا کرتے ہیں اسے ایک قاعدہ فوج علاوہ سلطانی بادشاہی  
کے چیدہ اور خاص خریدہ غلاموں سے مرتب کیے تھے اسکی سلطنت کا مدار  
فوجی طاقت پر تھا اسکے زر خرید غلام پہلے سلوبن۔ قوم تھے پھر رفتہ رفتہ آرمین  
فرینک گلشن لوم پڑ مختلف قوموں کے لوگ شامل ہو گئے جو یونان و شیش  
کے بروہ فروشوں کی لیکر بیان مسلمان بنائے جاتے تھے زر خریدوں میں اکثر  
شایستہ اور وفادار ہوتے تھے مملوک کی طرح سلور بھی اپنی خدمت میں غلام  
رکھتے تھے سلطان کی طرف سے بعض معافیہ دار دیہات پابند ملازمت تھے  
جو عند الضرورت اپنے ماتحتوں سے بادشاہ کی مدد کرتے مگر افسوس۔

## ای روشنی طبع تو بر من بلا شدی

تھوڑے عرصہ میں ان دونوں نے عبدالرحمن کے بعد فرصت کو غنیمت جان کر ریاستیں قائم کر لیں اور یہی اسپین میں آخر کو باعث زوال سلطنت اسلامیہ ہوئے۔ ان زرخیز غلاموں کی مدد سے اکثر عبدالرحمن نے نہ صرف قزاقی اور بغاوت کا قرار واقعی بندوبست کیا بلکہ اپنے تمامی دشمن مسیحیوں پر کامیابی حاصل کی اور تمام سواحل بربر کو خلافت بنی امیہ کا مرید بنا کر سیوٹا کے قلعہ مشہور پر قابض ہو گیا۔ اور جہازوں کا ایک بہت بڑا بیڑا تیار کر کے بحر روم میں ناظمیوں کے خراب لڑاکے بعد جس وقت کہ مسلمانوں کے ابتدائی حملوں سے مسیحی معبود چند اسٹرامز کے کوہستانی خاکروا روگنا میں جا چھے جنکی تعداد مرتے کہتے ۳۰ مرد ۱۰ عورتیں رہ گئے تھے انکا سر پرست پولو جس باہیلیو بوک تھا جب پولو جس کے لڑکے کا کناخ انفانسو ایک شہزادی سے ہوا تو اس عقد کناخ نے اس گروہ کو طاقتور کر دیا جس کے بعد تمام شمالی صوبہ مسلمانوں کے مقابلہ میں اوٹھکھڑا ہوا لیون واسٹرامز پر خلیج بسکی کے کنارے انفانسو پر قابض ہو گیا۔ لیکن اصل میں مسیحوں کی یہ نئی فتوحات نہ تھیں بلکہ اوس علاقہ پر جو بطور سرحد کے مقرر ہوا تھا قابض ہو گئے۔ نویں صدی۔ سنہوں۔ زہموراساں اسٹیم بوری گورمار۔ اوسا۔ سیاکانس میں قلعہ تعمیر کیے۔ دسویں صدی کے آغاز میں مسلمانوں نے پھر دلیرانہ کوشش کی۔ لیکن مسیحیوں نے اونکو شکست دیکر اضلاع میں تاخت و تاراج کرنا شروع کر دیا کیونکہ اوس زمانے میں مسیحی بیت پائیاں اور جابل مطلق تھے پڑھنا بھی کسی کو یاد نہ تھا اور کل طور طریقہ سفاکی اور تعصب کے تھے۔ لیون کی سپاہ میں مغلوب اور در ماندہ دشمنوں کو پناہ ملتی تھی جس شہر کو

فتح کیا ساکن کو بے تکلف تہ تیغ کیا۔ اگر رحم کھایا غلام بنالیا بخلاف اسکے اہل و عیال  
جنکے شایستہ طرز رزم اور آزاوشی کی پناہ میں مغلوب دشمنوں کو پناہ ملتی تھی۔  
اندارسانی کجا۔ کسی سچی کی طرف بڑی نظر سے دیکھنا بھی پسند نہ کرتے تھے نوجوان خلیفہ  
نے اپنی بگڑی ہوئی قومیں اکٹھا کر کے فوراً جانب شمال روانہ کر دیں اور انہوں نے  
سیحی حدود پہ کامیابی حاصل کی۔ دوسری برس ۷۱۳ء میں فوج کشی کی سان  
امیون و دیگر ماز کی فیصل کے نیچے مسلمانوں کو شکست ہوئی جب عربی سپہ سالار  
نے میدان ہاتھ سے جاتی دیکھا تو شمشیر بکف صفت دشمن میں گھس کر لڑتے لڑتے مر گیا  
مگر شاہ لیون نے اوجان شار و لاوری کی یہ قدر شناسی کی کہ اس کا سر ایکٹ کے سر کے  
ساتھ قلعہ کے دروازے میں لٹکا دیا پھر خلیفہ اعظم نے اسکی یاد اش کے لئے ۱۹  
میں خود فوج کی کمان لیکر اس کا اچانک جالیا اور قلعہ کو منہدم کر دیا پھر قلعہ  
سان امیون جھوٹے غالی کر کے اسکی بھی یہی گت کی پھر نادار کی طرف متوجہ  
ہوا اور سانگو کو دو متواتر شکستیں دیں اور دال ڈی چنگیو اس یعنی وادی اب  
میں متعدد فوجوں کو شکست فاش دی اہل سرحد سرکشانہ مقابلہ اور جبارانہ پرتاک  
جھگڑا کر مسلمانوں نے خلاف عادت کی قدر تہمدید سے کام لیا اور اہل میوش کو قتل  
کوڑا مارا۔ اس وادی اقصیٰ کے بعد ۷۱۴ء میں سانگو والی نادار نے پھر قلعہ مسلمانوں کے  
چھین لیے اس پر سلطان عبدالرحمن برنگیختہ ہو کر شمال کی طرف روانہ ہوا اور جو قلعہ  
اور شہر راستہ میں آیا اپنے مخالفوں کے وحیانہ ظلم کی تقلید کر کے بے تکلف لوٹ کر  
مسار کر دیا جلا دیا تمام علاقہ میں اس قدر خوف پھیل گیا کہ لوگ شہر چھوڑ کر جھاگ جاتے  
تھے۔ سانگو بھی اسکی خبر آمد سن کر سر اسیم جھاگ نکلا سلطان پیلونا کے دارالعمارت



شہر نادامین داخل ہو کر بعد اورد مکنات بیرحمی سے مہار کے شہر پر قابض ہو گیا  
 اس کے میاں سے واپس ہوئے بعد عبدالرحمن نے اپنا لقب موافق خلیفہ عباسیہ  
 کے ناصر دین اللہ رکھا اور اب تک بنی امیہ خلافت کے لقب سے ملقب تھے کیونکہ  
 خلیفہ اون لوگوں کا لقب ہونا چاہیے جنکو خادم حرمین کا فخر حاصل ہو اور اولاد  
 بنی امیہ اس فخر سے محروم تھی دوسرے خوف خلفا بنی عباس کا تھا جب جگہ جگہ  
 بادشاہ خود سر ہو گئے اور ذاتی اقتدار خلفا کا بخر چار دیواری بغداد کے باہر کہیں نہ رہا  
 اور وہ قیدیوں کی زیادہ وقت نہ کھتے تھے خلیفہ عبدالرحمن ثالث نے اپنا  
 ناصر دین اللہ رکھا بعد اسکے بیس برس در حکومت کی اس زمانہ حکومت  
 میں مدبرانہ انتظام اور شالیہ قوانین اور اجراء احکام منصفانہ موافق شریعت  
 عراق کے کیا اور امور دین کا معین ہا واقعی سچا ناصر دین اللہ تھا ۹۵۹ء میں عمر  
 ۵۰ برس بارسلطنت سے سکدوش ہو کر اغوش الحدین آرام کیا ۵۰ برس حکومت  
 کی ناظرین کو یاد ہو گا کہ جب اسنے اکیس برس کی عمر میں تخت پر پہلا قدم رکھا تھا  
 تو سلطنت کی حالت نہایت دی تھی ایک طرف جنوب میں بربری خاندان فاطمیہ  
 و شہرہ کو طیار جانب شمال سچی فرمانروا اپنا موثری اتھاق سمجھا استھان آبادہ روز  
 نو مسلم سردار الگ وندان طمع تیز کر رہے تھے اطراف کے صوبے خود مختار بنے جاتے  
 تھے ملکی گروہ الگ گشتہ تھے جدھر دیکھو بد عملی تاخت و تاراج کا بازار گرم ملک  
 میں بد نظمی اور چاروں طرف اسبابی موجود خلیفہ اعظم نے تخت نشین ہوتے ہی یہ  
 منہ انتظام کی تدبیریں نکالیں کہ باید و شاید پہلے تمام فریقوں کا زور گھٹا کر سلطان  
 و قلیبہ کا اقتدار عیا پر کھلی بڑھایا دشمنوں اور رفیقوں سچی کی نظر میں گورنر اندلس

کی عظمت ثابت کی اسلام کی عظمت کا یہاں تک سکڑ بٹھایا کہ اپنے باہمی قضیہ فیصلہ کر انیکو دربار میں بذات خود حاضر ہوتے قسطنطنیہ فرانس جرمنی اطالیہ کے بادشاہ اخلاص مندی کے لیے سفیر بھیجے۔ خلاصہ یہ کہ اوسے اسپین کو نہ صرف اندرونی اور بیرونی دشمنوں کے پنجے سے چھڑایا اور نہ صرف خرابی اور بربادی کے طوفان سے بچایا بلکہ عظیم الشان اور آسودہ حال بنایا۔ یہ اوسی عبدالرحمن کا طفیل تھا۔ اسکے بعد پھر ایسا دن آئندہ کس آج تک نصیب ہوا تاریخ المقاری میں لکھا ہے کہ عبدالرحمن کے مانند سلیم الطبع روشن دماغ کوئی فرما نہ و انہیں ہوا اوسی حلیم المزاجی کریم النفسی عدل گستری زبانزد عوام تھی شیر رزم زینت بزم حاکمی علوم کا شوقین۔ عالمون کا سرپرست۔ علمی مباحثہ سننے کا آرزو مند۔ پورا منصف کھرا۔ اور بے لاگ شخص تھا اوسے اپنی ۵۰ برس کی یادداشت لکھی تھی جو بعد میں بیکے لوگوں نے دیکھی اوس سے معلوم ہوا کہ صرف چودہ دن اسکو بفکری میں گذرے۔

### مسیحیوں کا مختصر حال

ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ اشرماز کے مسیحیوں کا نخر اگرچہ طوفان نوح کی طرح ایک تنگ اور تاریک تنور تھا جسکو کوراؤ نکالتے تھے اسکو گاڈ کی نسل نے ایسا ماوا اور بلجا بنالیا تھا غار کی تاریکی و تنگ جگہ میں جسکا رستہ ایک تنگ گھاٹی سے بذریعہ ۹۰ سیر جیون تھا یہ لوگ عرصہ دراز تک چپے رہے جبکی تعداد مرتے مرتے ۳۰ مرد اور ۱۰ عورتیں رہ گئی تھیں یہ بھی حقیر جمعیت بڑھتے بڑھتے آخر تمام اسپین پر جاو ہو گئے اس بادشاہ کے عہد حکومت میں ایک ذلیل حقیر شخص اسمی ہیلیو بوک مذکور نے بھو اوس جماعت قلیل کا سرغنہ تھا کلیسہ میں لوگوں کو اپنی پھلی ذلتوں کا بدلہ لینے

اور غاصبون کو اپنے موروثی وطن سے اڑکھا دینے پر آمادہ کیا اور دولت کے  
 محکوم رہنے اور جلاء وطن ہونے پر سخت فقرین اور ماست کی۔ چنانچہ مسیحیوں  
 نے اپنی مقبوضات میں مسلمانوں کے حاکم کا جواب میں شروع کر دیا اور انہیں کہہ  
 مسلمانوں نے کوئی شہر یا گائون ایسا باقی نہ چھوڑا جہاں اپنی حکومت نہ قائم  
 کر لی ہو۔ پھر ادھر کے جہاں ہیلیو بوک نے صرف تیس آدمیوں کی جمعیت سے جان  
 مستحکم قلعہ بنا لیا تھا۔ مسلمانوں کو جہاں ونگے ارادے کی خبر پہنچی تو کچھ التفات کیا  
 اور یہی سمجھے کہ تیس ذلیل آدمیوں کی حقیقت ہی کیا ہے کہ تنگے خورد و نوش کا کچھ  
 سامان بھی نہ تھا۔ پھر شہرہ غرض ان کی جمعیت وقتاً فوقتاً تازہ ملک پہنچنے  
 سے بڑھتی گئی اور سطح شدہ شدہ غار سے نکل آئے اور اپنی شکست و رنجیت کی  
 درستی کرتے رہے اور نہریت خوردہ مسیحی مردانہ دار غم میں اپنے آپ نظیر تھے  
 گو کہ وحشی اور جاہل مطلق ہونے میں شبہ نہیں مگر ساتھ ہی اوسکے دلاور بھی  
 اس بلا کے تھے کہ شکستوں پر شکست کھاتے ہزاروں نقصان اٹھاتے مگر ہر  
 دفعہ ایک زہ جوش کے ساتھ اٹھتے جھکا رہی مذکور ہو چکا ہے ہم اور لکھتے  
 ہیں کہ صوبہ بیون کی طاقت کو وہاں کی خانہ جنگیوں نے کچھ عرصہ کے لیے مضجک کر دیا  
 تھا مگر شاہ ڈولون کا لائق جانشین زامیرون ثانی ۱۸۳۱ء میں تخت نشین ہو  
 اور ۱۸۳۹ء میں مسلمانوں کو الٹا جابجا یعنی ننڈائی میں بھاری شکست دی  
 جس میں ۵ ہزار مسلمان کھیت رہے اور عبدالرحمن حاکم وطن مع بچاس سوار  
 جان بچا کر بھاگ گیا یہ نامبارک سال تہ تک ندلس میں سن الٹا جابجا ہو  
 مگر اوسکے بعد مسیحیوں کے باہمی شک جھگڑوں نے خلیفہ کی مساعت کی

کہ یہ باہمی خانہ جنگی میں رہے خلیفہ نے پچھلے نقصانوں کی تلافی کے لیے اور  
 فوج بھرتی کر کے دوسری لڑائی کا سامان تیار کر لیا۔ تفصیل اسکی اسطرح ہے  
 کہ کسٹائل لیون کی سرداری تسلیم نہ کرتا تھا کسٹائل کا نواب مشہور و معروف  
 فردی سینڈجکی تعریف اور وقت کے شاعروں نے کی ہزار لیون کی حکمران  
 ایک عورت تھی کو سینڈ کسٹائل جیسا کہ نامور تھا ویسا ہی اوسکو بیوی بھی ملی  
 تھی مسماۃ انشا کا رشیہ شاہ نادار کی بیٹی کسٹائل بجائے لیون کی مانتی کے  
 خود سر ہو گیا تھا اپنی خود سری کی بدولت زامیرون کے ہاتھ میں پڑ کر قید ہو  
 لیکن بعد کو معلوم ہوا کہ اہل کسٹائل بخیر اسکے دوسری اطاعت نہ کر گئے تو کوئی  
 یعنی نواب کو رہا کر دیا دوسرے پہلے یہ کہ وہ تاج لیون کا ہمیشہ تابعدار ہوا خواہ  
 رہے دوسری یہ کہ اپنی بیٹی کی زامیرون کے کورڈو لو سے شادی کر دے اسنے  
 طوعاً و کرہاً منظور کر لیا لیکن انتقام کا منتظر رہا جب شمع میں زامیرون  
 تلامذہ زاکے منیدان میں مسلمانوں کو شکست دیکر انتقال کر گیا تو کوئی خود  
 بادشاہ بن کر اور ڈو لو کے خلاف ہو کر اوسکے بھائی سانگو کا طرفدار بن گیا اور  
 میں سانگو کو تخت نشین کیا پھر اوسکو تخت سے اتار کر ایک لنگڑے شہزاد  
 کو اڈرڈنچیم لقب بانجیث نام کو بادشاہ بنا دیا۔ سانگو مخدور ہو کر ملکہ نادار  
 کے پاس جواسکی دادی تھی گیا اور اودن دونوں نے ملکہ خلیفہ اندس سے  
 استغاثہ اور استمداد کی جسکی تفصیل یہ ہے کہ سانگو اپنے موٹاپے سے تنگ گیا  
 تھا بلا سہارے چل نہیں سکتا تھا اودنے ارادہ کیا کہ اطباء سے طلبہ سے جنگی  
 خداقت یورپ بھر میں مشہور تھی رجوع کرے۔ چنانچہ ملکہ یوزا نے

خلیفہ کی خدمت میں قاصد بھیجا خلیفہ نے حسب اطلب ایک طبیب کا ذوق  
مسمیٰ ہندائی کو علاج کے لیے بھیج دیا مگر طبیب نے بموجب ایک خلیفہ کے چند  
شرائط پیش کیں۔ اول یہ کہ سانگو اپنے چند قلعہ خاص خلیفہ کے سپرد کرے  
اور مع ملکہ نادار کے بذات خود قرطبہ اگر معالجہ کرے ہر چند کہ ملکہ کو منظور تھا  
مگر اہل غرض مجنون چار ناجار اپنے بیٹے شاہ نادار اور پوتے مغزول شاہ  
لبون کو لیکر روانہ ہوئی۔ عبدالرحمن نے عالی حوصلگی کو کام فرمایا اور شاہان  
مراسم سے پیش آیا اور مناسب نذاری کی۔ خلاصہ یہ کہ سانگو نے خلیفہ کی بدولت  
نہ صرف اپنے مرض مہلک سے نجات پائی بلکہ ایک جبری فوج کے ساتھ واپس  
آکر ۹۴ھ میں لبون پر بھی قابض ہو گیا مومنخ ابوالفدا لکھتا ہے کہ عبدالرحمن  
نے ۹۴ھ میں ایک مرکب بحری اسکنہ یہ روانہ کیا کہ وہاں سے کچھ سامان  
نادرہ اور جواری لائے لوٹتے وقت مراکب صقیلیہ سے جہین خائف علوی  
خلیفہ مصر کے سے مقابلہ ہو گیا اہل اندلس نے اُن کشتیوں کا سامان لوٹا جب یہ  
مرکب مدینہ کے افریقہ کے قریب پہونچا تو اہل خلیفہ مصر نے اوس جہاز کو مع  
سامان جلا دیا اور اوسین جو کچھ تھا مع جواری لوٹ لیا جب عبدالرحمن نے  
یہ حال سنا تو افریقہ پر چڑھ آیا اور بعد سخت لڑائی کے اندلس کو لوٹ گیا۔

ماہ رمضان ۹۵ھ ہجری میں بخائن اس حکومت کر کے مرا۔ اسکے بعد حکم بن  
عبدالرحمن امشتر باللہ جو ایک بڑا عالم الدہر تھا تخت نشین ہوا۔

دوسرا خلیفہ حکم بن عبدالرحمن

ہر چند کہ اسکو کتاب دینے اور کتب جمع کرنے کا نہایت شوق تھا۔ اور امو

سلطنت کی طرف توجہ کم تھی پھر بھی اوسکے باپ کا رعب اس قدر چھایا تھا کہ  
کسی کو مجال سربازی نہ تھی چنانچہ ایک مسیحی مغزول شہزادہ نے قرطبہ میں آکر  
فروتی سے سلطان اسد عاکی کہ وہ اوسکو تخت پر بحال کر دی اس فریضہ  
سے فریقین میں صلح ہو گئی خلیفہ نے تمام اپنی عہد سلطنت میں قاہرہ - دمشق  
بغداد کو سفیر بھیج کر نایاب اور نئی کتابوں کا ذخیرہ اپنے کتب خانہ میں جمع کیا  
اگر کوئی کتاب قیمتا نہ ملتی تو نقل کرتا اسطرح چار لاکھ سے زائد لکھی ہوئی کتابیں  
بہم پہونچائیں ایسے وقت میں کہ جب چھاپے کا وجود نہ تھا اس امر کو منقہات سے  
سمجھنا چاہیے یہ خلیفہ محض جامع الکتب ہی نہ تھا بلکہ ہر ایک کتاب کو بغور دیکھ کر  
حواشی اور نظائر چڑھاتا جسے بیسوں عالم مستفیض ہوتے مگر افسوس کہ اوس  
نادر الوجود کتب خانہ کا بہت سا حصہ اہل بربر نے برباد کر دیا باقی بچا بچا اسپین  
مسیحیوں نے تباہ کیا اور نایاب کتابوں کو جمع کرنے میں سرگرم اور انکی درستی میں  
بہمتن مصروف تھا تو ادھر اکابر سلطنت ملکی اقتدار حاصل کرتے جاتے تھے آخر  
یہاں تک نوبت پہونچی کہ پردہ نشینان حرم سرا ذیل معاملات سلطنت ہوئیں  
انگلش مورخ لکھتا ہے کہ حکم محض ایک کتابی کثیر تھا کتب بینی اپنے موقع پر مناسب  
اور موزون ہوتی ہے مگر الوالاعزم اور نامور سلطان بننے کے لیے اسی پر اکتفا کرنا  
بکا آدینین بادشاہ کو دنیا اور مافیہا کا معمولی علم ہونا ضروری ہے لیکن کتب خانہ  
کی اندر نہ تمام الوالاعزم کو محمد و کردینا اور زرعی نیکنامیوں کو چھوڑ کر کتابوں  
کی ورق گردانی کرنا یا جلدوں کی نازک اور خوشنابند شون میں مصروف رہنا  
ان امور کو رعیت کے زنجی دلوں کے مزہم لگانے پر ترجیح دینا کسی طرح شایان

جہاں داری نہیں ہم نہیں کہتے کہ خلیفہ کمزور طبیعت یا اپنے فرائض منصبی سے بچ کر تھا  
 نہیں بلکہ مطالعہ کتب میں اس قدر محو اور مستغرق اور از خود در رفتہ رہتا کہ رزمی نیکیاں سون  
 کی طرف توجہ کرنیکی اس سے فرصت ہی نہ ہوتی تھی کتب بینی کے سوا اسکو عمارت  
 کا اوسی قدر شوق تھا اس کثرت شوق نے اسکو فن معمارى کا ایک خاص مذاق  
 پیدا کر دیا تھا علاوہ اگلے مدرسوں اور کتب خانوں کے اور بہت مدرسے بنائی  
 اور انکے مصارف کے لیے جائداد وقف کی ہر ملک کے علما اور فضلاء کو جمع کیا  
 اور جو کتب خانہ دار الخلافت قوطیہ میں فراہم کیا تھا اسکا نام کتب خانہ مردانی کھا  
 جسکی فہرست چوالیس جلدوں میں تھی اسکے صلح بستہ شراج فی اسکی عہد میں سلطنت  
 کو زیادہ نقصان نہیں پہونچایا گیارہ برس حکومت کر کے انتقال کیا اور صاحب ابوالفدا  
 لکھتا ہے کہ پندرہ برس پانچ مہینے خلافت کی ۳۳ برس کی عمر پر ۳۶۶ھ میں مرا  
 اسکے بعد اسکا بیٹا ہشام جو دس برس کا تھا برائے نام خلیفہ ہوا۔

تیسرا خلیفہ ہشام دوم بن حکم دوم بن عبد الرحمن سوم

عمر اسکی اوس وقت دس برس کی تھی لقب اسکا الموند باللہ قرار پایا اسنے محمد منصور بن  
 عامر قحطانی کو کراسکے باپکا وزیر تھا کل انتظام خلافت کا سونپ دیا یہاں تک  
 کہ محمد منصور مثل ملک در قابض کے ہو گیا جبکا آگے مذکور ہوتا ہے۔

ابو عامر کی کیفیت

مسیحی مورخوں نے اسکو ابن ابی امیر لکھا ہے ابو عامر محمد بن عبداللہ ولی عامر  
 محمد بن ابوالولید ابن یزید المغانمی اسنے مؤند کو اپنی عہد حکومت میں قطنیہ  
 رکھانہ کوئی خلیفہ کے پاس جاسکتا تھا اور نہ دیکھ سکتا تھا اور آخر ملکیت منصور ہوا



اور اصل اسکی طرح کی یہ جو قریم ہر اندلس کی پہلے منصور نے قرطبہ میں علم حاصل کیا  
 اور اکثر فضیلا اور علما اسکی صحبت میں رہتے تھے۔ صاحب تاریخ مسیح لکھتا ہے  
 کہ منصور طالب علم شریف النسل معمولی حیثیت کا آدمی تھا باوجود علم و فضل کے  
 اسکے دماغ میں حکومت اور خود سری بھی تھی اور پورے یقین سے آپسکے طالب علموں  
 میں پیشین گوئی کرتا تھا کہ ایک وقت ایسا آئیگا کہ جب میں اندلس کا تاجدار ہوگا  
 تو تم میں سے کون کون کیا وعدہ پسند کرو گے اور لطف یہ کہ جب وہ وقت آیا تو اسے  
 اپنا وعدہ فراموش نہیں کیا پہلے منصور خطوط نویسی اور عریض نگاری میں ملازم ہوا  
 اور امیر بیت المال کے مزاج میں رسوخ پیدا کر کے ایک چھوٹی سی سامی پر مامور  
 ہو گیا۔ آدمی چالاک اور ہوشیار تھا اپنی حکمت علمی سے خوشامد اور چالوسی کو ذریعہ  
 گردان کر خاتونان مجلس تک رسائی پیدا کر لی اور اکثر بیت المال پر دست رازی  
 کر کے تحفہ اور تحائف نذر کرنا کیونکہ اسوقت میں حرم سرا کا ملکی اقتدار بڑھا ہوا تھا  
 اور ہشام کی والدہ سلطان عہدہ کفیل کا رسلطنت تھی اسکے مزاج میں دخل پیدا  
 کر لیا۔ کہ سلطانہ بغیر مشورہ منصور کے کوئی کام نہ کرتی تھی تھوڑے عرصے میں اسنے  
 مختلف خدمتوں سے ترقی کرنا شروع کی یعنی پہلے ولیعہد سلطنت کے کارخانہ کا کارکن  
 پھر دو عدالتوں کا جج اور کچھ حصہ فوج کا افسر ہوا خلیفہ حکم کے انتقال کے بعد اسکی  
 جانشین ہر مقام کی صغریٰ کی وجہ سے جب قدر ملک غورہ کا بحیثیت والدہ ہونے خلیفہ کو اقتدار  
 بڑھا گیا اسی قدر اسکے مزاج کی ترقی ہوتی گئی اسی عرصے میں مجلس کے متعلق  
 کچھ فوج یعنی سلو نے سرکشی کی تو منصور نے نہایت تیزی سے باحسن تدبیر اسکی  
 سرکوبی کر دی اس سے یہ اور زیادہ ہر دل عزیز اور مقبول اتام ہو گیا۔ کیونکہ

اہل قرطبہ ایک قوم سلوسر جو اوس ملک کی رہنے والی نہ تھی سخت متغیر تھے  
اب سکا حریف خلافت بھر میں بنجر مصحفی امیر بیت المال کے جو ابتداء سے اسکا  
مرہی اور معاون تھا اور کوئی نہیں ہا اوسکے اوکھاڑ پھینکنے کے موقع کی  
تاک میں رہتا تھا اتفاقاً وہ سکویہ موقع ہاتھ آیا کہ یکایک شمالی علاقہ جات پر  
مسیحی پھر بڑھ آئے مصحفی حیران تھا کہ اب کیا چارہ کرے اسلئے کہ اسکو بالکل نرمی  
مذاق نہ تھا بالآخر مصحفی نے منصور کو سپہ سالار کر کے اوس طرف روانہ کیا اور اسنے  
پوری سرگرمی سے اس کام کو انجام دیا تھوڑے عرصے میں لبون پر اسقدر کامیابی  
کے ساتھ حملے کیے کہ باید و شاید اور فوج کے ساتھ مال غنیمت سے فیاضانہ سلوک  
کیے اس سے یہ کل فوج قرطبہ کا غریزہ الوجود محبوب بن گیا پھر دوسری لڑائی شمالی  
مسیحیوں سے ہوئی اوس میں بھی اسنے شکست فاش دی گوکہ اوس لشکر کا سپہ سالار  
مسمی غالب تھا مگر اسنے اپنی حکمت عملی سے یہ فتح بھی اپنے ہی نام سے مشہور کی۔  
یہاں تک کہ اراکین و دربار اور عوام الناس کو یقین کامل ہو گیا کہ منصور کو فن زم  
کی بھی قابلیت اعلیٰ درجہ کی ہے بعد اوسکے حکمت عملی سے شہر کا انتظام بھی جو مصحفی کے  
بیٹے کے تعلق تھا وہ بھی اپنے قبضہ میں کیا اور یہاں تک نصاب پر کمر باندھی کہ ایک مرتبہ  
اپنے ایک بیٹے پر قانون خلاف ورزی کی حد قایم کی اور اسقدر بلا رعایت دے  
مارے کہ وہ جان بحق ہو گیا اسے اور لوگوں کی نظروں میں رسوخ بڑھ گیا۔ دیون و طلب  
اور مصحفی میں مدت سے نقیض چلا آتا تھا منصور نے مصحفی کو اور اوسکا ناشر و معین  
اور غالب سپہ سالار کے لڑکی جو مصحفی کے لڑکے سے منسوب تھے اپنی شادی  
کر لی خلیفہ حکم کے بعد دو برس کی مشورہ میں مصحفی کو بہت تقلب بیت المال

مجلس میں گرفتار کر دیا بعض کہتے ہیں کہ اسے زہر دلا دیا مصطفیٰ کے اوکھڑے  
 ہی منصور نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اگرچہ خلیفہ اور مجلس شورہ عام  
 تھی لیکن ہر نام غرضکہ جو کچھ تھا منصور تھا اپنے ایوان عالیشان میں جو  
 سوا دسھریں شاہانہ بنایا تھا بیٹھ کر حکومت کرتا تھا روکار و فراہم اشتہار اور  
 نام کے جاری ہوتے خطبہ سکھ اوسی کے نام کا تھا شاہی عبائیں پہنا جیسرا و  
 نام کر دھا ہوتا۔ اسی عرصہ میں قوم سلوے جنہیں کہ اسے نکال دیا تھا ایک شخص نے  
 اس کے قتل کی فکر کی مگر کامیاب نہ ہوا۔ اور منصور مع چند سرغنوں کے قتل ہوا  
 اب قرطبہ میں جو کچھ تھا منصور۔ نو عمر شام خلیفہ کو اتنا وقوف ہے نہ تھا  
 کہ اپنے وزیر سے مخالفت کرتا ملکہ مان خلیفہ کی پہلے ہی سے ہزبان اسکی تھی  
 صرف ایک غالب سپاہ لار اسکا مقابل تھا اب منصور نے اس کے اوکھڑے چھینک دے  
 کی تدبیر شروع کی۔ مستقل فراہمی سے جس کلام کو شروع کرتا کامیابی پر ختم  
 کر کے چھوڑتا مذکور ہے کہ ایک دن کسی مهم سلطنت میں بحث کر رہا تھا کہ دفعتاً  
 گوشت کے جلنے کی بونے تمام حاضرین کو بددماغ کر دیا دریافت کرنے سے  
 معلوم ہوا کہ منصور کی ٹانگ پر داغ لگایا جاتا ہے آف تو دور کنار وہ پوری مجمع سے  
 رد و قح میں مصروف تھا ایسے مدبر اور عالی حوصلہ کے رویہ و غالب کی کیا  
 حقیقت تھی غرضکہ اس نے جوڑ توڑ شروع کر دیا اور اختیارات چھوٹے چھوٹے  
 افسروں کے مثل کپتان کرنل سپر توڑ کر اپنے ہاتھ میں لیے۔ پہ سالار کا زور  
 گھٹا دیا۔ پھر نئی فوج بربر۔ افریقہ مسیحی بھرتی کی جو سبب اجنبی ہونے کے سبب  
 اپنے محسن منصور کے کیس کو کچھ نہیں جانتے کہ غالب کس مانع کی مولیٰ ہے منصور

بکا فوجی فسر اور نہایت شنگیر تھا اگر کوئی سپاہی وردی پہنے کوئی ہتھیار  
 خلافت قاعدہ لگاتا تو اسنی قت سزاے سخت دیتا سپاہ کو شایستہ اور باقا  
 رکھتا فوج کے حق میں گویا وہ جلاوت تھا لیکن جو سپاہی کہ جان توڑ کر لڑے تو  
 پورے قواعد کی پابندی کرتی تو اس کے حق میں اس سے زیادہ کوئی محسن نہ تھا  
 یہی وجہ تھی کہ سپاہی اس کے اشارے کے منتظر رہتے مال غنیمت میں نہایت  
 سیرچشی سے فوج کے ساتھ پیش آتا تھوڑے عرصہ میں غالب بیدست آیا  
 اور محض لاشی رہ گیا اور آخر کو ایک اور الی میں کام آیا اس کے ہی ایک فوجی  
 سردار سہمی جعفر ملک لڑ رہا جو مقبول سپاہ ہونے میں غالب کے کم نہ تھا اور سکو  
 بہانہ سے محکمہ میں ہلا کر پوشیدہ قتل کر دیا افسوس کہ اس کے دامن زندگی پر اس  
 قسم کے بدنامی تھے مگر اس میں شک نہیں کہ اندلس کو جو اقبال عظمت و سکون  
 عہد میں بعد خلیفہ اعظم حاصل ہو چکے خیال میں بھی نہ تھی ہر ایک محکمہ کی فوجی  
 ہو یا ملکی بلا وساطت دیگرے خود نگرانی کرتا قانون و ضابطہ کی پابندی میں  
 نہایت سخت تھا ملک فریقہ پر کئی مرتبہ فوج کشی کی اور کامیابی حاصل کی  
 اندلس کو سوا حل بربر تک وسیع کر دیا اس کا معمول تھا کہ سال میں دو دفعہ گرمی  
 اور جاڑے کی شروع میں کسٹائل اور لبون اور انفار کے مسیحیوں پر پورش  
 کرتا کتاب اور تلوار کو پہلو بہ پہلو رکھتا جس طرف فوج کشی کرتا تھا اور علماء کو  
 ساتھ لیجاتا کبھی کسی نے اس وقت تک ایسی متواتر فتوح حاصل نہیں کیں  
 جیسی سے نصیب ہوئیں گویا اقبال نصرت اس کے ہمراہ تھا لبون کو فتح  
 کر کے اس کی لوہا لاٹ نصیلون اور برجون کو مسمار کر دیا بار سلونا پر قبضہ کر لیا

آخر کو گلیشہ بھی نہ بچا سینٹ یا گو کو جو سیمون کا سب سے بڑا عبا و تخانہ تھا  
 بالکل سبدم کر دیا انھیں معزوں کے بعد اوسے اپنا لقب المنصور رکھا غرض کہ  
 بیون۔ کشائیل بارسلونا۔ ناوار۔ پیلونا۔ کہو سٹیل پراپنا قبضہ کیا اور بعض  
 شہزادوں کو اپنا باجگزار بنا لیا ایک مرتبہ اوسکو خارجا معلوم ہوا کہ ناداؤن  
 ایک مسلمان عورت مقیدہ ہر شاہنا دار کو نہایت ذلت کے ساتھ پاوسی پر  
 مجبور کیا اور عورت مذکور فوراً ہاکی گئی ایک فوج منصور سیمون کے پیچھے پلٹا کر کے  
 ایسے ایک مقام صفونا دشوار گزار میں جا کر گھر گیا نہ تو آگے بڑھنے کی جرات تھی  
 اور نہ پس پناہ ہونے کی کیونکہ دشمنوں نے پچھلے درے بند کر دیے اگرچہ وقت  
 اور موقع نہایت مخدوش تھا لیکن افسے اپنی تدبیر سے اسی حالت میں یہ  
 حکم جاری کیا کہ اگر دے کے تمام قصابات پر حملہ کر دو اور لوٹ مار سے یا جس طرح  
 ہو سکے کھیتی اور اسباب معیشت و سکونت کا سامان ہمہ پہنچاؤ چونکہ مسیحی  
 بوجہ کم ہونیکے حملہ تو کرنے لگتے تھے لیکن اسبات کا اطمینان تھا کہ دشمن اپنے  
 قبضہ میں ہر نکل کر کیاں سے جاویگا جب انھوں نے دیکھا کہ اسلامی لشکر اطمینان  
 سے مکانات و گھر بنانے میں مصروف ہے اور کھیتی وغیرہ کی بھی تدبیریں کر رہے  
 ہیں تو بہت چکرائے اور تعقیش کرنے لگے کہ ان باتوں سے دشمن کا منشا  
 کیا ہے کسی عزلی سپاہی نے جواباً بیان کیا کہ ہر وقت واپس وطن جانا  
 اور پھر آنا ایک طویل عمل ہے جس سے یہیں قیام کر کے جب تک کہ کل ممالک  
 محروسہ پر بخوبی قابض نہ ہوں یہیں قیام کریں مسیحی سمجھے کہ ایسا نہ ہو کہ مسلمان  
 ان میدانوں کو ہمیشہ کے لیے اپنا مسکن الایس بنا بیٹھیں اس خوف سے

اور خون نے دشمن کو بخوف گذر جانے کو راستہ بھی دیا اور مال غنیمت نبی کریم  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی باربرداری بھی دی مثل ہے کہ گنوار گناہ سے اور پھیلی سے دفعتاً گٹائیل کن  
 فتح کے بعد المنصور بیمار ہوا اور بمقام بیڈ نیا سلی السنع مطابق ۳۹۳ھ ہجری میں  
 انتقال کیا مسیحیوں کو اسکی مرگ ناگہانی سے نہایت خوشی ہوئی کون ہر جو اپنے  
 دشمن کی مرگ سے خوش نہیں ہوتا المنصور کے بعد اوسکا جانشین اوسکا بیٹا  
 ابو مردان عبدالملک الملقب مظفر ہوا چھ برس تک اپنے باپ کے قدم قدم  
 چلا اور سیاست اور عدالت میں وہی قوانین جاری رکھے جو اسکے باپ کے  
 وقت میں تھے اور خلیفہ کی ویسی حفاظت کی جیسی منصور کے وقت میں تھی  
 اسکو ایک سو کے میں عیسائیوں سے شکست ہوئی سنہ ۴۰۰ھ مطابق ۴۰۰ھ  
 ہجری میں بمقام قرطبہ زہر دیا گیا اور وہ مر گیا اوسکے بعد اوسکا بھائی عبدالرحمن  
 وزیر ہوا اور اسنے اپنا لقب ناصر کر کے حکومت کا دعویٰ کیا جس سے عوام افسانہ  
 میں جو شاہی خاندان کی حکومت کے آرزو مند تھے براہ کشتگی پیدا کر کے وزیر عظم  
 کے خاندان کے مخالف ہو گئے اور اس بات پر زور دیا کہ ہشام بذات خود فرما  
 خلافت ادا کرے ہشام کی یہ کیفیت تھی کہ بیچارہ تیس برس حرم سر کی چار دیواری  
 میں نظر بند تھا اور سو ایشد عشرت کے امور جہان داری کی طرف مطلق توجہ تھی  
 ہر چند انکار کیا لیکن کون سنتا ہے بار خلافت اوپر رکھ ہی دیا آخر کچھ عرصے  
 کے بعد جب لوگوں کو یہ معلوم ہوا کہ خلیفہ محض نالائق اور ذی الطبع ہے  
 اوسی سنہ میں محمد بن عبدالجبار بن عبدالرحمن ناصر نے خروج کیا۔  
 گیارہواں بادشاہ چوتھا خلیفہ قرطبہ کا محمد بن ہشام ہوا

یہ زور شیر خلیفہ ہوا اور اپنا لقب مہدی باللہ رکھا لیکن وہ بہت دنوں تک اس  
 خلافت مقصودہ سے منتفع نہوا اور لوگوں نے جو فرقہ مفسدین سے تھے اور انقلاب  
 میں اپنی بھلائی جانتے تھے اسکی اطاعت قبول کی اور ہشام مہدی کو گرفتار کر کے  
 قرطبہ میں قید کر دیا اس عہد میں سلیمان بن حکم بن سلیمان بن عبد الرحمن کہ وہ بھی  
 اسی خاندان خلافت کے شاہزادوں سے تھا ازلیقہ سے فوج لیکر آیا اور  
 محمد دوم بن ہشام سے مقابل ہوا آخر اس لڑائی میں مستنصر میں خلیفہ کی  
 فوج نے شکست کھائی اور خلیفہ فرار ہو گیا اور سلیمان دار الخلافہ پر قابض  
 ہو گیا کئی مہینے بعد محمد دوم نے پھر قرطبہ پر قبضہ کر لیا لیکن اہل شہر نے کہ اس  
 ناراض ہو گئے تھے اسکو شکمہ جبری میں قتل کر کے سلیمان کے پاس سلاو کا  
 بھیج دیا سلیمان پھر آکر خلیفہ قرطبہ کا ہوا۔

بارہواں بادشاہ اوریا نچوان خلیفہ قرطبہ کا سلیمان بن حکم بن  
 عبد الرحمن سوم ہوا۔ اسنے لقب اپنا المستعین باللہ ٹھہرایا اسکی خلافت  
 ہجری مطابق ۳۱۷ء میں ختم ہوئی اور یہ آخری بادشاہ بنی امیہ خلفاء اندلس  
 تھا اب قنداز خاندان بنی امیہ کا ملک مغربیہ میں بلکہ شوکت سلطنت اسلامی  
 میں بالکل زوال گیا حکام اور والیان ممالک بیرونی نے اقتدار حاصل کیا جو بلوائی  
 شہزادے زور و تشہیر دعویٰ خلافت کے ہوئے اور کو کسی نے تسلیم نہ کیا اب ہر ایک  
 حاکم اپنے ملک مقبوضہ میں بادشاہ مستقل بن گیا اور خلافت قدیمی ٹکڑے ٹکڑے  
 ہو گئی سیمیان اہل قرطبہ کو یورش اور حملہ کر نیکا موقع ملا بہانہ تک کہ بتدریج اسلام  
 اس ملک سے نیست نابود ہو گیا جبکہ خلاصہ یہ ہے کہ خاص تحت گاہ قرطبہ پر پڑے برسے



نامی سرکش مسلط ہوئے چنانچہ علی بن جمود بن یحییٰ کہ سادات حسنیہ اور سید  
تھانہ ستمہ ہجری مطابق ۱۲۷ھ میں سلیمان کو شکست دیکر تخت نشین ہوا اور مہر  
عرصے میں مارا گیا اسکے بعد قاسم بن جمود اسکا بیٹا ستمہ ہجری میں تخت پر  
بیٹھا اور وہ بھی مارا گیا پھر اسکا بھتیجا یحییٰ ستمہ ہجری میں تخت نشین ہوا اور  
وہ بھی مارا گیا اسکے بعد پھر ہشام بن سلیمان ستمہ میں تخت نشین ہوا اور  
اسنے اپنا لقب رشید رکھا۔

واضح ہو کہ علی بن جمود اولاد میں ادیس بن عبداللہ بن حسن بن علی کرم اللہ  
وجہہ کے ہیں ادیس ستمہ ہجری میں خلفای عباسیہ کے خوف سے مغرب کی طرف  
چلے گئے اور کسی قدر ملک پر قابض ہو گئے وہاں انکی وفات کے بعد انکی اولاد  
اوس ملک پر قابض رہی ادیس کے بعد عمر پھر عبداللہ پھر علی پھر احمد پھر یعقوب  
پھر جمود ہوئے اگرچہ ان اور سیون کے ملک کا بڑا حصہ فریقہ میں خلفاء قرطبہ نے  
دبالیاتھا لیکن انھوں نے بڑے بشیر دہس لیا یہاں تک کہ خود مالک طبع ہو گئے جیسا کہ ابھی مذکور  
ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ لوگوں نے جو فرقہ مفسدین سے تھے اور انقلاب سلطنت  
میں اپنی بھلائی جانتے تھے انھوں نے ہشام مؤید کو گرفتار کر کے قرطبہ میں  
قید کر دیا اور محمد بن ہشام بن عبد الجبار ملقب ممدی کو خلیفہ گردانا اب دوسرے  
فریق مخالف نے سلیمان بن حکم کو اپنا خلیفہ گردان کر ممدی پر خرچ کیا اور ممدی  
کو شکست دیکر دار الخلافہ پر قابض ہو گئے پھر تھوڑے عرصہ میں ممدی شکر  
جمع کر کے قرطبہ آیا اور سلیمان کو شکست دی اس عرصے میں تمام اہل قرطبہ  
نے روز کے جدال قتال سے تنگ آکر بہت اجتماعی ممدی کو قتل کر کے ہشام

مؤید کو تیسری مرتبہ تخت نشین کیا اور واضح عامری وزیر اعظم ہوا تھوڑے عرصہ  
 میں وزیر اعظم کو بھی کسی سبب سے ہار ڈالا اس عرصہ میں اہل بربر نے سلیمان بن حکم  
 سے اتفاق کر کے قوطیہ کو فتح کیا اور ہشام المؤید کو پھر قید کر دیا لوگوں نے مسئلہ  
 میں سلیمان سے بیعت کی اور لقب و سکا استعین باللہ رکھا۔ بنی امیہ کی حالت  
 اس وقت نہایت خوفناک اور قابل فحس تھی مورسلو۔ بربر۔ باری باری دنگ  
 قشاہ شطرنج بناتے تھے اور پھرنی نئی چالوں سے ایک دوسرے کو کشت و مات  
 دیتے تھے جب تیسری مرتبہ ہشام کو معزول کر کے ایک کلبہ تارک بن مع  
 اہل حرم قید کر دیا اس وقت کا حال شدت جاڑے اور بھوک سے نہایت تنگ  
 تھا اور اندھیرے کی تکلیف فرید برآن کہ یکا یک ایک شخص نے اگر کو مسل کا فیصلہ  
 سنایا کہ قبلہ عالم آپ کل فلاں قلعہ میں قید کیے جائینگے اسکے اول نوید موت  
 کی سنا چکے تھے اسکے جواب میں خلیفہ نے یہی کہا کہ کچھ مضائقہ نہیں یوں ہی  
 سہی مگر خدا کے لیے کچھ کھانیکو دیجیے اور جاڑے اور روشنی کا بندوبست  
 کرو دیجیے گا سپر کیا موقوف اس قسم کی وحشت انگیز سانحے قوطیہ میں متواتر ہوتے  
 رہے ہر روز نیا انقلاب ایک تازہ آفت برپا کرتا رہا اس غل غل نصیب ہر شخص کے  
 خراج میں خود سری اور آزادی پیدا کر دی جب لوگوں نے میدان صاف پایا  
 تو لوٹ مار شروع کر دی اور بعد خانہ بربادی وزیر اعظم کے اس کے قصر عالی کو بھی  
 تاخت اور تاراج کر کے آگ لگا دی اور قوطیہ ایک وحشت ناک مسلح اور قتل گاہ بنو  
 گیا یہ گروہ یعنی سلو وغیرہ جب اپنی ہوسین پوری کر چکا تو اب بیرحم بربری  
 کی باری آئی اور ان کے پنجہ قضا میں پھنسے جذبہ جرات تھے تباہی اور بربادی

اونکے ساتھ ہوتی تھی قصر اور محل اور شان دار عمارتیں سب برباد کرتے تھے  
 اور آخروہ سب آگ کی نذر ہوتے تھے یہاں تک کہ مدینۃ الزہرہ پر بھی قبضہ کر کے  
 لوٹ لیا اور آگ لگا دی اور وہاں کے ساکنین جو بھاگ کر جامع مسجد میں جا  
 چھے تھے اون پر جھون نے مع پچے اور عورتیں اور بوڑھوں کے قتل کر دیا  
 اور خانہ خدا کا کچھ خوف دل میں نہ آیا یہ واقعہ سننے کا ہے الغرض کہ سنہ ۴۰  
 ہجری میں جہان عامری جو قوم نوادی اور اصحاب موید سے تھا ایک جماعت  
 کثیرہ اسکے ہمراہ ہوئی اور علی بن جبہ و العلوی حاکم سبائیہ کا اس کے شریک  
 ہو کر قرطبہ روانہ ہوا اور سلیمان نے مع لشکر کے مقابلہ کیا آخر شکست کھائی  
 جہان عامری نے قرطبہ پر قبضہ کیا اور ہر چند ہشام نے موید کی تلاش کی مگر  
 نہ پایا اور سلیمان کو اس جرم میں قتل کیا کہ تو نے موید کو مار ڈالا ہے حالانکہ ہشام  
 اس مجسس کی سختی سے قرطبہ سے روپوش ہو کر مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوا تھا  
 یہ حال دیکھی ایک کثیر حرم سے معلوم ہوا غرض کہ اسے موید کے مرنے کا سبب پڑھا  
 کر کے اپنی خلافت کا مستعدی ہوا اور لوگوں نے اس سے بخوشی بیعت کی اور  
 لقب سکاستوکل یا تہ رکھا اور یہ اولاد حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے تھا جبکہ اس  
 دارالعمارت کا یہ حال تھا کہ خلیفہ پر خلیفہ ہوتے تھے کبھی مجلس امراء قرطبہ حکومت  
 کرتی تھی تو صوبہ جات ملحقہ کا اسی پر قیاس کر لیجیے منصور نے جو اصولی قائم  
 کیے تھے صرف آٹھ برس کے عرصہ میں سب دنیا منیا ہو گئے حایان بنی امیہ  
 کو جب یہ حال معلوم ہوا کہ ابھی تک ہشام موید قرطبہ میں ہے اور عامری یہاں  
 سے اب خلیفہ بن میثا تو ایک شخص عبدالرحمن نامی بنی امیہ کو جو اولاد عبدالرحمن

ناصری تھا ملقب ہر تفضی کیا بخیر شکر اہل شاطیہ اور و لنشیا اور طوطہ شہ جمع ہو کر  
 جو مخالفین جمہور علوی کے تھے یہ قرطبہ پر آئے اور مقابلہ ہوا لیکن نصری نیکل رام  
 واپس ہوا۔ اور غلام کو جو کو حمام میں قتل کر کے اوکوڑی بجائی قاسم کو خلیفہ ملقب  
 بہ مامون کیا پھر اوپر خراج کیا کیجیے بن جمہور نے اور قرطبہ کے لوگوں نے اس سے  
 بیعت کی اس وقت قاسم اسبلیان میں تھا جب قاسم وہاں سے لوٹا تو کیجیے  
 بغیر لڑنے مالبا جائزہ کی طرف چلا گیا اور ہر شہر و قصبہ ہر ضلع خود مختار بن چھا  
 سرداران بربر جنوبی اضلاع پر قابض ہو گئے قوم سلو نے مشرقی صوبہ دبا  
 جو ملک بجا اوپر اون چند نو دولت یا سیمی خاندانوں نے تسلط کر لیا جو خوش متی  
 سے سلاطین قرطبہ کی الو العزمی سے ادھر ادھر جان چھپا کر بیٹھے تھے اور  
 اندلس کے نہایت مشہور شہر قرطبہ سواہل میں جمہوری سلطنت قائم ہوئی مگر قرطبہ  
 کی حکمران مجلس اہل علمی طور سے بالکل دشاہی کی مشابہ تھی خلاصہ یہ کہ نصف گیارہویں  
 صدی کے قریب بنی خاندانوں کے علیحدہ علیحدہ شہروں میں خود مختار بن بیٹھے  
 سواہل کا خاندان مالاکا میں۔ عیادنا الجرس و مالٹا میں جمہور غرناطہ میں غرنا  
 زارا گوزا میں بنی صمود طلیطلہ یعنی ٹولید و میں خاندان۔ سیطرح و ملینشیا مریشہ  
 المربا کے خاندان نہایت جلیل القدر اور مشہور تھے گوانیشین بعض مذہب علم دوست  
 شعرو منجھ کے قدردان بنے تھے اور اونکا طرز حکومت بھی نہایت مناسبتہ اور  
 منصفانہ تھا مگر بدبخت گیر اور ظالم تھے اب ہم بیان کرنے واسطے راجع کلام  
 کے اون سلاطین افریقہ کا حال بیان کرتے ہیں کہ بنکی سلطنت دیار مغرب  
 مثل مرا کہ تاخیر اور تونس وغیرہ میں تھے اور بیان آ کر قرطبہ میں اپنا قبضہ کیا

## مختصر کیفیت سلاطین مرابطین کی جنھوں نے قرطبہ پر حکومت کی

ابتداءً اونکی سنہ ۹۹۹ء سے سنہ ۱۰۴۱ء تک ہی گیارہویں صدی کے وسط میں آدمی ایک سحبی بن ابراہیم کہ حاجی تھے اور مکہ معظمہ میں اونھوں نے اکیات اور علم شریعت سیکھا تھا اور دوسرے عبداللہ بن یسین کہ مشہور معلم علم شریعت و اکیات کے تھے دونوں باہم اتفاق کر کے افریقہ کے جاہل گروہوں کو کہ وہ تان طلح کے اس پار رہتے تھے تعلیم مذہبی کے حیلے سے اپنے قابو میں کر لیا اور انکے ذریعہ سے موطر کو اطراف پر قابض ہو گئے اور اونھوں نے اپنا نام مرابطین رکھا یعنی باہم دستہ دار اور مرد جین مذہب بھی اپنے کو کہلایا۔ عبداللہ کا لقب میر مقرر ہوا بعد اوندکے ابو نامی ایک شخص اونکے قائم مقام ہوئے اور اونھوں نے صحرائے طلح کو چھوڑ کر افریقہ کے ملک فتح کرنے پر کمر باندھی اسکے بنی عم یوسف بن تاشفین نے شہر فاس کو فتح کر کے ملک موریتانیہ یعنی مراکو پر قبضہ کیا اور سنہ ۱۰۶۴ء میں شمالی اور وسط افریقہ کے لوگوں نے اونکی حکومت قبول کی۔ اس سے بین سپانیہ کے اسلامی سلاطین نے جنکو عیسائی الفانسونے تنگ کر رکھا تھا یوسف تاشفین کو اپنی مدد کے لیے طلب کیا یہ سنہ ۱۰۶۴ء میں حسب اطلب انبار سپانیہ کو عبور کر کے قریب بادہ کے ایک مقام پر جسکو زلاگا کہتے ہیں ماہ اکتوبر سنہ صدر میں نصارا کی فوج کو فاش دی اسکے بعد اور اکثر فتوحات اسے نصیب ہوئیں اور تھوڑے عرصہ میں بڑے شہر اور تدبیر مالک اسلامی سپانیہ پر اپنا اقتدار اور اختیار جا کر کل سلاطین اسلامیہ کو اپنا مطیع اور تابع دار کر کے مراکو آگیا جسکا مذکور پہلے درج کتاب ہو چکا ہے القصہ یوسف سنہ ۱۰۶۴ء میں مراکو میں مراو اسکے بعد اسکا بیٹا علی قائم مقام ہوا علی نے

سنہ ۱۱۰۰ میں پھر قطلانی یعنی کشائلی فوج کو جبکا بادشاہ الفانوز تھا قریب کے شکست دی۔ اور بعد میں الفانوز کے اوسکے بیٹے نابلیغ ڈان سانچو نے اٹلی قبول کی پھر سنہ ۱۱۰۰ میں شہر سرگوشیہ بسب غلبہ نصاریٰ کے مسلمانوں کے قبضہ نکل گیا۔ اور اب مالکشاہی اسپانیہ اہل سلام کی عملداری ہمیشہ کے لیے جاتی رہی اس لیے کہ علی بن یوسف تاشفین سنہ ۱۱۰۰ میں قضا کر گئے اور انکے بیٹے تاشفین بن علی بنیب یورش فرقہ مہدویہ جو دار السلطنت مراکو پر حملہ آور ہوئے تھے مصروف رہے اور ملک اسپانیہ پر بالکل توجہ نہ کی یہاں تک کہ فرنگستان کے عیسائی اکثر ملک اسپانیہ پر قابض ہو گئے اور اسی محاصرہ ۱۱۰۰ میں تاشفین بن علی نے انتقال کیا اوسکے بعد ابواسحاق بن تاشفین کل ایک برس حکومت چرا نام کر کے سنہ ۱۱۰۰ مطابق ۱۱۰۰ ہجری میں مہدویوں کے ہاتھ سے قتل ہوا اور انکے ملک پر مہدوی قابض ہو گئے یہ آخر بادشاہ مرابطین کے تھے جنکی حکومت سنہ ۱۱۰۰ لیکر ۱۱۰۰ تک ہی۔

### کیفیت مہدویہ کی مختصر یون ہی

نام ابنا محمد بن عبداللہ اور بعض مورخ نے محمد ابن نورث لکھا ہے حضرت امام حسن علیہ السلام کی اولاد تھے اطراف سوس میں عشرہ کو دن ۱۱۰۰ میں پیدا ہوئے کم عمری میں بغرض طالب علمی قریبہ آئے اور مصر کی سیر کی علوم دینی کثرت لیتے اور مدینہ منورہ میں حاصل کیے وہاں سے بغداد پہنچے تین برس امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے اور قرشی اور طوسی سے بھی علم حاصل کیا اور موخرین مغرب نے لکھا ہے کہ جن دنوں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ نظا



بغداد میں درس دیتے تھے اونھوں نے ایک نو عمر طالب علم کو خلافت وراج  
 ایک سوتی ٹوپی پہنے ہوئے دیکھا۔ پوچھا تم کون ہو اور کس ملک کے رہنے والے  
 ہو اونھوں نے کہا کہ میں ارض مغرب شہر سوس کا ہوں پھر امام صاحب نے  
 دریافت کیا کہ تم قرطبہ مدرسہ میں بھی رہے ہو جو دنیا میں تمام مدارس سے افضل  
 خیال کیا جاتا ہے۔ عرض کیا جی ہاں اس کے بعد قرطبہ کے علماء کے نام دریافت  
 کیے اونھوں نے بالتفصیل بیان کیے پھر فرمایا کہ تم میری کتاب احیاء العلوم بھی  
 دیکھی کہ جی ہاں پھر فرمایا کہ اسکی نسبت علماء قرطبہ کے کیا خیالات ہیں طالب علم  
 نے سر جھکا لیا جب امام نے صراحت کیا تو جوان نے کہا کہ اگرچہ اس امر کا اظہار کرنا  
 گستاخی ہے مگر بحکم الامر فوق الادب عرض کرتا ہوں کہ علمائے قرطبہ نے آپ کی  
 کتاب پر کفر و الحاد کا فتویٰ لگایا ہے اور اس کتاب کو چھڑ کر جلا دیا۔ اور  
 سبھوں نے ملکر بادشاہ علی بن یوسف تاشیفین کو اطلاع دی کہ یہاں احیاء العلوم  
 بکثرت پھیلتی جاتی ہے اس سے مسلمانوں کے عقائد کے بگڑ جانیکا اندیشہ ہے جسکا  
 یہ نتیجہ ہوا کہ بموجب حکم بادشاہ کے علاوہ قرطبہ کے مراکش میں نہ فاش قیردان۔  
 اور مغرب کے تمام شہروں میں احیاء العلوم جلا دی گئی۔ نو جوان کا یہ بیان  
 سنتے ہی امام کا چہرہ تغیر ہو گیا اور حالت جذب بن ہاتھ اپنے آسمان کی طرف  
 اٹھا کر یہ بد دعا کی کہ بار الہی جس طرح بادشاہ نے میری کتاب کو ٹکڑے ٹکڑی  
 کر کے برباد کیا اسی طرح اسکی سلطنت کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے تباہ کر جو کچھ  
 اوسی وراثت میں ملا ہے سب جھین لے عین اتنا، بد دعائیں نو جوان  
 نے کہا کہ یا حضرت اتنا اور اضافہ فرما دیجیے کہ اسکی تکمیل میرے ہاتھ سے ہو



حضرت نے فرمایا کہ یا خدا و خدا کی تکمیل اسی شخص کے ہاتھ سے ہو طلبہ نے  
 آمین کہی یہ نوجوان طالب علم نہایت متقی اور پرمیزگار تھا اگر کسی کو خلاف شرع  
 دیکھتا تو اس کو فی الفور تنبیہ کرتا آزادی اور سکے فراخ میں کوٹ کوٹ کر بھری  
 تھی۔ اجراء احکام شرعی میں نہ کسی بادشاہ کا کھٹکا تھا نہ عوام کا ڈر نہ مغلطہ  
 سے اسی آزادی اور خود سری کی بدولت مصر پہنچا وہاں بھی اسی طور کی  
 صورتیں پیش آئیں آخر حیرا و قہر وہاں سے بھی شہر بدر ہوا پڑا سفر میں بخیر ایک  
 چٹری اور چھوٹے سے مشکیزہ کے اور کوئی چیز اس کے پاس تھی پھر مصر سے  
 اسکندریہ گیا اور وہاں نے جہاز میں سوار ہو کر شہر عجمی میں مدیہ داخل ہوا  
 جہاز میں اسکی شیریں بیانی اور فصاحت و پذیرنے اہل جہاز کو نہایت تاثیر بخشی  
 کہ اہل جہاز پابند صوم و صلوة ہو گئے اور کوئی ایسا نہ تھا کہ تلاوت قرآن میں غلطی  
 کرتا مدیہ میں ابن دنون یحییٰ بن تیم بن مغرکی حکومت تھی اسنے جا کر مسجد میں  
 قیام کیا راہ گزرنے والوں کو دیکھا کرتا۔ جہان کی کو خلاف شرع دیکھتا دست  
 بگریبان ہو جاتا دو ہی تین دن میں بہت سی ڈھولکین بھاڑ ڈالیں طبلے  
 پاش پاش کیے قزما اور تبنورے چھین کر زمین پر دے مارے شرابوں کے  
 خم چکنا چور کر دیے غرض کہ سارے شہر میں ایک آفت مچادی اس باعث ہی  
 اسکی تمام شہر میں شہرت ہو گئی ہزاروں معتقد ہو گئے طلبہ نے اگر کچھ متفاد  
 حاصل کیا جب اسکو یہ حال معلوم ہوا بہت اعزاز سے بلوایا نہایت قدر  
 و منزلت کی اپنی حسن عقیدت ظاہر کر کے رخصت کیا یہ چند روز کے بعد  
 مدیہ چھوڑ کر لجائی پہنچا وہاں بھی اسکا یہ حال ہا کہ ایک دن حسب اتفاق

اسکا گذرا ایک یہ بین ہوا کہ اسکا نام پلاہ تھا وہاں اسنے ایک نو عمر لڑکے کو  
 دیکھا کمال محبت سے اسکا نام پوچھا اسنے کہا میرا نام عبدالمومن ہے نام  
 سننے ہی اب اسے دولت سلطنت ملنے کا یقین ہو گیا اس لیے کہ جس طرح  
 اسکو دینی فضائل کے حاصل کرنیکا شوق تھا اسی طرح دنیوی حکومت کا بھی  
 مادہ تھا اسکو آیام طالب علمی میں ایک کتاب علم جفر کی مل گئی تھی اسکو ذریعہ  
 سے اسکو معلوم ہوا تھا کہ ایک شخص نسل بنی فاطمہ سے پیدا ہو گا جو لوگوں  
 کو خدا کی طرف بلائیگا اور اسکا دار الخلافت وہ مقام قرار پائیگا جسکے نام میں  
 ت۔ سی۔ م۔ ل۔ ن۔ ہوں گے اور ایک شخص کی جو جو کونام میں ع۔ ب۔ ی۔ و۔ م۔  
 و۔ ن۔ ہوں گے وہ اپنی اغراض میں کامیابی حاصل کرے گا ہمیشہ یہ اوستی شخص  
 کا تلاشی ہر جگہ رہتا تھا یہ وہی عبدالمومن ہے پوچھا آپ کا مکان کہاں ہے  
 کہا کہ نیا میں۔ کہا ارادہ کیا ہے کہا ارض مشرق کو جاتا ہوں۔ کہا کیوں  
 کہا علم کے شوق میں۔ محمد بن عبداللہ نے کہا کہ علم و فضل و دولت و ثروت  
 سب تمکو خدا نے دی ہے آؤ میرے ساتھ۔ اور اسکو تمام امور سے واقف کر دیا  
 اور یقین دلایا کہ تھوڑے عرصے میں تو بہت بڑا شہنشاہ ہو نیوالا ہے جسکے  
 عبدالمومن اسکے ساتھ ہو گیا اسکے بعد عبداللہ شہر اسی جو بڑا فقیہ اور حجة  
 قرآن اور محدث تھا اور فصاحت اور بلاغت میں کوئی اسکا ہم پلہ نہ تھا  
 اسکا شریک سفر و حضر ہوا ان تینوں نے ملکر کارروائی شروع کی۔ شہر اسی  
 بالکل گونگنا بنا دیا کہ موقع پر اپنے علم و فضل و فصاحت اور بلاغت کو بطور  
 معجزے کے ظاہر کرے اور اسنے اس بات کی کوشش کر کے بہت سے میرے

خوش وضع تنومند شکیل جن جن کو فراہم کیے اس مختصر جماعت کے ساتھ  
 نجائی سے نکل کر شہر اکش میں پہونچا شہر کے باہر ایک یران مسجد میں اوترا  
 اور پندرہ وعظ شروع کیا اور خلاف شرع امور پر حکام کو لعن طعن کرنے لگا  
 بادشاہ وقت ابو حسن علی بن تاشین نہایت نیک نفس تھا ایک دن کا مذکور  
 ہو کہ محمد بن عبداللہ نے ایسی حرکت کی کہ تمام شہر میں ہلڑ پڑ گیا اوس یام بن  
 یہ وہم تھی کہ شاہزادیاں بسبب صحبت نصار اسپین کم پردہ کرتی تھیں اسی بنا  
 پر ابو حسن کی بہن گھوڑے پر سوار ٹرک سے گزری اسکو دیکھ کر کب برداشت ہوئی  
 تھی کہ خلاف شرع بات کو گوارا کرے۔ اپنے مریدوں کو لیکر عورتوں کے  
 غول پر چھپٹ پڑا اور اکثر لونڈیوں کو مار پیٹ کر زحمتی کر دیا اور شہزادی کے  
 گھوڑے کو بھی ایک نڈا مارا کہ وہ گھوڑے سے گر پڑی پھر شہزادی کو مارتا جاتا تھا  
 اور کتا جاتا تھا کہ مسلمان عورتیں اور یون بے پردہ سیر کریں۔ استغفر اللہ  
 غرض کہ یہ تو مار پیٹ کر چل دیا اور شہزادی کو لوگ اڈٹھا کر محل سرا میں لے گئے  
 یہ خبر سارے شہر میں پھیل گئی اور لوگوں کو اس جرات اور دلیری پر نہایت تعجب  
 گذرا اس واقعہ کے بعد جمعہ کے دن جامع مسجد میں پہونچا اور خاص اس جگہ پر  
 ہوا جان بادشاہ نماز پڑھا کرتا تھا لوگوں نے منع کیا تو اسنے اوکی طرف  
 گھور کر دیکھا اور سنجیدگی کے لہجہ میں کہا کہ المساجد للہ یعنی مسجد میں صرف اللہ  
 ہی کی ہیں اور اسے تردید منہیات میں ایک پر جوش تقریر شروع کی تقریر  
 ہو ہی رہی تھی کہ بادشاہ آگیا لوگ آداب بجالائے اور یہ وہیں بادشاہ کی  
 طرف سے منہ پھیر کر بیٹھا رہا بادشاہ نہایت سلیم الطبع تھا اسنے دوسری جگہ

کھڑے ہو کر نماز پڑھ لی جب نماز سے فارغ ہوئے تو محمد بن عبداللہ نے کھڑے  
 ہو کر پہلے سلام علیک کی پھر کہنے لگا کہ ای بادشاہ رعیت پر جو ظلم ہوتے ہیں  
 اور انکی خبر لے خدا کے یہاں تجھے جواب دینا ہو گا یہ کہہ کر نہ چھوٹ سکیگا کہ مجھے  
 خبر نہ تھی بادشاہ سمجھا کہ یہ کوئی عالم اہل غرض ہے جاتے وقت کہہ گیا کہ اس سے  
 دریافت کرو جو کچھ اسکی غرض ہوگی پوری کر دیجو وگلی اسنے جوابا بادشاہ کے  
 پاس کھلا بیجا کہ میری کوئی غرض دنیوی نہیں فقط مسلمانوں کی بھلائی چاہتا  
 ہوں اس واقعہ کے بعد بادشاہ کو اسکے حالات تشدد اور ہن کے زخمی ہونیکا  
 اور سلطان کی مخالفت کا حال معلوم ہوا اسنے علما کو بلا کر حکم صادر دیا۔ او  
 حسب الحکم محمد بن عبداللہ دربار شاہی میں حاضر ہوا قاضی بن محمد رشید نے تقریر  
 کی کہ تم ایسے بادشاہ کو جو نیک نفس بنیہر گارے برا بھلا کہتے پھرتے ہو اس کے  
 جواب میں محمد بن عبداللہ نے نہایت جرات اور فصاحت سے کہا یہ جواب  
 پوچھتے ہیں کہ بادشاہ کے خلاف شان کلمات میںے کہے یا نہیں۔ ہاں کہے  
 اور بیشک کہے باقی رہا بادشاہ کا منصف پر ہنیر گار خدا ترس ہونا اسی قدر کافی  
 ہے کہ اونے تمھاری باتوں پر اعتبار کر لیا جو تم سب کہتے ہو اسکو سوچ جانتا  
 خدا کے یہاں وہی جواب دہ ہو گا نہ کہ تم قاضی صاحب کیا آپ نے نہیں سنا  
 کہ مسلمانوں کی آبادی میں سورماے مارے پھرتے ہیں شراب علانیہ پک  
 رہی ہے یتیموں کا مال سھم اس تقریر نے اس قدر اثر کیا کہ بادشاہ نے آب دیدہ  
 ہو کر مذمت سے سر جھکا لیا اور دلیں کہا کہ بیشک یہ سچ کہتا ہے تمام فقہا  
 نے عرض کیا کہ اسکی باتوں سے بڑے بغاوت آتی ہو اور اس بات پر علامہ بن

وہ ہے جو مصباح خاص تھا زور دیا اور کہا کہ اگر اس کا قتل خلافت مصلحت ہے  
 تو حراست میں رکھا جائے مگر ایک وزیر نے کہا کہ یہ لوگ خود روٹیوں کو محتاج ہیں  
 بین سلطنت کو کیا نقصان پہونچا سکتے ہیں انکی سزا یہ ہے کہ خارج البلد کر دیں  
 جہا میں غرغملک بادشاہ نے طوعاً و کرہاً اس بات کو منظور کر کے شہر مراکش کو نکال دیا  
 یہ وہاں سے بھٹکر ایک چھوٹے سے شہر العجات میں پہونچے وہاں عبدالحق بن  
 ابراہیم نے انکو صلاح دی کہ شہر العجات میں آزاد سی سے رہ کر اوسکی مخالفت نہ  
 کر سکو گے تمکو مناسب ہے کہ کوہستانی قصبہ میں جو پہاڑوں کے اندر واقع ہے وہاں  
 قیام کرو اوس گاؤں کا نام تین مل ہے محمد اوسکا نام سنتے ہی مارے خوشی  
 کے اوجھل پڑا جب تین مل میں پہونچا تو اہل قصبہ نے نہایت تعظیم و تکریم سے  
 ادتارا اور سکونت کے لیے اپنے مکان خالی کر دیے یہاں وہ اکثر بادشاہ  
 کے خلاف وعظ کیا کرتا تھا اسکی شہرت علم و فضل تہد و تقویٰ کی لوگ سن سن  
 کر دور سے آتے اور اوسکی شرف بیعت سے مشرف ہو کر ایک اوسکا یہ بھی حصول تھا  
 کہ توانا اور سندرت اور نو جوان اور مالدار کو زیادہ اپنے حلقہ ارادت میں لیتا  
 ایک دن اتفاقاً اوسکے حستے کرہ لوگوں نے کہا کہ ہر سال خراج وصول کر نیکیو بادشاہی  
 غلام رومی افرنجی بیان آتے ہیں اور وہ آتے ہی ہمیں گھروں کا لکڑی جاری  
 عورتوں کو بیعت کرتے ہیں اور یہ جو آپ بھروسے اور زبردنگ کے ٹوکے  
 دیکھتے ہیں یہ سب دغین کی نسل ہے محمد نے نہایت طیش سے کہا کہ واللہ اس  
 زندگی سے تو موت اچھی ہے پھر پوچھا کہ اگر اس روہ میں کوئی تمہاری درسی  
 کرنا چاہے تو تم ادکا ساتھ دو گے اوسخون نے کہا کہ ساتھ دینا کیسا ہم

جان بشار کرنے کو موجود ہو جاوینگے بموجب اسکے حکم کے جبہ غلام مہمزل کے  
 موافق بیان آئے تو اون سب کو گھر گھر شہر اہلین پلا کر دست کر دیا اور محمد  
 بن عبداللہ کو خبر دی اوسنے فوراً حکم قتل عام کا دیدیا اور ان واحد میں سب کو  
 مار ڈالا صرف ایک غلام نے بچ کر دربار شاہی میں حال واقع کی اطلاع دی  
 اور کہا کہ محمد بن عبداللہ کی سازش سے یہ قتل وقوع میں آیا ہے بادشاہ کو  
 شک نہایت فکر پیدا ہوئی اور اپنی نا تجربہ کاری اور مالک بن وہب کی سرکشی  
 کے خلاف کرنے سے نہایت نادم ہوا اور فی الفور دس ہزار سوار اور دس ہزار  
 روانہ کیے محمد عبداللہ نے مال کار سمجھ کر پہلے ہی سے یہ تجویز کر رکھی تھی کہ بہاروں  
 کی گناہیوں پر دونوں طرف لوگوں کو بٹھا دیا تھا جسے ہی بادشاہ کی فوج  
 آئی بہاروں کی چوٹیوں پر سے پتھر مارنا شروع کر دیا اس حکمت سے دس ہزار  
 فوج پتھروں کے نیچے کچل کچل کر تباہ ہو گئی یا قیامندہ نے بادشاہ کو اطلاع دیا  
 آخر یہ تجویز پٹھری کہ اسے تین مل والوں سے کچھ مزاحمت نیکجاوے کہا تک  
 بغاوت کرینگے تھوڑے عرصے کے بعد حیب اسکو بادشاہ کی یورش سے  
 اطمینان کامل ہو گیا تو اسکو یہ سوچھی کہ اس سے کھل کر بادشاہی شہروں پر  
 حملہ آور ہوں ایک دن اوسنے تمام لوگوں کو بلا بھیجا جب سب جمع ہو گئے تو محمد  
 بن عبداللہ کے اشارے سے وہی گونگا شرابی ممبر پر جا کر کھڑا ہوا اور سب کی طرف  
 مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اے مسلمانوں آج تک میں گونگا تھا احمد فخر کہ رات کو ایک  
 فرشتہ نے اگر میرا سینہ شق کر کے دل میں ایمان اور علم کو بھر دیا کل تک میں  
 ایک جاہل گونگا تھا آج خدا کی عنایت سے ایک زبردست عالم حافظ

قرآن شریف اور موطا امام مالک ہوں اس صحیح تقریر اور اطہار کرامات  
 نے صدق دل سے سبکو معتقد بنا دیا پھر محمد نے کہا کہ الحمد للہ خدا نے آپ کو  
 ہمارے لیے ہادی پنجاب پہنچانے پوچھا کہ میرے بارے میں آپ کیا فرماتے  
 ہیں اس نے کہا کہ تم مہدی قائم بامر اللہ ہو جو کوئی تمہاری پیروی کرے وہ ناجی ہے  
 اور جو تمہاری مخالفت کرے وہ ناری ہے اس جملہ نے اور بھی اعتقاد لوگوں کا  
 بڑھا دیا اور جو کچھ لوگوں کو فی الجملہ شبہات تھے وہ بھی دور ہو گئے اب  
 محمد بن عبداللہ نے لڑائی شروع کر دی اور دس ہزار کوشانیوں کی فوج عبداللہ  
 اور عبداللہ کے ہمراہ کر کے مراکش روانہ کی لڑائی میں فوج کو شکست فاش ہوئی  
 اور عبداللہ مراکش کی دیواروں کے نیچے مارا گیا اور عبداللہ مومن مع جندرقا کے  
 یقین تل کی طرف بھاگا یہاں پہنچا بھی نہ تھا کہ محمد بن عبداللہ کے قہنہ کر نیکی  
 خبر سن لی محمد کو مرنے سے پہلے اس شکست کی خبر ہو گئی تھی اس نے قبل مرنے کے  
 موجودہ لوگوں کو بلا کر کہا کہ اب میں رخصت ہوتا ہوں میرا یہ پیغام عبداللہ مومن  
 سے کہدینا کہ میرے بعد دین کی تقویت کے لیے تھکے خدا نے میرا جانشین بنایا اور  
 اسکی اطاعت تمہر فرض ہے اور لڑائی میں شکست کا کچھ مضائقہ نہیں مگر خدا کی رضا  
 یہی ہے کہ آخر عبداللہ مومن ہی کا میاں ہو گا عبداللہ مومن کو اس کے مرنے سے بڑا  
 صدمہ ہوا مگر اسکی وصیت پوری کرنے پر آمادہ رہا اور اسکی نصیحت کا  
 یہ نتیجہ ہوا کہ چند ہی روز میں سرزمین مغرب میں عبداللہ مومن سے بڑا کوئی شاہ  
 نہ تھا محمد بن عبداللہ نے ۳۸ھ ہجری میں انتقال کیا اس کے مرنے کے بعد عبداللہ مومن  
 خلیفہ مہدی نے ۳۸ھ میں ایک بڑے لشکر کے ساتھ مرا بطین سے لڑائی



کی اور بعد فتوحات متواتر کے ۲۵ سالہ عین - مراکو - اور فاس وغیرہ مدویہ  
 کے قبضہ میں آگئے اور بلا شرکت غیرے کل افریقہ پر قابض اور تصرف ہو گیا  
 مقوڑے عرصے کے بعد اسپانیہ کی فتح کا بھی خیال ہوا کہ اسکو بھی ملحق ممالک  
 افریقہ کریں اسی تہیہ میں تھا کہ ۶۳ سالہ مطابق ۵۵۰ ہجری میں قضا کی  
 اس کے بعد اس کے بیٹے ابو یعقوب یوسف نے ۷۰ سالہ عین انبار اسپانیہ کو  
 عبور کر کے مقام سویلی میں ایک جامع مسجد بنوائی کہ وہ باغی گنبد فاطمیتی  
 مشہور ہے اور ۳۰ سال عین الفانوس ہشتم بادشاہ تطلان پر فتح پائی اور  
 سائر ملک تاخت و تاراج کر کے اور خندق قلعوں پر قبضہ کر کے افریقہ میں آیا پھر  
 ۸۰ سالہ عین دریا شور کو عبور کر کے سائر ممالک کے قریب ملک پر تھال کے متو  
 میں زخمی ہوا اور انہیں زخموں کے سبب وہیں انتقال کیا اس کے بعد  
 ابو یوسف یعقوب دسکا بیٹا جسکا لقب منصور تھا اسکا قائم مقام ہوا - وہ  
 الجزائر پر دریائی راہ سے اتر آیا اور تطلان کے بادشاہ الفانوس میدان الارک  
 میں بڑی لڑائی ہوئی جس میں الفانوس کی فوج کو شکست ہوئی بعد اس کے ابو یوسف  
 نے وہاں سے کوچ کر کے ٹولید و کا کہ دار الحکومت اون ممالک کا تھا محاصرہ کیا  
 اگرچہ ابو یوسف باوجود کوشش و جنگ کے اس شہر کو مسخر نہ کر سکا لیکن اس کے  
 اطراف کے بڑے بڑے شہروں پرشل میڈرڈ - اور گواڈالاگز اس کے قبضہ میں  
 آگئے یہ ابو یوسف ماہ اگست ۹۹ سال عین قضا کر گیا اس کے بعد بڑے ہو  
 اور لاین اور شجاع اور بڑی خوبی کے دو بادشاہ ہوئے ایک محمد بن عبداللہ  
 ملقب الفاضل دین الفخری آخر سلاطین مدویہ سے ہیں کہ تخت گاہ اور ممالک

اسپانیہ پر قابض ہوئے بحر و تحت الشیخی کے قصد کیا کہ ہالک اسپانیہ جکا پر حصہ  
 عیسائیوں نے لڑگئے اور اسکے مورثوں سے لیا تھا پھر اپنے قبضہ میں لاوے۔  
 اور اسی قصد سے مشہور ہوئی کہ کئی لاکھ آدمی اونے فراہم کیے۔ اور وہ افریقہ سے  
 سلاطین میں روانہ ہوا اور آبنائے اسپانیہ سے عبور کر کے اس قلعہ جبال کے  
 سلسلہ پر لشکر گاہ کیا جسے قطلان جدید کو کسٹیل ایل بس سے بااکیا دیوان  
 عیسا یون کی طرف سے یہ سامان ہوا کہ پوپ نے جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نشان  
 سمجھا جاتا ہے اور جکا نام انوسنت سوم تھا عیسائی جو اویکا زرد سدا و غلط کیا  
 جس سے سلاطین متفقہ کے لشکر تمام فرنگستان اور دیگر ممالک سے فراہم ہونے  
 لاکھوں سے تعداد و کئی بڑھ گئی سخت گھمسان کی اورانی ہوئی لیکن آخر کو فوج حویر  
 کو شکست ہو کر پورب زوال سلطنت المیرہ کا ہوا۔ اور محمد بن عبد اللہ  
 میں سلاطین قضا کر گیا یوسف دوم سنی ابو یعقوب محمد بن عبد اللہ کا بیٹا  
 گیارہ برس کی عمر میں باپ کو قائم مقام ہوا اسکی سلطنت میں برابر فتور و فساد  
 رہا اور ماہ خوری سلاطین عین قضا کر گیا اور اپنی کوئی وارث بھی نہ پھوڑا۔  
 دوسرا ابو الملک عبدالواحد اسکا قائم مقام ہوا چند عینے کے بعد ابو محمد  
 لقب بہ العادل کے ہاتھ سے قتل ہوا جسے خود دعویٰ سلطنت کیا مگر  
 بھی ماویا کو بڑا سلاطین عین مقتول ہوا پھر ابو علی لقبہ المامون اسکا قائم مقام  
 ہوا یہ برگشتہ بخت تھا افریقہ میں اسکے اقارب میں سے تیکھے نامی ایک شخص  
 بر سر خنک تھا اور اسپانیہ میں ابن ہود نامی ایک چھوٹا سردار مخالفت کا  
 ہوا جسے اپنے کو سلطنت اسلامیہ اسپانیہ کا بادشاہ قرار دیا اور اس مملکت

کو مدویہ سے نکال لیا الغرض المامون <sup>۳۲</sup>سلسلے میں قضا کر گیا مگر قائم مقام  
 المامون نے بیکار کوشش کی کہ اسپانیہ میں اپنا اقتدار پیدا کرے۔ اور  
 اوں ممالک سے دست بردار ہونے پر مجبور ہوا اور سلطنت اسلامیہ اسپانیہ  
 تین شخصوں پر کہ مخالفین سے تھے تقسیم ہو گئی جمعیت بن زین نامی ایک شخص  
 وانشیا اور اسکے حوالی پر قابض ہو گیا۔ ابن ہود کے آراکان آردکان  
 اور کچھ اندلس کے لوگوں نے اطاعت کی محمد بن الامیر ملک چین اور کچھ حصہ  
 غرناطہ یعنی گرناڈا پر ظالمانہ حکومت کرتا رہا۔ اور یہ تینوں بھی باہم ایک  
 دوسرے سے لڑتے رہے اور وہ تینوں عیسائی بادشاہ فرنگ سے مغلوب ہو  
 کسی میں طاقت ان کے مقابلے کی نہ تھی۔ قرطیہ کو کہ مقتبر اور نامور دارالخلافہ  
 سلطنت اسلامیہ اسپانیہ کا تھا ماہ جون <sup>۳۳</sup>سلسلے میں عیسائیوں نے لیلیا وانشیا ماہ <sup>۳۴</sup>میں  
 میں اہل اسلام کو ہاتھ نہ لگایا دینیا <sup>۳۵</sup>سلسلے میں مسلمانوں نے ملک لیلیا <sup>۳۶</sup>سلسلے میں  
 سے قلعے و دونوں کنار و دریا گواڈل کو بہر کو مسخر ہوئے جو چین لیکو ہر سویلی کو دریا  
 تک تھو ایک شاہ غرناطہ کا برائی نام اہل اسلام کا محمد بن الامیر اتنی ٹبری می سلطنت  
 اسپانیہ میں گیا جسے اطاعت فر دینا <sup>۳۷</sup>سوم کی قبول کی اور فر دینا <sup>۳۸</sup>نامی سویلی کو

### خلاصہ احوال سید یعنی سید و

مجلد اول طوائف الملوکی کے جو ملک اندلس میں بعد خرابی خلافت خلفاء  
 بنی امیہ کے واقع ہوئی ایک سچی بڑا نامی گرامی مشہور تھا جس کے قصے الوالغری  
 کے اسپین میں زبان زد خلایق تھے وہ کون سید و یعنی سید کہ جس کا ذکر خالی از  
 لطف نہیں واسطے ملاحظہ ناظرین کے تحریر کیا جاتا ہے۔

جبکہ طوائف المنلو کی کا بازار اندلس میں گرم تھا تو اسی ایام میں فروغی یوں  
 نے نیون اوکسٹائل کو فتح کر کے اول شہریال درگارتیہ کو اسے ملحق کر دیا۔ اور پھر  
 زاریگو۔ وسمکو کو ام واقعہ پر تھال کو فتح کر کے شامل کر دیا لیکن کئی وقت تمام  
 کو تین بیٹے اور دو بیٹوں کو تقسیم کرنے میں سخت غلطی کھائی جسکی وجہ سے اس  
 علاقہ میں عرصہ دراز تک خانہ جنگیاں ہوتی رہیں آخر الفانسو پنجم نے اس کو بھر  
 بہوے شیرازہ کو پھر ایک جامع کیا اور اس وقت سے آج تک مسیحی روز بروز ترقی  
 کرتے رہے اسی وقت میں یعنی الفانسو کے عہد میں سیڈ دینی سید مذکور  
 قومی نامور گذرا ہے جسکا اصلی نام راڈری گوڈیا ز آف دیوار تھا  
 اور جسکو مورخ سیڈ الموائض سے موسوم کرتے ہیں۔ مورخون  
 میں اختلاف ہے بعض اسکو نہایت متصف باد صاف حمیدہ کہتے ہیں اور  
 بعض لکھتے ہیں کہ یہ کوئی نامور بہادر نہ تھا بلکہ ایک روغلباز سفاک تھا اور مورخ  
 اسکی محض بھاٹوں کی جو دست طبع ہے اصل یہ ہے کہ وہ بیکل عیوب کے بہر  
 نہ تھا بلکہ بعض اوقات خطائیں بھی اس سے بقضائے بشریت سرزد ہوتی  
 تھیں مگر وہ ایک مضبوط بہادر اور جوانمردی جاہ و جلال تھا جس طرح عیسائیوں  
 کی طرف سے مسلمانوں سے لڑتا اسی طرح مسلمانوں کی طرف سے عیسائیوں سے  
 مسجد ہو پا کر جاؤ اسکو کسی شے کہ تباہ کرنے میں دریغ نہ تھا بشرطیکہ اسے  
 مال غنیمت ہاتھ آتا تھلہ عزمین میں برکی عمر میں اسے نمود حاصل کی۔  
 ہسپا اور نادار کی لڑائی میں ایک مورخ شجاع کو مارکر الموائض کا خطاب حاصل کیا  
 اور تھوڑے عرصے میں انھوں کسٹائل کا سپہ سالار ہو گیا اسی اثنائیں

شاہ نادار مینی سانکو کے ساتھ ہو کر اوسکے بھائی الفانسو شاہ لیون کو مقلوب  
اور مقید کر لیا آخر سانکو دیلی بوڈ کے ہاتھ سے زامورہ کی فضیل کے نیچے  
قتل ہوا اور پھر الفانسو جسکو شید نے بعد قید کے جلا وطن کیا تھا تخت نشین  
ہوا الفانسو نے پہلے اسکی نہایت خاطر کی بلکہ اپنی چپازادہ بن کی بیٹی سے  
شادی بھی کر دی مگر بعد کو ماسدون کے بھکانے سے اور گھشتہ جلا وطنی  
کے شدید یاد آنے سے سید کا مخالفت ہو گیا اور آخر کو یہ حکم دیدیا کہ سید نوڈ  
کے عرصہ میں شہر بدر ہو جائے ورنہ سترائے موت کا سزاوار ہو گا سید ساٹھ  
آدھیوں کے ساتھ پہلے برگوز گیا جب وہاں جگہ بنین پانی تو بوسا دہ گیا اب  
وہاں اوسکی مدت کے تین دن باقی رہ گئے تھے چھ دن گزر گئے تھے۔  
اسکے بعد شید نے الفانسو کی حد سے کلک شاہ زار اگوز اسلامان کی ملامت  
اختیار کی اور اوسکی طرف سے اراگون علاقہ الفانسو پر حملے کے پیشتر  
ریاست کوتہ و بالا گیا پھر اوسنے کوئیٹ بارسلونا کو شکست فاش دیکر شاہ زار  
گوزہ کا حلقہ گبوش بنایا اور اوسکی طرف سے ولینشیا کا محاط مقرر ہوا۔  
اور یہ شرط ٹھہری کہ قلعہ جات ملحق کو طبع رکھے اور جو کچھ خرارج دیتے چلے  
آئے ہین وہ شاہ بھی کو بھی دین اور ولینشیا میں سکونت اختیار کرے اور  
لوٹ مار سب اسکی اور عہد نامہ جانبین سے تحریر ہوا اسلئے ولینشیا کے اس  
اعلیٰ منصب کے شکنجے ہی قرب وجوار کی ریاستوں پر انار شروع کر دی  
جدھر گیا مظفر و منصور جس طرف رخ کیا فتح و نصرت ہر کاب پھر شہنشاہ  
مین الفانسو نے ازراہ مگر سید کو عفو و جرم گزشتہ کر کے واپس بلالیا۔ اور

حکم دیا کہ قلعہ جات مقبوضات سابقہ ملنگے اور آئندہ سید کے فتوحات  
خود بادشاہ کے فتوحات خیال کیے جائینگے۔ گویا اسکو شہزادہ خود مختار تسلیم  
کیا جسوقت کہ سید شمالی علاقہ جات کے تخت تاراج میں مصروف تھا۔  
الفانوس نے فرصت عنیت جانکر ولینشیا پر قبضہ کر لیا جب سید نے سنا تو  
الفانوس کے علاقہ جات کو تباہ اور برباد اور خاک سیاہ کرتا ہوا ولینشیا  
میں آیا۔ نو شہر نیاہ بند تھا مگر نو مہینے تک محاصرہ کر کے ولینشیا فتح کر لیا  
بعد فتح کے اسنے اکثر کو آگ سے جلادیا اور کوئی دقیقہ لوٹ مار کا باقی نہ رکھا  
اور ولینشیا کا خود مختار بادشاہ بنکر ریاستہا سے قرب و جوار سے زر و کثیر بطور  
خراج سالانہ مقرر کیا۔ چنانچہ خاص ولینشیا سے ایک لاکھ مئیل ہزار اشرفیاں  
والی البراسن سے دس ہزار۔ اور ولید الیوٹ سے دس ہزار اور حاکم  
لموڈلوس سے چھ ہزار لیتا تھا اور اسے نہایت دیکھی سے سینٹ پٹروس و جہان  
پہلے اپنے اہل و عیال چھوڑا گیا تھا بلو لیسے اب اسکو غور کرنے لیا۔ اکثر یہ کہا  
کرتا تھا کہ ایک راڈرک نے سلطنت مسلمانوں کو دوسری دوسرے لیکاسی عرصہ  
میں یوسف تاشفین نے ولینشیا کو آگیر۔ سید سلیم میدان کا رزار کو حصار  
کیے باب العفی سے سید جامع لشکر مروانیوں کی طرف جلا جہاں بھون نے سید کا  
لشکر آجے ہوئے دیکھا تو جلدی جلدی گھوڑوں پر زین رکھ کر مقابلہ کو آئے اور جنگ  
ہونے لگی۔ آخر بعد لڑائی کے مروانیوں کو پس پامونا پڑامورخ لکھتا ہے کہ اسی  
گہرو دار میں تعاقب کے وقت شاہ یوسف اسکے سامنے آگیا اور تین مرتبہ  
سید نے اوسپر وار کیا مگر یوسف نے دار خالی و باغضہ اس کشت و خون

میں یوسف کے چچا سہ ہزار فوج میں سے کل پندرہ ہزار بچے اور یوسف نے قلعہ گابره میں پناہ لی پھر اطمینان سے یوسف تاشین نے فوج تازہ نو کو جمع کر کے ازمر نو و ملینشیا کا محاصرہ کیا اور سید نے اسی طرح سے مقابلہ کیا بالآخر اسکو شکست فاش ہوئی اور اسی صبح سید خود اسے مذکور میں مر گیا اس کے وفاداروں نے عین معرکہ میں سید کی لاش کو ٹوٹکا گھوڑے پر اس طرح باندھا کہ وہ زندہ معلوم ہوتا تھا اور تلووار بقیضہ کر کے مع یاخیز اسلم جو انون کے خدم و حشم سے آہستہ آہستہ شہر کے باہر نکلے محاصرین کے درمیان سے بکھٹ گزرتے ہوئے کنائیل کی سڑک پر چلے گئے اس کے بہت دیر کے بعد مسلمانوں کو اس سوانگ در او کے انتقال کی خبر معلوم ہوئی تو نہایت متعجب ہوئے

### خاندان بنی نصر غناطہ یعنی گرائڈا

بنو ممدی جو ایک متغف اور موحد فرقہ تھا جباً فریقہ میں سلاطین مراکونغاؤ اور سیل کرچکے تو اس صبح کے فتح اور الحاق کی طرف متوجہ ہوئے کہ اپنے پیشرو مغلوب کا پورا پورا قائم مقام ہو بیان سلطنت کی یہ حالت تھی کہ مدت سے مرحوم مغفور جو پیکلی تھی اور اجزای منفرد باقیہ یعنی شہزادگان خود سر آپس میں دلی کا دشمن رکھتے تھے۔ اور فساد پر تلے بیٹھے تھے یہ فتوحات کے باعث ہوئے پہلے سالع میں بنی ممدی ابجیرس پر قابض ہو پھر سالع میں سیو ایسل اور مالگا پر پھر چار برس کا عرصہ نہ گذرا ہو گا کہ قرطیہ اور باقی ضلاع شمالیہ پر تصرف ہو گئے۔ اگرچہ بعض عامل کچھ سرکشی پر اڑے رہے مگر اٹل فتور فوج کے روبرو انکی حقیقت ہی کیا تھی رفتہ رفتہ سب مطیع ہو گئے۔ بنو ممدی



نے گواندلس کو فتح اور ملحق کیا۔ مگر دارالقرن کبھی نہیں سمجھا ہمیشہ اذقیہ میں  
 بیٹھ کر حکمرانی کی۔ مراکو سے دوسرے یا تیسرے سال کوئی سردار مع فوج  
 اتفاقیہ عہد الضرورت آتا اور مسیحیوں کی سرکوبی کر کے چلا جاتا چنانچہ ۱۱۹۱ء  
 میں مسیحیوں کو الارکوس کے میدان میں جو بازو راکے قریب بھاریست  
 دی نہاردن سبھی کام آئے اور مسلمانوں کے ہاتھ بے انتہا مال غنیمت  
 آیا لیکن ملکہ عربین لاس نایاس کے میدان میں مسلمانوں کو شکست ہوئی  
 اور باوجودیکہ سبھی بھی بہت قتل ہوئے لیکن مسلمانوں کی چھ لاکھ فوج  
 میں سے معدودی چند جان بچا کر بھاگے اور باقی شہید ہوئے اس خبر کے  
 مشہر ہوتے ہی یہ حالت ہوئی کہ شہر شہر مسیحیوں کے قبضہ میں آنے لگے  
 اور دولت مہدوی کو زوال شروع ہو گیا او دہراہل اندلس حکومت کے  
 دو سلسلے سے تنگ کر بار حکومت حسین اب کچھ جدت باقی نہ رہی تھی زمین پر  
 چٹکنا چاہا اور مسلمانوں میں بالکل سبکدوش اور مطلق العنان ہو گئے اور میں  
 ایک سردار عربی ابن ہود نے ایوان حکومت کو خالی پا کر قبضہ کر لیا اور ملک  
 کے پیشتر جنوبی حصوں پر حکومت شروع کر دی آخر اس کے انتقال ۱۱۹۸ء  
 میں عنان حکومت چکر کھاتے کھاتے بنو نصر فرما نہر دایان غرناطہ کے ہاتھ  
 میں آئی۔ اور ابن الاحمر آخری بادشاہ بنو نصر کا ہوا۔ اس کا عہد اندلس میں  
 مسلمانوں کی ترم آخری تھی۔ کیونکہ اب اس کے قبضہ میں ملک کا کم حصہ باقی  
 رہ گیا ۱۲۰۳ء سے لیکر ۱۲۱۸ء کے درمیان فردی نیڈ ثالث والی کشمیل  
 اویجی۔ اول والی ارگون نے بلاد ولینشیا۔ اور مرشہ۔ اور سویل فتح

کے کے اوسکو کم اور کمتر کر دیا اب بنو نصر کے قبضہ میں اسی قدر ملک بگیا  
جو صوبہ غرناطہ کے متعلق تھا یعنی وہ ضلع جو کہ ہستان سر اٹنی جڑا کے  
قریب اور ساحل سمندر پر ایلدیا اور جبل طارق کے واقع ہیں باقی رہ گیا  
اس تھوڑی سی محدودہ ملک پر مسلمانوں کی قیمت میں اور دو سو پچاس  
بس حکومت کرنا لکھا تھا بلا دو امصار مغلوبہ ریاستہائے اسلام کے باشندے  
موجودین کے ظلم سے انہیں متفرق تھے سلطان غرناطہ کی خدمت میں جمع ہو گئے  
کیونکہ اب سوائے اوسکے ملک میں کوئی مسلمان بادشاہ باقی نہیں رہا تھا۔  
ولیشیا سے ۵ ہزار اور سو ایل وزیر بر سر کھڑا سے ایک لاکھ مسلمان ہمارے  
ہو کر ظل سلطانی میں پناہ لی لیکن با اینہم شور و شرابن الاحمر والی  
غرناطہ کو تاج کسٹائل کا باج گزار ہونا پڑا ہر چند کہ وہ نہایت دلیر اور اولوالعزم  
تھا ایک وقت گواہوں نے اپنے آپ کو اس کند عنایت سے آزاد ہونکی کوشش  
بھی کی یعنی بعد مرنے فردی نیڈ کے الفاسود ہم اوسکے بیٹے کے عہد میں بھی  
لڑا مگر ہوتا ہی کیا ہو اسلئے کہ تمام اسپین پر مسیحی قابض تھے۔ کامیاب نہوے  
بعد مسیحیوں نے پھر غرناطہ کی طرف منہ نہیں کیا بلکہ اوسکو اپنی حالت پر  
چھوڑ کر مقبوضہ اضلاع کے نظم و نسق میں مصروف ہوئے اور ۱۲۶۶ء میں  
پھر ایک عہد نامہ موقت ہوا جس سے لڑائی چندے کے واسطے موقوف  
رہی محمد بن الاحمر ماہ جنوری ۱۲۶۷ء میں قضا کر گیا۔

بعد انتقال محمد بن الاحمر اوسکا بیٹا محمد دوم جانشین ہوا اس کے عہد میں ابن  
یوسف بادشاہ فارس اور مراکونے پھر قصد اپنے اقتدار بڑھانے کا مالک

اسپانیہ میں کیا اور ۱۲۷۵ء میں بڑے لشکر کے ساتھ آبنامی اسپانیہ کو عبور  
 کر کے اسپانیہ کے کنارے پر ٹھہر کر معرکہ جنگ درمیان محمد دوم اور ابن یوسف  
 کے گرم ہوا اس معرکہ میں تھوڑی سی کامیابی ابن یوسف کو ہوئی لیکن آئرش  
 شکست فاش ہوئی۔ اور اپنے ملک کو چھوڑ گیا اب محمد دوم نے قصد کیا  
 کہ جو ملک اوسکے باپ کے عہد میں عیسائیوں نے لے لیا تھا اوسے بحال لے  
 لیکن ناکام رہا۔ ۱۲۸۰ء میں اوسنے انتقال کیا اور کاہنیا محمد دوم باپ کا  
 قائم مقام ہوا مگر زمانہ نے اوسکے ساتھ ناموافقت کی ارکلی عملداری دینا  
 دو جگہ لغات ہوئی۔ یعنی گولوس میں اور المیریا میں۔ اس فتنہ و فساد  
 کی فکر میں مصروف تھا کہ عیسائیوں نے اوسکے ملک پر یورش کی حتیٰ المقدور  
 وہ مقابلہ کرتا رہا آخر ش قلعہ اور شہر جبل الطارق کہ آجکل جبرالٹر کہلاتا ہے۔  
 عیسائیوں نے اسی کی فوج سے چھین لیا ۱۲۹۱ء میں المیریا پر بادشاہ ارکان  
 نے جو قبضہ کیا تھا اوسکے استرداد کی واسطے کیا لیکن ناکام رہا اور اپنی دار السلطنہ  
 میں واپس آیا لوگ اوس سے ناراض ہوئے اور وہ حکومت سے مستعفی ہوا۔ اوسکا  
 بھائی ناصر بادشاہ ہوا ابتدائی سلطنت ناصر کی بہت اچھی تھی مملکت المیریا  
 اہل فرنگ سے پھر چھین لیے قبوٹہ کہ افریقیوں کے قبضے میں تھا اور جب سے  
 جبل الطارق پر عیسائیوں نے قبضہ کیا وہی آبنامے ہسپانیہ کی تھی لے لیا۔  
 ۱۳۱۲ء میں جنہوں نے کہ ناصر کو تخت نشین کیا تھا اوس سے پھر لے لیا۔  
 اسماعیل بن فرح کو بادشاہ کیا۔ ناصر نے پرآلودہ ہوا۔ آخر ش ناصر کو شکست  
 ہوئی اور اوسنے سلطنت ترک کی اسماعیل فرح کو ایک سلطانی خاندان کا شاہنشاہ

تھا جسکی کینست ابو الولید تھی اور وہ بڑا شجاع اور مدبر اور سلطنت کے لائق تھا  
 اوس تخت نشین کیا اور اس کے ہمین اوسکو بڑی فتح عیسائیوں کی فوج پر حاصل  
 ہوئی جسکی سپہ سالاری خود پدرو بادشاہ مطلقان اور اس کے چچا سے امان  
 نے کی تھی اور وہ دونوں میدان جنگ میں مارے گئے ممالک مارطاس اور  
 بوزا اس کے قبضے میں آئے اور شرقی حد اس کے ممالک کی بہت بڑھ گئی باہمیہ  
 اوسکو اندرونی دشمنوں سے نجات ملی ۛ

محمد نامی کہ ایک شاہزادہ اوسی خاندان سے تھا کچھ تھک ہو گئی اوسنے قسم کھائی  
 کہ میں اوسکا بدلہ لوں گا ۛ اس کے بعد اپنے وزیر کے قتل کے بعد  
 صحن میں چل قدمی کرتا تھا محمد چند اشخاص کو لیکر وہاں گھس گیا اور بادشاہ  
 اور وزیر دونوں کو قتل کیا اسمیل کے قتل کے بعد اوسکا بیٹا محمد چہارم امر کے  
 اتفاق سے بادشاہ ہوا۔ اسکے شروع سلطنت میں کچھ فتنہ اور فساد پیدا ہوا  
 عثمان نامی ایک شخص کہ کیتان اسکے باڈی گارڈ کی فوج کا تھا اوسنے غدر  
 کر دیا اور محمد بن فرج کو بادشاہ مشہور کیا ۛ اس کے بعد اس نے ویرا  
 اور البیریا اور بعض اور قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ محمد چہارم بذات خود اس فتنہ  
 کے دور کرنے کے لیے نکلا لیکن اوسکو شکست ہوئی اور اوسکی فوج منتشر ہو گئی  
 اور عثمان بلوائی کہ خاندان فاس و مراکو سے تھا اوسکو افریقہ شے مد و تپو  
 اور اسنے الجزائر اور مارپلا اور رومنا پر بھی قبضہ کر لیا مگر آخر ایام اوسکی سلطنت  
 میں کچھ سخت مساعد ہوا ۛ اس کے بعد اس نے بڑے شہزادی اور معتبر کو ظاہر عیسائیوں  
 سے لیلیا اور اوسی سال جبرالٹر بھر لے لیا اور اس کے بعد اس نے سار بلوائیوں کو

بطبع کر لیا۔ لیکن ۳۳۱ء میں محمد چہارم ابو الحسن بادشاہ فاس و مراکو کی  
 دوستانہ ملاقات کے واسطے افریقہ میں جانیوالا اتحاد کے شور کے عبور کے  
 قصد سے جبرالٹر میں تھا کہ وہاں اوسکو دشمنوں نے قتل کیا ابو الحجاج  
 یوسف محمد چہارم کا بھائی کہ اوس صہ میں دارالسلطنت غرناطہ میں تھا  
 فوراً بادشاہ مشہور کیا گیا۔ مورخین عرب کی یہ کہ یوسف بڑا صلح و محب  
 وطن رفاه خواہ عام بڑا دانشمند اور لائق بادشاہ کہ قتل اس کے سلاطین  
 غرناطہ میں دوسرا بادشاہ نہیں ہوا اوس نے اپنی سلطنت میں بڑی کوشش اپنے  
 انتظام محکمات عدالت میں کی صنائع اور تجارتیں اور مفید علم ہنر و فنکو بڑی  
 ترقی دی اوسکی سلطنت کے زمانہ میں ابو الحسن بادشاہ فاس و مراکو بڑی  
 آخری کوشش کی کہ وسط ممالک اسپانیہ میں جہان عیسائیوں کا قبضہ ہو  
 تھا پھر اسلام کا جھنڈا اڑا دے مگر وہ اس کوشش میں ناکام رہا۔ ماہ  
 اکتوبر ۱۳۸۱ء میں دیباے سالاڈو کے کنارے قریب تارفا کے ابو الحسن کی  
 فوج سے اور پرتگال و مغلان کی فوج سے بڑی جگھٹ لڑائی رہی لیکن آخر  
 ابو الحسن کے لشکر کو شکست ہوئی اور عیسائیوں کو اس میں بہت غنیمت ہاتھ  
 آئی ۳۳۱ء میں ملک الجزائر سلطنت غرناطہ کی عیسائیوں نے مسخر کر لی اور ۳۳۱ء  
 میں اونکی معتبر معمرات اوس سلطنت کے چھین لیے جس سے اوس سلطنت کی سرحد  
 بہت تنگ ہو گئی یوسف ابو الحجاج مثل اپنے پیشینیوں کے قتل کیا گیا ماہ ستمبر  
 ۳۳۱ء میں جامع مسجد میں نماز پڑھتا تھا ایک مجنون آدمی نے اوسکو قتل کر ڈالا  
 محمد نجم یوسف کا بڑا بیٹا اپنے باپ کا قائم مقام ہوا اوسکی طبیعت میں بھی صلح و

اور رفاہ عام شہل پاپ کے تھی رفاہ عام سے خاص بالدارون کو کسی قدر  
 نقصان پہونچتا ہی اس سبب بعض چھوٹے چھوٹے زمین محمد نجم کو دشمن  
 ہو گئے اور سنہ ۱۳۵۹ء میں قصر سلطانی میں دفعہ گھس گئے اور سپاہ محافظین ذاتی  
 کو بادشاہ کے قتل کر کے شورش کی محمد نجم کو اس ہنگامہ میں موقع ملا اور کسی  
 لادہ سے نکل بھاگا باغیوں نے جب قصر شاہی کو خالی پایا فوراً اسماعیل بن یوسف  
 کو تخت نشین کر کے بادشاہ مشہور کیا۔ اس کے بعد دو مہینہ تک تمام فتنہ پردازوں کے  
 فساد سے صرف ایک برس بادشاہ رہا ابوسعید اور اسکے امراؤں میں سے جس نے  
 پہلے اسکے بادشاہ ہونے میں مدد کی تھی فوراً اس سے باغی ہو گیا اور  
 قصر الحرام میں اسکو قید کر لیا اور ماہ جولائی سنہ ۱۳۶۱ء میں اسکو قتل کر کے  
 خود تخت پر بیٹھ گیا لیکن اس غصہ کے وہ بھی بہت دنوں منتفع نہوا بعد از سلطان  
 کا بادشاہ ابوسعید سے لڑنے پر آمادہ ہوا اور خاص اسی مملکت میں محمد نجم  
 لشکر فراہم کر رہا تھا کہ غاصب اپنے ملک کو واپس لی رفاص نے دیکھا کہ  
 دونوں طرف سے سربراہ ہونا مشکل ہے اسلئے اسنے پردہ کے پاس تھے  
 ہر یے نیچے کہ حسین پردہ راہنی ہو اور عہد نامہ چاہا پردہ نے سویلی میں  
 اس معاہدہ کے انجام کے لیے ابوسعید کی دعوت کی اور جب وہ دعوت  
 میں گیا اسکو گرفتار کیا اور مار ڈالا۔ الغرض محمد نجم دوبارہ تخت نشین ہوا  
 تھوڑی سی زحمت اسکو بلوے سے پھر ہوئی لیکن اسنے السند کیا بعد  
 اسکے سنہ ۱۳۶۲ء میں محمد نجم نے قضا کی۔ یوسف دوم و سکا بیٹا پاپ کے قائم مقام  
 ہوا اسکی کنیت ابو عبد اللہ تھی خود اس کے ایک بیٹے نے بلوہ کیا کہ پاپ را

عیسائیوں کا دوست ہے اور کسانام محمد تھا لیکن عوام کے بلوے سے  
 بچ گیا بعد اس کے بلوہ فرو ہو گیا۔ الفرض یوسف دوم نے مملکت مریشیا کو  
 تاراج کیا مگر اوس سے کچھ متفق نہ ہوا <sup>۹۴</sup> شلع میں عیسائی رئیس جبکو  
 گرانڈ ماسٹرافٹ انگلستان آتے ہیں ایک رسالہ سوارین کے ساتھ غریبا  
 کے دروازوں تک پہنچ گیا یوسف نے اس حوالہ کے دور کرنے میں  
 بڑی بھادری دکھائی۔ بڑی لڑائی ہوئی جس میں وہ گرانڈ ماسٹر مارا گیا اور  
 سوار لڑائی اوس کے کہ یوسف کی مافلانہ حربے تدبیر سے گھر گئے تھے  
 مارے گئے اور بہت غنیمت ہاتھ آئی یوسف دوم <sup>۹۵</sup> شلع میں قضا  
 کر گیا مجر د اوس کے قضا کرنے کے اوسکا بیٹا جسے بلوہ کیا تھا سخت پر  
 جابٹھا اور ملک پر قبضہ کر لیا اور بنام محمد ششم کے ملقب ہوا اور اپنے  
 بڑے بھائی کو جسکا نام یوسف تھا قید کیا اول سال اوسکی بادشاہت  
 کا بار صلح پر تھا۔ عیسائیوں سے ملت کر لی بلکہ یوری کوئی سوم کی ملاقات  
 کو تولیڈ گیا تھا لیکن بسبب بد نظمی قاعدہ اران سرحدی کے دونوں  
 طرف لڑائی شروع ہوئی شلع سلطانوں نے مملکت آبانچی کو سزا کر لیا اور  
 اوس کے دوسرے سال عیسائیوں کے تھوڑے لشکر کو شکست دی لیکن عیسائیوں  
 نے اس کے بدلے میں شلع میں زاہرہ وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ محمد ششم نے  
 میں مر گیا یوسف سوم اوسکا بھائی جو کہ قید میں تھا بادشاہ ہوا اور  
 چودہ برس صلح کے ساتھ سلطنت کی اور <sup>۹۶</sup> شلع میں مر گیا  
 بعد اوس کے اوسکا بیٹا محمد ہفتم بادشاہ ہوا اور اسکی اول



کوشش یہ ہوئی کہ عیسائیوں سے عہد نامہ جدید کر لیا اس کے لوگ ناخوش  
 ہوئے دوسرے یہ کہ وہ بہت غصہ کرتا تھیں یہ کہ اس نے کھیل کو دکی  
 ممانعت کی اس سبب ۱۲۲۶ء میں مفسدون نے بلوہ کیا قصر سلطانی  
 میں گھس آئے اس ہنگامہ میں اس کو موقع ملا اور جان بچا کر بھاگا اور  
 ٹولس پہنچا جہاں اس کے قریب مندر حاکم تھے محمد ہشتم کو لوگوں نے  
 تخت نشین کیا دوسرے سال محمد ہفتم بادشاہ ٹولس کی مدد سے بڑی فوج  
 کے ساتھ اندلس پہنچا اور قصر سلطانی کو گھیر لیا محمد ہشتم کو پکڑا اور ۱۲۲۸ء  
 میں اس کو قتل کر ڈالا اور پھر بادشاہ بن بیٹھا مگر یوسف بن احمد غرناطہ کے  
 پہلے بادشاہ کے بیٹے جان دوم عیسائی بادشاہ قسطلان سے مدد لیکر  
 بڑی فوج کے ساتھ آیا۔ اور محمد ہفتم کو شکست دی دوسری مرتبہ بادشاہی سے  
 معزول کیا اور اسے بھاگ کر ملاگین پناہ لی یہ واقعہ ۱۲۳۵ء میں ہوا  
 یوسف چہارم بلا فراحت قصر شاہی میں داخل ہوا اور بادشاہ ہوا اچھے عہد  
 بادشاہت کر کے مر گیا پھر محمد ہفتم تیسری مرتبہ بادشاہ ہوا اس مرتبہ بھی وہ  
 آسائش سے بادشاہت نہ کر سکا اس کے ایک بھتیجے محمد بن عثمان نے غدار  
 کر کے ۱۲۴۵ء میں قصر الحمر کو گھیر لیا اور محمد ہفتم کو قید کیا جہاں بقیہ عمر  
 اس نے بسر کی اور خود بنام محمد بنم مشہور ہوا اس بادشاہ کو بھی اطمینان و  
 آسائش نصیب ہوئی ایک شخص محمد بن اسمعیل نے عیسائی بادشاہ قسطلان  
 سے مدد لیکر ایک قلعہ کو سخر کیا اس کی مدافعت میں محمد بنم نے بہت کوشش  
 کی لیکن بیکار تھی آخر جب محمد بن اسمعیل کو اور عیسائی بادشاہ سے

مدد نہ ہوئی تو اسے غرناطہ کا محاصرہ کیا اور محمد دہم کو شکست دیکر اوسپر قابض  
 ہو گیا محمد دہم مجاہد اور محمد بن اسماعیل محمد دہم کے لقب سے ۵۴۳ھ عین بادشاہ  
 غرناطہ ہوا اسنے اکیس برس سالیس سے حکومت کی اسکے عہد میں بلوے  
 نہیں ہوئے لیکن روز بروز اوس کا ملک برابر کم ہوتا گیا اور عیسائیوں  
 نے جبل الطارق یعنی جبرالٹر اور ازکید ونا پر قبضہ کر لیا اور سارے ممالک  
 متوسطہ کو مغلوب کیا اور روز بروز سرحدی ممالک کے نکل جانے سے اہل اسلام  
 کے ممالک بہت کم ہو گئے۔ ایک عہد نامہ مصاحف کا ۶۳۳ھ عین ماہین  
 بادشاہ غرناطہ۔ اور عیسائی بادشاہ قسطلان لینی کسٹیل کے منعقد ہوا اس  
 پر کہ اول باطاعت و تابعداری بادشاہ رہے اور بارہ ہزار ڈاگیہ یعنی اشرفی  
 سالانہ خراج دے اور علاوہ اسکے قلعہ جبل الطارق۔ اور الجبراسل سے لیکر اپنے  
 قبضہ میں کیا۔ پنچلہ کے پھر کوئی فتنہ و فساد اس عرصے میں نہ ہوا پھر توبی نصر  
 نے دجینی سے علوم و فنون کی ترقی اور تہذیب شائستگی کی اشاعت کی تہوڑے  
 عرصہ میں غرناطہ بلحاظ اس علمی اور کسبی کمالات کے رشک قرطبہ بن گیا اوسکے  
 عالیشان اور خوبصورت عمارتیں مثل قصر الحمرا بیع المثال اور عجوبہ منارے  
 کے سب سے مشہور آفاق ہو گئیں جسکے شیعے نمونہ از خردارے سفر نامہ میں درج  
 ہو گا بالکلہ محمد دہم ۶۴۳ھ عین قضا کر گیا۔ اوسکے بعد اوسکا بیٹا ایٹاملا علی  
 ابوالحسن اپنے باپ کا قائم مقام ہوا ۶۴۳ھ عین قریب شاہ فردی نیر اور ملک  
 النیرہ کے عقد کھاج سے کسٹائل در آراگون کی سلطنت متحد ہو گئی اوسوقت  
 ابوالحسن المعروف بلوی علی جو غرناطہ کا جنگ جو اور تیز مزاج شہزادہ تھا اور بارہ

دربارہ ادا ای خراج سالانہ جو اصیافت دیا کہ خراج دینے والے تو عدم آباد  
گئے ہماری دارالضرب میں تو بکواسے اشرفیوں کے صرت خون آشام  
ملواریں ہیں۔ اور اس قتل کی تاخیر میں تاخست و تالیج بھی شروع کر دی اور  
پہلا حملہ نہ ہو پر کیا جسکی تفصیل یہ ہے کہ ابو الحسن ایک جری فوج لیکر غناطہ  
کو ح کے کوہستانی درون سے گزرتا ہوا آدھی رات کے قریب حوالی شہر  
کے آپہونچا اور کمندین لگا کر قلعہ پر چڑھ گیا شہر والوں کو اس وقت خبر ہوئی  
جب شہر انکے قبضہ سے نکل گیا ابو الحسن نے اونکی آہ وزاری پر کچھ انتفا  
تکر کے حکم دیا کہ انکو قید کر کے غناطہ لیاؤ اور تھوڑی سی فوج محافظ قلعہ میں  
چھوڑ کر آب منظر اور منصوبہ بے انتہا مال غنیمت غناطہ میں داخل ہوا  
گیڈر کے بادشاہ مارکوس فی بموجب حکم فردی نیڈ کے اچانک آگرہ الحمرہ پر  
قبضہ کر لیا اور فوج کی حیاؤنی ڈال دی ہر چند کہ ابو الحسن نے غناطہ سے  
نکل کر کئی محلے گئے مگر کوئی نتیجہ نہ ہوا کوئیٹ ٹولیدوئے تمام دنگاگو کو  
تاخست و تالیج اور ویران کر دیا اور مال غنیمت کو خچروں پر لاد کے اور  
بھٹیر مارکیوں اور گایوں کے گلے دارالصدر کو روانہ کیئے اور بہت سے  
قائفے سلمان قیدیوں کے ہمیں عورت مرد اور بچے بھی تھے مارکیڈر میں جو  
حکم ہو چنانے گئے کوئیٹ ٹولیدوئی باقی ملک کے فتح کرنیکا قصد کیا۔ ملاگا  
کا۔ انکی کورین سے بہت ننگ اور شان سے فتح کر کے روانہ ہوا آخر چلتے  
چلتے وہ اس مقام پر پہنچے کہ ہمیں بے شمار چھوٹی چھوٹی بستیان آباد  
سلسلہ کوہستان میں واقع تھیں اور صلیواگ زرگو اکھلاتے تھے۔ یہ عقد ثریا

کی خرابی پر یہاں کے باشندہ اس بلخار سے واقف ہو کر پہلے ہی مال  
 موسیقی لیکر سحر آل و عیال کو ہستانی قلمون اور برجون میں جا چھے  
 تھے انھوں نے نام خالی جھونپڑوں میں آگ لگا دی اور عام علاقہ  
 کو خاک سیاہ کر دیا۔ ہستہ میں چند مسلمان کسان جو س اپنے مویشیاں  
 کے کیسٹرف بھاگے جاتے تھے اونھیں گرفتار کر لیا اثناسے راہ میں بن  
 ہستہ نہایت دشوار گزار تھا وہاں مسلمانوں کی ایک بڑی جمعیت  
 قلعہ کوہ سے بڑے بڑے پتھروں کا مینہ برسانا شروع کیا۔ والی سداگو  
 نے مارکولس اور گیدڑ کی مدد سے فوج کو اس خوفناک درے سے باہر نکالا  
 اور ایک سہل سہتہ سمجھ کر اس طرف روانہ ہوئے اور وہاں پر دی و اقصہ  
 پیش آیا اور نہت سے سواری اور گھوڑے مجروح اور مقتول ہوئے غرض کہ  
 وہ شام تک اس طرح بھاگے اور اونکو کہیں سہتہ نکلنے کو نہ ملا۔ اور رات کے  
 ایک تھکات ریک غار میں ٹھہرے اس عرصے میں الذابل بھی کمک کو  
 مسلمانوں کی مالکاتے شریک ہوا آخر شام سیمی بد بہت سے سہتہ اونھانے  
 کے بھاگے بعض سہتہ میں ناہموار چٹانوں میں اونھم کر رہ گئے بعض دھیر  
 اور دھیر جان چھپاتے پھرتے تھے جو مسلمانوں کے قدم تیر و لنگاہ ہو اور جو  
 نیچے گر قمار ہو کر غلام ہوئے اسکے بعد جب شام میں سلطان عبداللہ نے  
 ابوالحسن اپنے باپ کو مژدہ کر کے کھان حکومت ہاستہ میں لی تو غارتگری  
 کے لیے سیمی علاقے پر شیخون کر نیکو بڑے اور اثناسے راہ میں اپنی ولی منشا  
 حاصل کر کے آیا تھا کہ ایک شب کو شیخون نے اوپر شیخون ار کر اسی محلہ

میں سلطان عبداللہ کو گرفتار کر لیا۔ اودھر فردی نیڈ نے میدان خالی دیکھ کر  
 مالگا کی خوبصورتی اور زرخیزی کو خاک میں ملا دیا جب ابو الحسن کو یہ حال معلوم  
 ہوا تو نہایت پیچ و تاب کھایا لیکن غرناطہ کی چار دیواری سے کبھی کیا کشتا  
 بہت سلطان ابو عبداللہ کی گرفتاری نے مسلمانوں کی رہی سہی طاقت کو اور بھی  
 مضحمل اور کمزور کر دیا غرض کہ جب سلطان غرناطہ بند یونان کی حیثیت سے دربار  
 قرطیبہ میں پہونچا تو شاہ فردی نیڈ اور ملکہ النیرہ نے بڑی تعظیم اور تکریم کی اور شاہانہ  
 مراسم ادا کر کے پھرا و سکو نشیب فراز دنیا کا سمجھا کر اس بات پر راضی کیا کہ تاج  
 قرطیبہ کا خود کو ہوا خواہ اور مطیع سمجھے اور غرناطہ کی طرف رخصت کیا ابو الحسن  
 کی دوبنی بیعتیں ایک لشہ عبداللہ کی مان و دوسری زاریہ جو ایک سچی عورت  
 تھی اس کے باہمی نہایت رشک و حسد تھا کیونکہ ابو الحسن زاریہ کو زیادہ عزیز رکھتا تھا  
 اب بسبب زیادہ اقتدار ہونے کے ایک بربری فبیہ نہی جزر عایشیہ کا ظفر مار  
 ہو گیا اور بنی سراج زاریہ کا حامی ہوا اور نوبت چیمڑ چھاؤنی میں شروع ہوئی جبکہ آخر کا  
 یہ نتیجہ ہوا کہ باپ بیٹوں کے آپس میں بگاڑ پڑ گیا جنگ و جدال کی نوبت آئی۔  
 اور بنی سراج کے سرغنہ عبداللہ کی سازش سے الحمروہ کے اوس ایوان میں  
 قتل ہوئے جو آن تک مقتولین کے نام سے مشہور ہے اب عبداللہ فریق بنی  
 زجر کی حمایت سے ابو الحسن کا مقابلہ کرتا رہا ابو الحسن وہاں سے طرح ویکر الیتر  
 چلا گیا آخر بڑھاپے میں بیٹے کی ناسعادتمندانہ سرکشی اور سلطنت کی بجاہی کے  
 صدمے نہ سہہ سکا تھوڑے عرصے میں دنیا کو خیر باد کہہ کر اسی ملک عسدم ہوا  
 اب غرناطہ کے ملک پر آدمہ بن عبداللہ حاکم بنما اور آدمہ بن اسکا چچا

از ذہل میں سچوین کا پورا دوست اور چچا اسکا بچا دشمن سکا ہر دانا  
 قضا قدر جب کسی سلطنت کو تباہ کرنا چاہتے ہیں تو اول بادشاہ وقت  
 کی عقل پر پردہ ڈال دیتے ہیں کہ اس میں بادشاہت اندیشی کا بالکل نہیں رہتا  
 دوست دشمن پہچان کی تیز نہ اصلاح معاملات نہ رخصت بندی کی عقل  
 طمع فضائیت صفات انسان جیسی تک ہے کہ اپنی حد سے نگزرے یہی  
 حالت بعینہ فرما کر دایان غرناطہ کی تھی وہ ایسی جنوں خیز بلابین بے شک  
 کہ حسین انسان اپنے آپ کو اپنے ہاتھ سے ہلاک کرتا ہے فرصت کو غنیمت  
 جانتا بالکل چھوڑ دیا ایسے نازک وقت میں جبکہ باہم شفق ہو کر مسیحون  
 کو پس پا کر نامناسب تھا وہاں عاقبت اندیشی سے باہم جنگ و جدال کر کے  
 رہی سہی طاقت کو تلف کرتے رہے خاص بن باشندگان غرناطہ ہر دو فریقوں پر  
 سقم ہو کر ایک دوسرے کے سخت مخالف بن بیٹھے اپنے ساتھ پرداخت  
 بادشاہوں کو ہمیشہ بھڑکاتے اور لڑاتے رہے جدت پذیر متلون مزاج  
 انقلاب کے شائق سلطنت کے غزل و غلب کو بہتر زندگی سمجھتے ہیں اس سے  
 انہیں کچھ غرض نہیں کہ اس میں بھلائی ہی یا بڑائی بیہودگی ہو یا بربادی  
 الغرض ابو عبد اللہ تو اس میں مین کہ اپنے دلاور چچا از ذہل کی اولو امری  
 کو سب دکرے اور سچی اس سوچ میں کہ جس طرح ہو سکے مسلمانوں کی  
 سلطنت کیا بلکہ نام و نشان تک بر باد کر کے صفحہ ہستی سے نسل حرف غلط  
 کے جمیل ڈالے روز بروز علاقہ کو محدود کیے جاتے تھے آج یہ شہر لیا توکل  
 وہ چنانچہ سب سے امین فردی نیڈے اپنے اکٹھے بھانے کی مدرسہ الورا

اور دیگر قلعہ جات پر قبضہ کیا اگلے برس کاٹن قلعہ روہد پرتشہ امین  
 مسیحی سلطنت کا متفرق حصہ کل دبا بیٹے مگر اس تباہ از داخل خوب ہی  
 داد مردی دی مگر ہو ہی کیا سکتا تھا ایک سو راجا کتا بھاڑ کو ہو رہے  
 از داخل حب سیمون کے مقابلے سے فی الجملہ ناکام واپس ہوا تو غرناطہ کے  
 اہل شہر نے حکومت سے خارج کر کے ابو عبد اللہ کو ایسیریا سے بلا کر بادشاہ  
 بنایا عبد اللہ نے اپنے زعم میں حیا کے مخالف بنکر غرناطہ میں دستہ جم  
 غیر ممکن سمجھ کر مسیحیوں کے استعدا و جہا ہی اور اس زعمیہ سے حیا کا مقابلہ شروع  
 کیا اسی اثناء میں خبر پہنچی کہ شار فردی بیٹے نے قلعہ وبلز کا محاصرہ کیا  
 از داخل سپنکر بھتیجے عبد اللہ کو نظر انداز کر کے سلمان کی مدد کے لیے وبلز  
 روانہ ہوا لیکن ناکامیاب شکست کھا کر لوٹ آیا جب اہل شہر کو اس ناکامی  
 کی خبر ہوئی تو اہل شہر نے اوسکو دغا باز کا خطاب دیکر حکومت سے معزول کیا  
 اور شہر میں نہ داخل ہونے دیا۔ یہ مجبور دروازہ سے پھر کر کاٹ کس میں قیام  
 کیا اور اوسکو اور حکومت بنایا اور ہر سیمون نے قلعہ وبلز کو لیکر مالکا کا  
 شروع کر دیا الجزائر سر لشکر ایک بڑا شیر دل تھا جو پہلے قلعہ روندا کا عامل تھا  
 اور سبب پھین لینے قلعہ کے سیمون سے سخت متفرق و بیزار تھا نہایت  
 جرات سے محافظت قلعہ میں ساعی ہوا اور فردی بیٹے کی کوئی تدبیر نہ چلی  
 ہر چند کہ اوسنے گولے مارے و نقب فی اور بلے پر ہلایا لیکن اوسکی  
 جرات کے سامنے کوئی تدبیر نہ چلی لیکن تقدیر سے چارہ نہیں کہ قلعہ آ کر  
 خبری اہل شہر نے بسبب شدت فاقہ کشی کے الجزائر کے کئے پر التفات



تکب کی کیونکہ اونکو تو بیرونی مدد کی توقع ہی نہ تھی اور ازواجہل نے دوسرے  
مرتبہ جو مدد کے لیے فوج روانہ کی تھی اوسکے سوا وتمدن جتنے عدا  
نے اٹھائے، راہ میں خبر لی اور مار کر بھگا دیا مجبوراً دروازہ شہر کا کھول دیا اور  
انجریسی بالاحصار میں تھوڑی فوج سے محصور ہو کر بدستور مقابلہ کرتا رہا لیکن  
بھوک سے اوسے بھی مجبور ہو کر دروازہ بالاحصار کا کھول دیا فردی نیڈ نے  
باشندگان شہر کو حکم دیا کہ اپنے مال و متاع اثاث البیت جو انکے پاس موجود ہے  
وہ اس وقت میں ورنہ خون بہا جو مقرر کیا وہ باقی آٹھ ماہ کے عرصہ میں ادا کریں  
ورنہ غلامی قبول کریں عرض کہ تمام مسلمان مالگاہ سے نکال کر سو ایل میں آباد کیے  
گئے۔ اور بعد ختم میعاد معینہ جب بقیہ خون بہا وصول نہوسکا تو پندرہ ہزار  
بوجہ شرط عہد نامہ نسلا بعد نسلا غلام قرار دیئے گئے۔ اب تک ایک  
غیر ناظم باقی رہا جس پر ابو عبد اللہ چند روزہ حکومت پر بھولا ہوا تھا۔ فتح مالگا۔  
کا۔ تہنیت۔ نامہ۔ فردی نیڈ کو لکھا۔ اب فقط ازواجہل ٹوٹی پھوٹی جمعیت سے  
مقابلہ پر مجبورا ہوا تھا۔ اور جس سے الیہ تاک بالکل خود مختار حاکم بنا ہوا تھا۔ عرض کہ ۱۲۸۸  
میں فردی نیڈ مسلمانوں کے بچے کچھ علاقہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اور رشتہ سے فوج  
جمع کر کے مغرب کی طرف بڑھا اور اول بازار پر حملہ کیا مگر کچھ لڑیں چلا کیونکہ ازواجہل نے  
سیچو بکھو بھڑشیر پس پا کیا اور دھڑلا لا اونکے علاقہ جات میں غارتگری شروع  
کروسی یہاں تو یوں ہی گذرا دوسرے برس فردی نیڈ نے پھر بازار پر حملہ کیا۔ اور قرب  
نواح کے علاقہ جات تاخت تاراج کرنا شروع کیے بکایتیہ محصورین کے قتل اور فاقہ کشی  
کا قلع ہوا۔ اگرچہ محاصرہ میں چھ مہینے صرف ہوئے اور کل میں ہزار آدمی قتل

اور مقابلہ میں ضائع ہوئے لیکن انجام کار ۱۲۱۹ء میں شہر فتح ہو گیا اس طرح وہ  
 قلعہ جو البک نذر کے علاقے میں مستحکم اور محفوظ تھے تھوڑے عرصے میں نذر  
 رشوت یا حکمت علی کے فتح ہو گئے ازواجہل نے نہایت اٹھنڈی خاتمہ کا  
 پر نظر کر کے اطاعت قبول کر لی اور شہر آلمیر یا خود بخود فردی نیڈ کے سپرد  
 کر دیا بادشاہ نے اتنا اللہ اور اسکے ساتھ سلوک کیا کہ البک کا چھوٹا قصبہ  
 اسکی حکومت کے لئے چھوڑ دیا لیکن ازواجہل کو یہ بات گوارا نہ تھی کہ جس  
 ملک میں اسکی عزت و عظمت رہا وہاں بے سبکی دست نگری کرے  
 کچھ عرصے میں اپنی ریاست فروخت کر کے افریقہ چلا گیا وہاں سلطان فیض نے  
 اس کے ساتھ یہ سلوک کیا کہ اسکی آنکھیں نکلو اور اسکی جو شخص اسکو حالت بیکار  
 لباس و ریوزہ گری میں دیکھتا وہ ضرور اسکی مصیبت پر روتا اسکی کہنہ اور  
 وریدہ عبا پر عربی میں لکھا تھا کہ میں ہوں بد نصیب ندلس کا بادشاہ بد نصیب  
 مجھے عبرت اور ہے نام اللہ کا اب مسلمانوں کے پاس صرف غرناطہ باقی رہ گیا  
 جبکہ حاکم عبد اللہ تھا اور عبد اللہ کا یہ حال کہ جب اسے یہ خبر حجاب کی بد قبالی کی  
 سنی تو اسے خوشی کے پھولانہ سیایا۔ اس خوشی میں کہ اس نے کھٹکا ملک میں  
 نہیں رہا اور شاہ فردی نیڈ میری مدد پر ہے مگر اس بات سے غافل کہ عہد نامہ  
 کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ جب ازواجہل کا علاقہ فتح کر لیں گے اور آلمیر پر  
 قابض ہو جائیں گے تو ابو عبد اللہ غرناطہ خود بخود سپرد کر دے گا۔ جب یہ ازواجہل  
 سے فارغ ہوا تو فردی نیڈ نے عبد اللہ کو خواب خرگوش سے جگایا کہ غرناطہ  
 خالی کر دیجیے اور اپنا وعدہ پورا کیجیے چندے اسے لیت و لعل میں رکھا۔

پھر وہ بنے اور کو لکھا کہ ایذا اور جدہ کے سوا آپ کہ اور کوئی چارہ نہیں رہے  
 آپ نے وہ ملوک کیا جاوے گا جو اہل مالک سے کیا گیا اب یہ حیران کہ کیا کیجیے  
 لیکن اہل شہر نے موسیٰ نامی کو کہ ایک شخص نہایت دلیہ تھا سرگروہ بنا کر جو اب  
 بلکہ صحیحاً کہ اگر آپ مجھے چاہتے ہیں تو آپ جو آئیے اور تمہاری تہیجیے۔ فروری میں  
 کب چپ بیٹھے والے انتہائی چھپیں ہزار فوج لیکر تاخت تاراج کرتا ہوا چالیس دن  
 تک ملک کے قلعہ کو خوب سبوتا کر کے قلعہ کو واپس ہوا پھر موسیٰ کی استعفا لک  
 سے عبداللہ نے جنگ کی طیارمی کی اور شمشیر کھنکھارنے کے علاوہ کی طرف  
 بڑھا۔ گروہ فوج کے تمام مسلمان کیا اونٹنی کیا اعلیٰ ہر چند کہ مسیحیوں کو خطا غلامی  
 لکھ چکے تھے تمام عہدہ بیان بالا طاق رکھ کر اس خری جاوین شریک تھے  
 اور مسیحیوں کے چند قلعہ پھر فتح کر لیئے۔ اور سرحدی علاقہ کو تاخت و تاراج  
 کر ڈالا اور وقت کے جوش و خروش سے معلوم ہوتا تھا کہ غرناطہ پھر ایک مرتبہ  
 عالم شباب پر آئیو والا ہو لیکن افسوس کہ یہ روشنی چراغ سحری کی تھی ۹۶ھ میں  
 فردوسی نے طمع ملکہ ازملہ معمولی سالانہ جہاد کے لئے کمر بستہ ہوئے اور عہد کیا کہ  
 بغیر فتح غرناطہ کے ہرگز واپس نہ ہونگے۔ چالیس ہزار پیادے اور بیس ہزار  
 سوار کا ایک لشکر حرا ہوا ہوا تھا اور علاوہ ازین والی لیون اور والی سینٹ یا کو  
 والی گنیڈر۔ نواب سہ زاد۔ نواب کھیر۔ حاکم ولینشیا۔ حاکم مالگا  
 والی ایلز ہراہ تھے۔ اب ابو عبداللہ نے مشورہ کیا بعض نے تو کہا کہ مقابلہ  
 فضول ہے مگر موسیٰ نے یہ صلاح ہرگز منظور نہ کی اور کہا کہ اگر آج دوست  
 بنے عزت سے بیٹھے ہیں تو واللہ عزت سے پہلے جان پر بنے گی یہ کہا اور تلوار

ٹیک کر اوٹھ کھڑا ہوا موسیٰ کی پر اثر تقریر نے سب کے دلون پر اثر کیا اور کل  
 رات ہی پر کمر بستہ ہو گئے اور فوج کی کمان موسیٰ کے جوہلے ہوئی فہم کے حوالی  
 شہر میں آنے پر۔ دروازے بند کر دیے تھے لیکن موسیٰ نے تمام دروازے  
 کھول ڈالے اور کہا کہ بجائے کوڑے کے ہماری آنکھیں ان دروازوں کی حفاظت  
 کریں گی۔ بلکا کا حصہ بن شہر اور سچی لشکر کے معرکہ کارزار بخار و زہرہ کا معمول  
 تھا کہ ایک مسلمان مسلح ہو کر لشکر میں اگر کار تاہل مبارک منگے ہے کوئی جو عمرو  
 تم میں جو مقابلے پر آئے۔ جو سچی کہ اس کے مقابلے کو آتا ورنہ واپس جانا نصیب  
 نہوتا فردی نیڈ نے جب دیکھا کہ تمام جنگ اور ایک ایک کر کے میدان کے  
 نذر ہوئے جاتے ہیں اور حاصل کچھ نہیں ہوتا تو اس نے ممانعت کی کہ کوئی  
 سچی مقابلے کو نہ نکلے جب محاصرہ کو طول ہوا اور حملوں اور ہلوں سے کچھ کام  
 نہ نکلا تو فردی نیڈ نے قحط کے زور سے دروازہ کھلوانا زیادہ مناسب سمجھا  
 اور یہ اپنے خلیفہ پیشین عبدالرحمن ثالث کے قدم بقدم چلا اور شیل طلیطہ کے  
 محاصرہ کے ایک ہفتہ میں چھوٹا سا قصبہ شہر کے محاذی میں آباد کر لیا اور  
 بغیر جنگ بدل منتظر انجام کار کار با قحط نے اس موقع پر وہ کام کیا کہ لاکھ  
 بہادر ہوتے تو نہ کر سکتے تھے شہر ضروریات سے مجبور ہو کر عبداللہ سے شدائد  
 فائدہ کشی کی شکایت اور صلح کرنے پر اصرار کرنے لگے مجبوراً نصیب ہاجنہ کو  
 بٹنا چڑا کر شیر دل موسیٰ نے صلح کو پسند نہیں کر کے ہتھیار لگا کر اور گھوڑے پر  
 سوار ہو کر شہر سے باہر ہوا مومخ لکھتے ہیں کہ اکور ہتھین وں مسلح سواروں  
 سے موٹھ بھیر ہوئی چونکہ تھیلی پر جان لیوے پھرتا تھا اور اس کی یہ آرزو نہ تھی

کہ اپنی زندگی میں غرناطہ کو ٹوٹا دیکھے۔ اون سب ایک ساتھ وار کیا اکثر کو مار لیا باقی  
 نہ بچی ہوئے اور خود بھی نہ بچی ہو کر زمین پر گر پڑا لوگوں نے چاہا کہ اُسکو لیجا کر علانی  
 معاہدہ کر لیں مگر موسیٰ نے منہ پھیر کر جواب دیا کہ میں چاہتا کہ میری لاش  
 دشمنوں کی شرمندہ احسان ہوں۔ اور گھٹنوں کے بل گھڑا ہو کر برابر طار ہا ہا تاک  
 کہ ہاتھ پاؤں نے بالکل جواب دیدیا۔ پھر اسنے آخری کوشش سے خود کو دریائے  
 زیل میں گرادیا۔ اور غرق آب فنا ہوا۔ ۲۵۔ نومبر ۱۶۹۱ء کو عبداللہ نے کلیجہ پر پتھر  
 دھر کر فردی نیڈ کو کھلا بھیجا کہ آئیے ہمارے گھروں پر کیا بلکہ دونوں پر قبضہ کر لیجئے جب  
 فردی نیڈ کی سواری پلس آئی تو اسنے اپنا منہ اس ہاتھ بڑھا کر غرناطہ کی کنبی سوئپ کر  
 معادل عیال کو ہستان کی طرف روتا ہوا چلا گیا۔ اسکی والدہ اسکے ہمراہ تھی اسنے کہا  
 کہ جس چیز کو تم کل فردوں کی طرح نہ بچا سکے اُسکو آج عورتوں کی طرح رونے سے کیا  
 فائدہ غرضکہ بیان سے پھر عبداللہ افریقیہ میں چلا گیا اور دیونہ گری پر اوقات بسر کی  
 اس عرصہ میں بد نصیب اہل غرناطہ نے سلطان ترکی اور خدیو مصر کو قاصد بھیجے  
 لیکن بیفائدہ کسی نے التفات نہ کیا بد نصیبان مسلمانان اندلس یوں تو پہلے ہی عبداللہ  
 کے ہاتھوں تباہ ہو چکے تھے لیکن اسکی بعد اور بھی سخت مصیبتوں میں مبتلا ہوئے کیونکہ  
 فردی نیڈ اور بلکہ الفیزہ کو مذہب سچ کی اشاعت منظور تھی جب تک پاؤں برسرِ سرست  
 باختر تیار نہ ہو تو وقت تک کسی قسم کی تکلیف نہ ہو گی کیونکہ وہ مسلم الطبع ہی  
 ایسا تھا جب کارڈی مل قرطبہ میں آیا اسے اشاعت مذہب میں سہولت ملے  
 نہ تھی۔ اور مدار اسپر ٹھہرا کہ مذہب بنیاد پر شدید قوت دیا دے اور جو مذہب سچی سے  
 انکار کرے اسے حرمِ نباوت قرار دیکر گرفتار کر لیا جاوے۔ اس زمانہ میں اس جرم میں ایک

عورت بھی ماخوذ ہوئی تھی اور اسکو جبراً قید خانے میں لیجانے لگے تو مسلمانوں نے حملہ کر کے چھوڑا لیا اور غرناطہ میں ایک خمدر کی صورت پیدا ہو گئی اور قریب تھا کہ آتش فشاں مشتعل ہو لیکن کارڈیئل کو یہ امر نہایت ناگوار تھا ملکہ کو سمجھا کر ایک فرمان اس مضمون کا جاری کر دیا کہ تمام مسلمان جلاوطن ہو جاویں یا دعوت نصرانی قبول کریں اس فرمان کے جاری ہوتے ہی کل مسجدیں جبراً بند کر دی گئیں اور لاکھوں کتاب جو علمی سرمایہ تھا جلا کر خاکستر کر دی گئیں۔ اس ہنگامے میں اکثر لوگ عیسائی ہو گئے جس کے سبب سے بغاوت غرناطہ کی کچھ فرو ہوئی۔ لیکن الکثرہ کے کوہستانی باشندوں میں اس سے زیادہ جوش پیدا ہو گیا اسکی سرکوبی کے لیے ۱۵۷۴ء الکیڑوٹ فوج کے روانہ ہوا جنہل مذکور وہاں پہونچ کر فتح کے تباہ ہو گیا اس باعث سے آتش غضب نصرانی اور مشتعل ہو گئی پھر تو کوئیٹا دوات نیٹڈ لائن قلعہ گوجا کو چھین لیا اور کوئیٹا آف میری نے ایک مسجد کو باروت سے اوڑھایا جس میں تمام عورتیں اور بچے بھرے تھے شاہ فردی نیٹڈ نے قلعہ رنجان کو فتح کر لیا اکثر مسلمان ان حملوں میں کام آئے باقی ماندہ مراکو اور مصروت کی کیطرف بھاگ گئے اور وہاں جا کر پناہ لی اس واقعے کے بعد ۵ برس تک امن رہا مگر کینہ کی آگ اندر ہی اندر سلگا کی مسلمان اگرچہ ظاہری عیسائی ہو گئے تھے اور فرائض نہ بھی بھی ضرور پورا کرتے تھے لیکن نہایت بدولی سے پاڈیوں کے روبرو اپنی اولاد کو بوٹما کا پانی ڈلوانے تھے اور پھر آکر اسے دھو ڈالتے تھے پہلو نکاح گر جاگھر میں ہوتا تھا۔ پھر اگر شرع کے مطابق گھر میں عقد ہوتا تھا رفتہ رفتہ یہاں تک بت پہونچی کہ مسلمانوں کو اس حکم پر مجبور کیا کہ اپنا قطعہ اور لباس چھوڑ کر مسیحیوں کے تیلوں

اور ٹوپی لیکر پہنیے زبان اور رسم و رواج بلکہ نام تک بریے۔ اودھین کا طریقہ  
 سیکھیے یہ طریقہ اور قانون ۱۵۴۷ء میں چارلس پنجم نے جاری کرنا چاہا لیکن بسبب  
 مصلحت وقت کے اسکا عمل درآمد نہ ہوا تھا۔ فلپ دوم اس کے پیڑھے ۱۵۶۷ء  
 میں سختی سے حکم عام دیا کہ زبان اور آداب و رطر معاشرت بدلے۔ اور اس غرض  
 کہ مسلمان طہارت سے جو آقا و امرا اسلام و ہنیاں شرع مسیح میں داخل ہی باز رہیں اسنے  
 اکھیر کے تمام خوبصورت حمام مہار کو بے علاوہ اسکے ٹکس وصول کرنے  
 والوں نے رعایا پر ظلم اور لوٹ مار شروع کر دی اس پر اتفاقاً چند کسانوں اور سپاہیوں سے  
 جھگڑا ہوا۔ اور سپاہی کو مارا لاجب نوبت کشت خون کی پہونچی تو عاقبت اندیشی سے  
 مسی فری نہیں نامی جو بنی سراج سے تھا۔ اور رنگا زری کا کام کرتا تھا کو ہستان میں  
 گھس گیا مسلمان مظلوم نے جو یہ سنا تو چاروں طرف سے بیان اگڑ جمع ہو گئے اور بنی امیہ  
 کی نسل سے ایک شخص کو مولوی مجید بن امیہ کا خطاب یکرا ندس کا بادشاہ بنایا ایک  
 ہفتہ کے اندر تمام پہاڑ بایخون سے بھر گیا یہ الگ ذرا کی دوسری بغاوت ہے جو ۱۵۶۷ء  
 میں واقع ہوئی یہ پہاڑ قریب باندیس میل لمبا اور گیارہ میل چوڑا ہے اسنے اسکے  
 نہایت دشوار گزار ہیں۔ اور جا بجا اسکی سنگین نامہ زار چٹانیں تھیں یہ آتش  
 بغاوت دو برس تک مشتعل رہی اور یہ مسلمانوں کی آخری کوشش تھی چونکہ وہ جان  
 چکے تھے کہ دشمن چاروں طرف سے گھرے ہوئے ہیں۔ اور سوائے اس مختصر جگہ کے  
 دوسری جگہ انکی مفرین کین سے امداد کی امید نہیں اودھون نے مجنونانہ  
 جوش میں آکر اودھتے ہی گزشتہ سو برس کے ظلم و تشدد کا بدلہ لیا اور جو بن سکا  
 لوٹ مار اور غارت و قتل میں کوئی بات باقی نہیں رکھی پھر حاکم غرناطہ



مسمی مار کوئیں اور موڑی جا رہے نیا ضانہ سلوک اور مہر و محبت کر کے  
 بغاوت کو بہت فرو کر دیا تھا مگر اور الویس کے جیلخانہ میں مسلمان کل قیدیوں کو قتل  
 کروانے سے فساد کی آگ اور بھڑک اٹھی ادن واقعون کے بعد مسلمانوں  
 کی طاقت روز بروز بڑھتی گئی اور ابن امیہ تمام کو ہستانی ملک کا مالک بن  
 بیٹھا اور ۵۶۹ء میں اسکے بسبب نالایق اور اوباش ہونے کے کسی نے سوتے  
 وقت گلا گھونٹنے یا اس کے بعد ایک شخص مسمی مولوی ابو عبد اللہ مسند نشین ہوا  
 ۵۷۱ء میں سوئم سر امین ڈون چون آن اسٹریا بادشاہ فلپ کا سوتیلہ بھائی  
 مشاہی فرمان حاصل کر کے مسلمانوں کو متہمل کرنے کو روانہ ہوا اور اسے لے  
 ہی قتل عام شروع کر دیا کہ خون کے ندی بنائے بہ گئے اسے ہزاروں  
 عورت مرد اور بچے اپنے سامنے ذبح کروا ڈالے تمام الکتر کے دیہات کو مسلخ  
 تیج بنا دیا مولوی ابن ابو عبد اللہ کا سر کاٹ کر غناطہ کے ٹھہر کے دروازے  
 پر لٹکا دیا۔ چونتیس برس تک دیکھنے والوں کے لیے سربا جبرٹ رہا طلیل القدر  
 سالار نے سر کو بی سے فارغ ہوتے ہی عام قتل اور غارت گری کا بازار  
 گرم کیا پانچویں نومبر سے پہلے ایک پرکالہ آتش بغاوت کا باقی بچھوڑا کہتے  
 ہیں کہ بیس ہزار سے زیادہ مسلمان پہلی لڑائیوں میں کام آئے اور پچاس ہزار  
 ایک تیار کی خوشی میں جو ۵۔ دسمبر کو تھا فوج کیلے در جو بچے اونکو جلا وطن کیا  
 ہزاروں تو بسبب ناداری اور فاقہ کشی کے راتوں میں مر گئے اور اس جلاوطنی  
 کا سلسلہ ۱۱۷۰ء تک برابر جاری رہا ۱۱۷۱ء سے ستر دین صدی کے عشرہ  
 اول تک علاوہ مقتول اور غروب وغیرہ کے تیس لاکھ مسلمانوں کو دیس سے نکال دیا

ادراکے زراست سوسترہ میں یہ واقعہ ہیبت ناک پیش آیا بیشک خدا ہی کے  
 قبضے میں تمام ملک اور سلطنت ہیں  
 وہ جسکو چاہتا ہے اوسکو دیتا ہے  
 شنیہ کے بودمانند دیدہ

کوئی مذہب کوئی مشرب کوئی ملت کوئی پنتھ دنیا میں ایسا نہیں کہ جو  
 ہماری سرخی عنوان کا مقرا و معترف نہ ہو کیا ہند کیا سندھ کیا روم کیا شام  
 کیا فرنگ کیا چین کیا ایشیا کیا افریقہ کیا امریکہ کوئی ملک دنیا میں ایسا نہیں  
 جہاں کے عقلا و حکما کا اسپر عمل درآمد نہ ہو کہ شنیہ کے بودمانند دیدہ  
 اگر غور کیا جاوے تو بہت سے ایسے امور ہیں جو مشاہدات اور تجربات  
 سے تعلق رکھتے ہیں خواہ وہ تاریخ اور واقعات سے متعلق ہوں یا کسی داور  
 سے جو فقط سماعتی ہوں گواہوں کے ناقل نے نہایت احتیاط سے اوسکا غلط آمد  
 کیا ہو۔ مگر جیسا کہ اسکو کینے بنظر غور ملاحظہ کیا ہوگا تو کچھ نہ کچھ فرق کی روشنی کا  
 ضرور پایا ہوگا کیونکہ بعض اسباب ہی اسکے ایسے ہیں منجملہ انکے کچھ ہم اپنے  
 کلام کی تصدیق کے لیے ظاہر کرتے ہیں مثلاً کوئی حال کسی قوم واجب کا  
 کینے درج کتاب کیا تو اسنے وہ حال کچھیم خود تو دیکھا نہیں فقط کسی مخبر  
 کتاب سے درج کیا اب ہمیں اعتبار اوسکا کس طرح آئے اسکے کسی سبب ہیں  
 سبب میں بڑا سبب تو رعایت قومی اپنی اپنی قوم کی ہر شخص نایت کرتا ہے  
 دوسرے تعصب ہی غیر مذہب و الیکو امانت کرتا گویا فرض پیشی ہے اب  
 رہا قابل جس کیفیت یا فیہ دریافت کی ہو تو ہزاروں میں ایک آدھ آدمی

درک کلیات و جزئیات ہوتا ہے کہ ہر شخص بہت واقعات ایسے سماعت میں  
 آئے جنکی کچھ اصل ہی نہیں ہوتی ہر شخص نے اپنی زندگی میں بہت ایسے  
 واقعات مشاہدہ کیے ہوں گے منجملہ انکے مشے نمونہ از خروارے۔ عرہائی  
 گھس گھس تو مشہور ہی ہے۔ گوا یا میں ہمارا جہ بینکونامی کے بیان لڑکا پیدا  
 ہوا تو میں سلائی کی غنیمت صدر لینڈ صاحب بہادر جو اوس زمانے میں پریسڈنٹ  
 صدر کورپورٹ کی وہاں سے خریدہ مبارکبادی آیا۔ صاحب موصوفہ خوشی  
 خوشی لیکر دربار میں آکر بڑی آؤ بھگت ہوئی سب غیر معمولی تشریف آری  
 کا دریافت کیا خریدہ پیش ہوا معلوم ہوا کہ لڑکا نہیں لڑکی پیدا ہوئی ہے  
 یہ سنکر صاحب کے ہوش پران و حواس باختہ اب نادم و پشیمان ہوئے کہ صدر  
 کو کیا لکھوں انقض صاحب بہادر نے اہلکاروں کو ڈانٹ بتائی اور کوٹھی  
 کو واپس آئے یا مثلاً نواب دھرم دھرم اور بیگم صاحبہ قدسہ کاتاری تھا اور  
 نواب صاحب س فوج آئینہ میں مقیم تھے اور ادھر سے روانگی فوج کی تیاری  
 و لکشن صاحب بہادر پولیٹیکل کمینٹ سیور محرم کامینہ تاریخ دسویں سفر کا  
 کر بلا کے قریب تغریون کی دھوم خلقت کا جوم یکایک شور ہوا کہ وہ نواب  
 دولہا آگئے۔ بھگدڑ لڑ گئی میں تجھ پر تو مجھ پر سیکڑوں مندی لے اور دوشالے  
 اور کفنیں تمام رستہ میں مارے مارے پھرتے فتح گڑھ کی توپیں بھی باد ہوئی  
 و نادن چلنا شروع ہوئیں سیکڑوں آدمیوں کے تغریے شہید ہوئے بلکہ  
 نے صاحب کمینٹ کو سیور سے طلب کیا اب صاحب حیران کہ نواب صاحب  
 کے پاس سے آئینہ سے ابھی خط آیا ہے یہ کیا ہوا ہو گئے۔ ابھی بھوپال پہنچے

مجبوراً چھو پال آئے نہان دریافت کیا معلوم ہوا کہ ایک گائے کسی سب سے  
 بچک کر کہ ایک تقریر پر جو ہم میں گری۔ تقریر ٹوٹا۔ ایک دفعی ہوئے وہ چلائے  
 کہ ہاے مارڈو الا جب دوسرے تقریر پر گری تو اس نے کہا وہ یہ آگئے۔ لوگوں نے  
 جانا نواب دولہا ہیں پھر کیا تھا میدان صاف تھا صاحب بہادر نے جو کچھ  
 دلیں آیا کہا لیکن پھر ہوتا ہی کیا تھا اور لیجئے محمد حسن صاحب مخزن الادب کو تو آپ  
 لوگ جانتے ہو گئے کہ مشہور آفاق ہیں۔ کیونکہ انکو علم و فضل میں کمال ہی ایسا تھا  
 میرے اطوار کی چندان ضرورت نہیں آپ لوگ خود مجھے زیادہ جانتے ہو گئے  
 لیکن افسوس کہ باوجود اس علم و فضل و کمالات کے ہماری سرخی عنوان پر عمل  
 نہیں کیا تو آج ہماری نکتہ چینی کے مورد ہوئے کہ آپ مخزن میں تحریر فرماتے  
 ہیں کہ برگ قافلہ مثل برگ امانت یا وحشت اگر ذرا بھی آپ لوگ کوشش کے  
 ملک بیوار کہ جو ایک مدرس کا ضلع ہے یا سیلان کو ملاحظہ فرمائیے تو آپ کو اس  
 قول کی تصدیق بخوبی ہو جائیگی میرے زیادہ نقد یہ دینے کی ضرورت نہیں  
 اور اس پر کیا موقوف ہے بعض میں کے حالات ملاحظہ کرو کہ جتنا کچھا ڈنگ صین  
 میں بگور ہو چکا ہے۔ اب تو انھیں پر اکتفا کرتا ہوں اسی پر ہم حالات ایدس  
 بھی تپاس کرتے ہیں کہ وہاں کے واقعات لکھنے والے در قوم میں اہل اسلام  
 یا حضاراً تو اہل اسلام کا جنھوں نے بیستم خود دیکھا تھا تو اوکا وہاں خاتمہ ہی ہو گیا  
 رہیں اونکی کتابیں وہ سب برباد ہوئیں اور باقی رستے اور مورخ عرب اونھوں نے  
 دور سے سنائے واقعات نقل کر دیے کچھ حال واقعی اور کچھ رعایت قومی  
 اب رہے نصارا سپین تو انھوں نے اون واقعات کو بطور خود بر رعایت تعصب

نہ ہی راج کے اہل کاش نے کہ ان کے مزاج میں خدانے تقصیر ہی نہیں اور  
انصاف پسندی ہے۔ اوسمیں سے چھانٹ چھانٹ کر لکھا لیکن پھر کہا تک  
اسلئے آپ کے خادم نے اس عنوان - شنیدہ کے بوداوندیدہ پر غلط کر دیا

### بقیہ سفر نامہ

ہم شروع کتاب میں اپنا سفر نامہ مختصر بندر اسرائیل تک مذکور ہی کر چکے ہیں  
یہاں اعادہ کی اسکی کچھ ضرورت نہ سمجھی غرضکہ تاریخ ۱۴ نومبر ۱۹۳۳ء بندر  
اسرائیل علاقہ فرانس پہونچے وہاں دو دن قیام کیا اس واسطے کہ مہرجم کی تیار  
ضرورت تھی غرضکہ بذریعہ کمینٹ کوک کمپنی ایک فرانسیسی کوچہ چھوٹی ٹرک پر  
عربی جانتا تھا ایک پونڈ روزانہ علاوہ خوراک اور کرایہ مکان اور ویل پر نوکر کھل  
خادم کو وہیں چھوڑ کر ادھر بہت تغیر کر کے آٹھ بجے شب کو بارسلونا کی طرف  
روانہ ہوئے دو بجے شب کو اسلیس ریل کی بدلی ہوئی چار بجے پر ایک ہوچے  
یہ علاقہ اسپین ہے۔ علاقہ فرانس تمام ہوا یہاں مال کی تلاشی ہوئی ریل کئی  
ہوئی دنل بجے دکنو بندر بارسلونا پہونچے۔ بارسلونا ایک پرفضا بندر ہے۔

اسپین کی بڑی تجارت گاہ۔ ڈھائی لاکھ آدمیوں کی مردم شماری ہو کل جہاز  
یہاں سوداگری میں سرکاری جنگی کوئی نہیں ہے۔ اسرائیل سے دریا کے کنارے  
ریل آتی ہے کہیں لب دریا واقع ہے کہیں پیارڈون میں سے ہے بڑے ٹرکس ٹرکس  
یہاں آکر لا (۲) ترسکن (۳) مچلی (۴) شت (۵) بی ریر (۶) سیرغل -

یہاں دو آثار قدیمہ مور کے وقت کے دیکھے۔ دونوں مسجدین عالیشان ہیں  
جنکو کلیسہ بنائے ہیں۔ اور بعض چھوٹے موجود ہیں فالمدہ مور یہاں کل مسلمانوں

کو کہتے ہیں اور وجہ تسمیہ یہ ہے کہ بیان پہلے مسلمان ملک سے آئے تھے اور  
 اسی وجہ سے چین میں بھی مورو کہتے ہیں کہ پہلے اہل چین نے اسپین میں ان کی  
 زبان کی جیکہ انکی پہلے وہاں تجارت گرم تھی یہی نام سنا تھا یہ وہی بارسلونا ہے کہ  
 ہنگامہ ہجری میں خلیفہ حکم ثالث کے عہد میں جبکہ مسلمانوں اور عبداللہ  
 ابن عبد الرحمن ثانی اسکے چچاؤں نے اسپر خروج کیا تھا اور سلطنت اندلس میں  
 کمال درجہ تکملہ تھا اور وقت نصاریٰ نے فرصت غنیمت جاکر اسپر قبضہ کر لیا تھا  
 اسکا یہی نام قدیم مور کے وقت کا ہی کسی طرح کی دشمنی تحریف واقع نہیں  
 ہوئی ہم کٹرلس نوں بارسلونا ہوٹل میں اوتہے تھے وہاں سے یلنیشیا  
 کو آٹھ بجے ریل میں روانہ ہوئے راستے میں تین ٹرے اسٹیشن ملے (۱)  
 تراگونا (۲) کنٹیل (۳) سنگت - سیکور وید بھی کہتے ہیں جس پہ پہنچی ہوئے  
 بارسلونا یلنیشیا ایک سو ساٹھ کلومیٹر ہے کلومیٹر سے کچھ ہی کم ہوتا ہے یلنیشیا  
 کی مردم شماری ایک لاکھ پچتر ہزار پندرہ نصف شہر کے قریب کل پیرانی عمارت سے  
 اور گلی کو چے بھی بہت تنگ ہیں یہاں تین مسجدیں ہیں ایک کا نام کلوشو  
 دوسرے کا نام کنڈران سن تریہ تیسرے کا نام سن بانزل کہتو علاوہ ازیں  
 ایک دروازہ گول محراب کا عظیم الشان اسکے دونوں بازو پر درج قدیم  
 شہر پناہ کے مندرمہ دیوار کا اب تک یادگار باقی ہے اور اسپین مور کے  
 وقت کے چوٹی کو اڑکنہ موجود ہیں دوم دروازہ رفیع دار الحکومت جسر  
 کچھ عمارت بلند بطور دالان کپری کے ہے حکا نفث کتاب ہذا میں ذکر کیے  
 ایمان کا انا رب ربہ اور عمدہ مثل دمشق اور انگور گول دانہ کا خوش ذائقہ

اور لطیف ہونا ہی۔ دینشیا سے دو بجے دن کے روانہ ہوئے رات کے دو بجے  
 الکسٹر شاپ القصر دین ریل بلنگی دینشیا سے کارڈوبا پانٹو اسی کلوٹر سے راستے  
 کے برے آئینہ بین (۱) بد اخزا (۲) حبالبو (۳) الکسٹر (۴) بوبلیا  
 راستے میں ایک ندی ملی (اندو غا) دن کو راستے میں بجز نازکی کے  
 درختوں کے کو سون ٹرولون دوسرا درخت نظر نہیں آیا سب سے پانیوں تک  
 خوب لہے ہوئے پھر دوسرے دن زیتون اسی کثرت سے ملا۔ یہاں نازکی  
 بریکس کو جاتی ہیں راستہ میں مریض کچھو عرب کا یادگار بھی کثرت سے  
 ملتے ہیں مگر شیریں کم۔ دوسرے روز دس بجے دن کے کارڈوبا پہنچے  
 کارڈو یعنی قرطبہ

بجہ اللہ برائی آرزو اور قرطبہ دیکھا بھرا تھا دلیں میرے شوق کا ایک کب  
 قبل اسکے اوجاز قرطبہ شہر کا حال چشم دیدہ اور مسجد کی کیفیت کہ مقصود کلی اور  
 غایت اصلی اس سفر سے ہر گزارش کرتا ہوں جو اسطرسیاق کلام کے پہلے ترجمہ  
 انگیزی اور عربی سے مثل کا زامہ مور اور طبقات اندلس جو ملاحظہ میں آئے  
 واسطے ملاحظہ ناظرین کے قریب اوراق کرتا ہوں تاکہ مطالعہ کنندگان اخبار  
 و احوال و سیر پر اصل حقیقت بموجب منشاء اس شعر کے شعر و نقش و نگار درود  
 دیوار شکستہ آثار بدیدست صنادید عجم را بخوبی سنکشف ہو جائے خلیفہ کا  
 شہر ایک مورخ مسیحی لکھتا ہے کہ عرب کا قول ہے کہ قرطبہ عروس اندلس ہے اسکا  
 لمبا سلسلہ سلاطین کا اسکی ناموری کا تاج ہے۔ اسکی بچھری اون موتیوں کی ہے جو  
 اسکی شعر نے زبان کے سمندر سے نکالی ہے اسکی پوشاک علم و فضل ہے



اور فن و ہنر و سلی پوشاک کی مجال ہے ہم جب یعنی انگیز اسکا خیال کریں کہ وہ  
تخریب و عری مورخوں نے کی ہے قرطبہ کی نمود کی دسویں صدی سے متعلق ہے  
در حالیکہ اس وقت ہمارے بزرگوار لکھنؤ کے مجھوٹروں میں رہتے تھے اور پیل  
پرست تھے زبان ہماری بے ترکیب تھی لکھنا پڑھنا چند ملکوں میں تھا تو ہم مسلمانوں  
کی عجیب و غریب تہذیب کو کسی قدر سمجھ سکتے ہیں کہ تمام یورپ اس وقت جہالت  
میں ڈوبا ہوا تھا۔ صرف مغربیہ اور اٹلی کے بعض مقامات پر تہذیب کے آثار باقی تھے  
تو دارالسلطنت اہلس کی کچھ قدر ہو سکتی ہے باشندہ وہاں کے۔ تپاک اور بگلف  
برتاؤ عقل و فراست خوش خوری خوش پوشی شہسواری کے لیے مشہور تھے۔ ارباب  
علم و فضل و کمال میں عظیم المثال رؤسا وہاں کے فیاضی میں مشہور اور ہنر  
کے جنگ و جدل سے ماہر دنیا کے تمام حصوں سے طالب علم آکر ہر قسم کے علم حاصل  
کرتے تھے مسکن علما اور قیام تحصیل علوم تھا اہل علم اور اہل حرفہ ہمیشہ ایک دوسرے  
پر بھکت و بیجا نیکی کو پیش کرتے تھے۔ شریف اور نیک لوگوں کا دنگل تھا قرطبہ  
اہلس کے لیے ایسا تھا جیسے سر جسم کر لیے۔ اسکی وسعت اور خوش وضع کا اندازہ  
کرنا ناممکن ہے جو خلیفہ عظم کے وقت میں تھی محل القصر اب ویران ہے  
اسکے خرابات مجلس و مکانات کے کام میں لائے جاتے ہیں وریاے وادی اللہ  
پر ایک پل موجود ہے جو پہلے خلیفہ بنی امیہ کے سیاحوں کو ایک حیرت میں ڈالتا  
اس شہر کی وسعت کی بابت مورخوں میں اختلاف ہے مگر صحیح اندازہ لمبائی کا  
پیل تھا وادی البکیر کے کنارے سنگ مرمر کے مکانات مسجدوں اور باغوں سے جگمگاتے  
تھے جن میں نایاب پھول اور درخت دوسرے مالک کے ہوشیاری سے لگائے

جاتے تھے۔ اور عربوں نے اپنا طریقہ آبپاشی کا جاری کیا جس میں اہالیان  
 اسپین اونکے پشتیر اور بعد کبھی برابر اونکے زمین جو بے پہلا بنی امیہ کا سلطان  
 ایک خرما کا درخت شام سے لیلیا تھا تاکہ اوسکو اپنے وطن کی یاد دلاوے  
 اور اوسکے نام پر اسنے ایک غمگین نظم اپنی جلا وطنی کی توجہ میں تصنیف کی  
 یہ درخت خرما اوس باغ میں نصب کیا گیا تھا جو اوسنے اپنے وادہ شام کے  
 باغچہ واقع دمشق کے دیکھا دیکھی ترتیب دیا تھا جہاں وہ بچپن کی حالت میں  
 کھیلا کرتا تھا اوسنے اپنے کارپردار تمام دنیا میں ممالک غیر کے درخت پودے  
 اور تخم لائیکے لینے بھیجے اور سلطان کے باغبان ایسے ہوشیار تھے کہ انھوں نے  
 ان غیر ملک کے درختوں کو بہت جلد پرورش کر دیا اور محل سے تمام ملک میں بکھلے  
 اسی طرح اندر ایک تخم سے بویا گیا جو دمشق سے لایا گیا تھا ان بہتے باغوں کی  
 آبپاشی کے واسطی پہاڑوں سے پانی بذریعہ شیشہ کے نلون کے لایا جاتا تھا  
 چنانچہ پہاڑوں پر نشانات اداں پانی کے کاموں کے اب تک دکھائی دیتے  
 ہیں اور اونکے ذریعہ سے بہت سیانی سنگ مرمر کی جھیلوں اور چشموں اور  
 بالابوں میں پہونچایا جاتا تھا۔ موزخ لوگ سلطان کے محلوں کی عجیب غریب  
 پائین لکھتے ہیں اون میں سے خاص ایک محل سکونت تھا جکا چھانک نہایت  
 عمدہ بنا تھا اوس میں سے مسجد کلان کو جانیکارستہ تھا جس میں بادشاہ ہر جمعہ  
 کو جاتا تھا اور اوسکے تمام رستہ پر ایک سرے سے دوسرے سرے تک عمدہ  
 قالینوں کا فرش ایک محل چھوڑو کا محل کہلاتا تھا دوسرا عشاق کا تیسرا قنات  
 کا جو تھا تاج کا اسی طرح اور دن کے نام تھے۔ چنانچہ منجملہ اونکے ایک بنی امیہ

کے پورے وطن کے نام پر دُشمن کہلاتا تھا اور اس آخر محل کی چھتین سنگ مر  
 کے ستونوں پر نصب تھیں اور فرش پر سنگ موسیٰ کا کام تھا یہ محل ایسا خوبصورت  
 تھا کہ جسکی تعریف شاعر و فن نے لکھی ہے۔ قریبہ کے بعض باغون کے نام  
 دلکش ہیں جنہ دیکھنے والوں کو جھرتے ہوئے پانی کے قریب سونے اور چھو  
 اور میوؤں کی عمدہ خوشبو کے لطف اور ٹھانکی ہوئی دیرپا وادی الکبیر  
 کا خاموش بہاؤ باشندوں کے لیے دائمی مسرت کا باعث تھا اسکے اوپر  
 ایک نہایت عمدہ پل شہرہ محرابوں کا تھا جو اب تک اہل عرب کی لیاقت انجیری  
 کا گواہ ہے تمام شہر نفیس نفیس عمارتوں سے بھرا ہوا تھا جنہیں سے ۵۰ ہزار سے  
 زیادہ مکانات امرا اور سرکاری لوگوں کے تھے ایک لاکھ سے زیادہ مکان  
 عوام کے تھے اور سات سو مسجدیں اور نو سو حمام تھے۔ یہ اسلامی شہروں میں  
 نمودی خیر ہے کیونکہ مسلمانوں میں صفائی صرف طہارت کی غرض سے ہے  
 بلکہ ہر عبادت سے قبل اسکا ہونا ضرور ہے بخلاف اس قرون اوسط کے کہ نصرانی  
 نہانے دھونے کو مسلمان کا دستور سمجھ کر اسکی ممانعت کرتے تھے اور منک  
 لوگ اپنی کثافت پر بیان تک ناز کرتے کہ ایک نصرانی زاہدہ لکھتی ہے کہ آٹھ  
 سات برس کی عمر تک اپنے جسم کا کوئی عضو نہیں دھویا بخراؤ گلیوں کی لور  
 کے جب وہ ماس لینے جاتی جب غلاط خاصہ نصرانی تقدس کا ٹھہر اور مسلمان  
 نہایت مبالغہ کے ساتھ طہارت کرتے اور اپنے جسم کو بغیر پاک کیے اپنے خدا  
 کی طرف جانے میں جرات نہ کرتے جب اسپین پھر نصرانی بادشاہوں کے ہاتھ  
 آیا فلپ مبادشاہ اسپین شوہر میری ملکہ انگلستان نے حکم دیا کہ تمام حمام

کہوڑ والے جادین۔ اس بنیاد پر کہ یہ یادگار اسلام میں قرطبہ کی عمارتی چیزوں  
 میں بڑی مسجد منبر اول ہر اسکی تعمیر ۳۸۷ھ میں عبدالرحمن اول نے شروع  
 کی اور انہی ہزار اشرفیاں صرف کیں جو اسے گاہتوں سے بطور غنیمت  
 پائی تھیں یہ مسجد نہایت عمدہ نمونہ پورا نے اسلامی کمال کا دنیا میں ہے  
 ایک نے ستونوں اور دیواروں پر سونا چڑھایا دوسرے نے نیامینار بنوایا  
 لداؤ کا برآمدہ نمازیوں کی آسائش کے لیے زیادہ تعمیر کیا۔ اس طرح سیقف  
 مکان پورے کچھیم تک اونیس اور اوتیس دھن تک کہیں ہیں اس میں  
 سیکیٹس دروازوں کے نمازی داخل ہوتے چھت ایک ہزار ستونوں پر تھی فرش  
 میں چاندی اور سنگ موسی کا کام تھا اور ستونوں میں سونے جو اہرات کے  
 پچھکاری ممبر عمدہ لکڑیوں اور ہاتی دانت کا تھا اکثر قیمتی پتھر سونیکے کیلون  
 جڑے تھے چار حوض وضو کے لیے جن میں دنرات پہاڑوں سے پانی آتا  
 سیڑ کے متعلق بہت سے مکانات کچھ کیطرت تھے جن میں غریب مسافر کھا  
 پاتے سیکڑوں پتیل کی لائٹیں گر جن کے گھنٹوں سے بنائی گئی تھیں  
 مسجد کو روشن کرتی تھیں ایک بڑی موٹی تی پچاس فوٹ کی رات دن وعظ  
 کے سامنے ماہ رمضان میں جلا کرتی تھی اس مسجد عالیشان کی عمارت کا ابتدا  
 سلسلہ بھی بنو زنا تمام حاکم اسکا بانی یعنی عبدالرحمن اول جل بساؤ کے بعد  
 اس کے لڑکے ہشام قدسی نفس نے صوبہ نارون کے غنائم سے اوجس عمارت  
 کے سلسلہ کو ختم کیا پھر حکم بن ہشام نے اسکے تمام دروازوں اور ستونوں  
 کو مٹا کر نے میں بیش بہا دولت صرف کی پھر عبدالرحمن ثانی نے ایک نیا

مینا بطمانی کا جو ایک سو پچاس فٹ بلند تھا نصب کیا۔ غرض کہ ان کے بعد جو فرمانروا  
 ہوا گیا اپنا بیاقاع نام اور حصول ثواب کے خیال سے اس عجیب غریب عمارت  
 میں کچھ ترسیم کرتا رہا یہاں تک کہ خلیفہ اعظم عبدالرحمن ثالث نے ایک اور درجہ  
 بڑھایا تین سو باون آدمی خدام فقط اس کام پر معمور تھے کہ اگر کی بتیان اور عود  
 وغیرہ منقل آہنی مین جلا کے اون کے بخوات سے نمازیوں کا دماغ موپر کیا کرتے تھے  
 اور لالہ بیٹوں کے لیے جن مین روزانہ دس ہزار بتیان جلتی تھیں روشن کیا کریں  
 اس مسجد کی بہت خوبصورتی اب تک باقی ہے۔ سیاح لوگ ستونوں کے جنگل مین  
 گھڑے ہو کر تصویر حیرت نبھاتے ہیں ہر جانب بے شمار ستون نظر آتے ہیں سنگ  
 ساق زبرجد سنگ مرمر اب تک اپنی جگہوں مین قائم ہیں عمدہ سنگ موسیٰ کوشیشہ  
 جکے بنائیکے لیے بی باقی زین تم سے کارگیر آئے تھے جو اسرار کی طرح اب تک  
 چمکتے ہیں صحن نازکیوں کے درختوں سے اب تک بھرا ہے دیکھنے والا جب اس  
 مسجد کے سامنے گھڑا ہوتا ہے تو تصور بے اختیار قرطبہ کے ایام اقبال کی طرف  
 جاتا ہے یعنی خلیفہ اعظم کے اوج اقبال کے زمانہ کی طرف جو پھر نہ لوٹے گا یہ شہر ہزاروں  
 کے نشیب کی طرف لب دریا واقع ہے اور سکانات وادی البکیر ہے۔ سیانیہ وادی  
 گواڈر کیا۔ کہتے ہیں لب ساحل قلعہ کی فضیل بھی بلند بلند دروازے اور شہتہ  
 دیوار باقی ماندہ اب بھی اوسکی عظمت اور شان کی گواہی دے رہے ہیں۔  
 ایک دروازے کے روبرو پل قدیم ہے۔ تھرا مگر اب کا نقشہ دیکھو دریا کو دوسرے  
 کنارے پر بھی آبادی ہے اور اوس طرف پل کے بھی دروازہ عالیشان ہے۔  
 جکے گوشے مین لب ساحل ایک برج وسیع جو ایک مختصر عمارت کے شامل ہے۔

معلوم ہو کہ اس سے زیادہ عجیب و غریب شہر اور محل نہ ہر اتھا کہ جو عبد الرحمن ثانی  
 نے اپنی زوجہ زہرا کی خواہش سے اس کے نام سے بنایا تھا جل المحروس کے  
 دس مین قریب کے قریب ہر سال اپنی آمدنی کا ایک ثلث اس تعمیر میں صرف  
 کیا اور یہ سلسلہ اس کی سلطنت کے بیسویں سال تک اور اس کے بیٹے کی سلطنت  
 پندرہ سال تک جسے بہت اضافہ کیا جا رہا دس ہزار مزدور ہر روز کام  
 کرتے اور چھ ہزار چھ ہر روز شہر کے مکانات کی تعمیر کے لیے ترانے اور  
 سوار کیے جاتے تھے ہر ارلڈ و جانور مصالحہ موقع پر پہنچانے کے لیے ہر روز  
 محکم کرتے اور چار ہزار ستون اسٹادہ ہوتے جہین سے اکثر امیر قسطنطنیہ کی  
 طرف سے ہدیہ ہوتے یادگار شیخ سفلس اور دیگر مقامات سے آتے علاوہ اس  
 سنگ مرمر کے جو تراگوئے اور المیریا کی کانون سے نکالا جاتا وہاں پندرہ ہزار  
 دروازے تھے جہر لوہا صاف کیا ہوا پتیل سے چڑھا تھا اس نئے شہر میں  
 کے محل کی چھت اور دیواریں سنگ مرمر اور سونے کی تھیں اور اس میں  
 ایک عجیب و غریب تراش کا فوارہ تھا جو گر یک امیر نے نذر دیا تھا اور ایک  
 مادہ موتی بھی تھا بھیجا تھا کہ وہ کے وسط میں ایک طرف پارہ سے بھرا ہوا تھا اور  
 دونوں جانب اٹھ دروازے دندان فیل در آبنوس کے چوکھٹوں میں جڑے  
 تھے اور پیش ہا پتھرون سے مرصع تھے جب ہوب اوں دروازوں سے  
 آتی اور سیاب کو بقیار کرتی کل کمرے میں بجلی کیسی لپکین نظر آتیں اور اہل دیار  
 چکا چودے کے وجہ سے آنکھیں بند کر لیتے مورخان عرب عجیب و غریب فسانہ  
 مدنیۃ الزہری کے بابت بیان کرتے ہیں ایک موعج لکھتا ہے کہ اگر ہم

شہام اصلی اور مصنوعی خوبصورتیاں جو مدنیۃ الزہرہ میں ہیں بیان کریں تو بہت  
طوالت ہوگی اس میں چشمہ جاری تھے پانی نہوتی ساقاٹ تھا لہذا بیابان  
در بانوں کے عمدہ مکانات اور اعلیٰ عمدہ داروں کے نفیس محل تھے ہر قوم و  
ہر مذہب کے سپاہیوں چھوڑ کر غلاموں کا ہجوم تھا جو ریشمی اور کچھ ارباب کے کپڑے  
نپٹے شہر کی چوڑی سڑکوں پر پلتے پھرتے تھے محل کے عمدہ کمروں اور وسیع  
بمعنوں میں جوق جوق پھرتے قاضی فقیہ اور شاعر تانت سے خزان آتے  
محل کے ملازمان مسم ذکور کی تعداد تیرہ ہزار سات سو پچاس تھیں کی گئی تھی جنکو  
ہر روز گوشت علاوہ میوے اور مچھلی کے تیرہ ہزار پونڈ دیا جاتا اور مختلف اقسام  
اور درجہ کی عورتوں کی تعداد جو حرم سلطانی میں داخل تھیں یا انکی خواہوں  
میں منسلک تھیں چھ ہزار تین سو پچاس تھیں جنکو تیرہ ہزار پونڈ گوشت ہر روز  
دیا جاتا تھا بعض کو دس پونڈ روز دیا جاتا تھا اور بعض کو باعتبار ان کے منصب  
درجہ کم اور زیادہ یہ مقدار علاوہ مرغی اور تیرتوں وغیرہ اقسام کے پرندوں  
شکار کے گوشت اور مچھلی کے تھے مدنیۃ الزہرہ کے تالاب کی مچھلیوں کے واسطے  
بارہ ہزار روٹیوں کا رات بوقت مقرر تھا اور اسکے علاوہ چھ وزن مسور جو ہر روز پانی  
میں بھگوئی جاتی اس قسم کے بہت واقعات نہایت شرح و بسط کے ساتھ اس  
زمانہ کی تاریخوں میں موجود ہیں اور فقہا اور شعرا نے انکی توضیح میں شنا و صفت  
بہت کچھ کی جو لوگوں نے ان سبکو دیکھا اور خون نے اقرار کیا کہ بلاد اسلامیہ  
میں اسکے مثل کہیں نہ تھا دور دراز ملکوں کے سیاح اور ہر تہہ اور ہر پیشہ کے لوگ  
گو اور کچھ ہی مذہب ہو وایان ملک - سفیر - تاجر - حاجی - فقہا - اور شاعر



سب اس پر متفق تھے کہ اوغنون نے اپنی سیاحت میں اس کے مثل نہیں دیکھا  
 فی الواقع اگر اس میں چکنے سنگ مرمر کے چھجے اور سہرے کمرے اور ہر طرح اور  
 ہر قسم کی دستکاری کے کام سداے عمارت کے فنانعی نقشہ کی عمدگی مناسب  
 اور خوب صورتی دیوار گیر یون اور آرائش کی نفاست اور نیز ستونوں کی بنیاد  
 اور ہواداری میں اسی طرح معلوم ہوتی گویا کل سے ڈھال دین میں ہن رنگ مینر  
 جو نہایت عمدہ منظرون کے متشابہ ہوتے مصنوعی جبل نہایت مضبوطی سے  
 بنائے گئے تھے۔ اور حوض جس میں ہمیشہ پانی مصفا بھر رہتا تھا عجیب  
 فوارہ قابل حمد و ثناء خدا بزرگ بزر ہے جس نے اپنے ناچیز بندوں سے ایسے  
 عجیب و غریب محل تعمیر کرائے اور انکو بطور معاوضہ کے اس نیامین آباد ہونے دیا  
 اور انکو نیکی کے رستہ پر مستقل ہونے کے لیے نعمتیں عطا کیں جو عکس بڑی نعمتون  
 کا ہے جو جنت المادے میں ہر مومن مسلمان کو ملیں گے محل زہرہ میں اسی  
 محل میں وہ سفردن کی آویخت کرتا۔ گریک مرا نے اس کے دربار میں اپنا  
 سفیر بھیجا ماہ ربیع الاول ۳۲۹ ہجری مطابق ۹۲۹ء مکان افسران فوج کو اس  
 تقریب کے لیے تیار ہونیکا حکم دیا تھا کمری نہایت خوشامی سے آراستہ کیے گئے  
 اور تخت جو ہیرے اور جواہرات سے جگمگاتا تھا وسط میں رکھا گیا تخت کے  
 دونوں جانب خلیفہ کے دونوں بیٹے کھڑے تھے انکے پیچھے دائیں بائیں وزراء  
 اپنی جگہ تھے بعد انکے حاجب و وزراء کے بیٹے خلیفہ کے مولا اور محل کے کا مدار  
 محل کے صحن میں نہایت نفیس قالین بچھائے گئے اور دالانوں پر ریشمی پرکار  
 پردے آویزاں کیے گئے اب سفیر لوگ داخل ہوئے اور اس عظمت و شان

اور بادشاہ کے جلال سے جسکے روبرو وہ کھڑے تھے متحیر ہوئے پھر دو چند قدم بڑھے  
 اور اپنے آقا و مطہرین یسوع فرما کر وادی قسطنطنیہ کا خط جو یونانی زبان میں تھا لے کر کاغذ پر ہنر  
 حرفوں نے لکھا ہوا تھا پیش کیا عبدالرحمن نے دربار کے ایک نہایت خوش بیان کو اس  
 موقع پر مناسب پہنچانے کے لیے حکم دیا کہ ہنوز اس نے ایک لفظ بھی شروع نہ کیا تھا  
 کہ منظر کی چمک نے اور ارام اور وزیر کی سنجیدہ خاموشی نے اسکو ایسا خوف دیا  
 کیا کہ اسکی زبان تالو میں چپک گئی اور وہ بیہوش ہو کر اُدھر سے اُدھر بھاگنے کی  
 کوشش کی مگر اس نے بہت کچھ نہ کہا تھا کہ وہ بھی ساکت ہو گیا انقض غلیظ عظم انگریز  
 محل کی تعمیر میں ایسا مستغرق تھا کہ وہ تین جمعہ شریک نہ ہو سکا اور جب مسجد میں  
 داخل ہوا پیش امام نے اسکی غفلت پر شدائد و توبیخ کی دھمکی دی کل قرطبہ کے محل اور  
 گلستان بنظر تھے اس کے علما اور فضلاء نے اسکو یورپ کے علم و فضل کا مرکز بنا دیا تھا  
 شایقین علم یورپ کے ہر حصے سے سبق لینے کے لیے آتے تھے جبکہ پرنس ہنا نام من نے اپنے  
 دور دراز سکس کی نوٹ مقام کو اور شلیم من قرطبہ کی تعریف گائی تھی علم طب میں اندرس  
 طبیعوں رجا حوک کے دریا تجربہ سے بہت کئی باتیں معلوم ہوئیں جو لیکن زمانہ سے باوجود  
 میں یافت ہوئی تھیں ابوقاسم خلف گیارہویں صدی کا ایک ہی جراح تھا اور اسکے  
 بعض عمل الزمانہ کے بڑاؤ کے مطابق تھے ابن خلدون نے اسکے بعد بہت علم طب و جراحی  
 دریافت کر نیکے لیے سفر کیا اور اسپر ایکٹ می صغیم کتاب لکھی اور ایورس فلسفی کو باقاعدگی  
 اوس زنجیر کا تھا جو قدیم یونان کے فلسفہ کو قرن اوسط کے یورپ سے متعلق کرتے ہیں  
 علم ہیئت - جغرافیہ - کمری - علم حیوانات نہایت شوق سے قرطبہ میں پڑھے جا رہی  
 فصاحت و بلاغت اسکی بابت اتنا لکھا کافی ہے کہ پورے یورپ میں کبھی

ایسا زامہ نہیں ہوا جب نظم ہر شخص کے نوک زبان ہوتی ہو اور ہر درجہ کے لوگ  
 عربی اشعار فی البدیہہ کہتے کہ اس سے غالباً اسپین کے مخنیون اور پروفوڈوس  
 اور اٹلی کے کبیرون نے نمونہ لیا ہے۔ کوئی تقریر یا گفتگو بلا مثال اپنے نظم کے  
 مکمل نہ ہوتی۔ جو بولنے والا فی البدیہہ تصنیف کرتا یا کسی نامی شاعر کا مصنفہ شعر  
 پڑھتا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کل اسلامی دنیا واقف شاعری ہو گئی ہو خلیفہ سے  
 ملاح تک شعر بناتے اور اندلس کے شہروں کی حمد کی اسکے دریاؤں کے خوش گوار  
 رفتار و سکی پر نور ستاروں کے نیچے خوب صورت رات عشق و شہر آب کی مست  
 خوشخوابی کی صحبت اور ماہ میکا ان حور جمال کے خفیہ ملاقاتوں کا حال گائے  
 جنگی زنجیر زلف گانیو الیکو اپنا قید کرتی صنعت میں اندلس نمبر اول تھا مدینۃ النور  
 یا مسجد قرطبہ تعمیر نہ ہوتی اگر اسکے کاریگر دست کاری میں یرطولے نہ رکھتے ہوتے  
 ریشم بانی کا کام اندلس میں نہایت پسندیدہ کاموں سے تھا۔ فقط قرطبہ میں  
 ایک لاکھ تیس ہزار جولاہے سکونت پذیر تھے اور البیر یا اسپنچہ شہی کپڑوں اور  
 قالین کے لئے مشہور تھا ظروف گلی کی ساخت بھی درجہ کمال کو پہنچ گئی تھی  
 اور جزیرہ جزیرہ جویا میں کھارون نے مٹی پر سونایا تاجے کی بد بنانا ایجاد کیا۔  
 جسے الطالیہ کے فن ساخت ظروف گلی کا نام جوہر کار کھا گیا سیسہ پتل اور کو  
 کے ظروف پہلے البیر یا میں بنائے جاتے تھے۔ اور دندان فیل کے ترشے  
 اور کھودنے کے چند عمدہ نمونے اب تک موجود ہیں جو قرطبہ کے اعلیٰ  
 عمدہ داروکن نام سے مشہور ہیں۔ یہ ہنر بلاشبہ مشرق سے لائے گئے تھے  
 اور عربی کاریگر بہت لائق شاگرد اپنے بامیر کیسی۔ ایرانی اور مصری استادوں

کے ہو گئی مرصع کاری میں ایک صند و قچہ جس میں چاندی کا کام ہے اور  
 موٹی لگے ہوئے ہیں اس میں ایک عربی کتبہ ہے جس میں امیر المومنین حکم نامی  
 پر نزول رحمت کی دعا ہے مسلمانوں کی تلواروں کے قبضہ اور زیورات کی  
 نہایت نفیس اور نادر تھکے اور چھوٹی چھوٹی چیزوں از قسم کنجی وغیرہ کو خوشنہالی  
 سے مرصع کرتے یہ امر کہ اسپین کے مسلمان پتل میں بدر کا کام کیا کرتے تھے  
 ایک مسجد کے چراغ سے ظاہر ہے جو محمد ثالث بادشاہ غرناطہ کے واسطے بنایا  
 گیا تھا۔ اور ٹیڈو و دار السلطنت حال اسپین میں موجود ہے۔ اسپین سے  
 نسبت کاری کے کام میں قاہرہ اور دمشق کے سواے اور کوئی مقام فوق  
 نہ لیکھا تھا ہم محل قرطبہ کے پتل کے دروازہ کا پیشتر ذکر کر چکے ہیں جنکے کچھ  
 نشانات اب تک اسپین کے گرجوں میں پائے جاتے ہیں ہر شخص نے ٹیڈو  
 کی تلوار کا ذکر سنا ہے اور گو فلاو کے نرم کرنیکا فن اہل عرب کے عہد سے پیشتر  
 اسپین میں معلوم تھا۔ تاہم۔ ٹیڈو کے ہتھیار بنانے والوں کے سلاطین  
 قرطبہ سرپرست تھے امیر سیواٹیل مرشیہ غرناطہ بھی مشہور مقامات زرہ اور  
 ہتھیاروں کی ساخت کے تھے۔ ڈال پنڈہ کے وصیت نامہ جو جوہرین  
 صدی میں لکھا گیا تھا حسب ذیل عبارت درج ہے: میں اپنے بیٹے کو اپنے  
 کنسیٹیبل تلوار وصیتا دیتا ہوں جو میں نے سینواٹیل میں بنوائی تھی اور جسے جواہرات  
 اور سونیکا کام ہے علوم فنون تہذیب میں بالعموم قرطبہ ایام حکومت مسلمان  
 میں فی الواقع دنیا کا نہایت چمکنا ہوا جواہر تھا۔ قرطبہ کی نسبت صاحب کتاب  
 الذہب لکھتا ہے کہ ایسا عظمت اور پر شکوہ شہر چشم فلک نے آج تک نہیں

دیکھا ہو گا جسکا طول چودہ فرسخ سے کم نہ ہو گا مگر اس میں وہ حصہ بھی شامل ہے  
 جسکو خلیفہ اعظم نے بطور سواد اعظم آباد کیا تھا جو مدینۃ الزہرہ کے نام سے چار  
 گوشہ دنیا میں بلند آوازہ ہوا وادی البکیر کے دونوں جانب سنگ مرمر کے  
 نظارہ قریب ایوانات جلوہ افروزی اور بنیطری اور عیدیم المثالی کا نقشہ پیش  
 کر رہے تھے اہل عرب کے صناعی کمالات اور انجینیری کی پرزور قوت اور خلک  
 حیرت انگیز عمارتوں کے دیکھنے سے آشکار ہوتی ہے جسراوٹکے قادرانہ کمال نے  
 ملک صنعت سے اپنی یکتائی اور بے مثالی کی دورخی تصویر کھینچی تھی :

سن لیا جو کچھ سنا اب چشم دیدہ دیکھے

اب قرطبہ یعنی کارڈوبادار الخلافت اندلس یعنی اسپین کی مردم شماری انہی  
 ہزار آٹھ سو آدمی کی ہے یہ شہر ہاڑوں کے قرب میں لب دریا واقع ہے  
 اسکا نام وادی البکیر یا سپانیہ والے گواڈکیور کہتے ہیں لب ساحل قلعہ کی مفصل  
 بھی ملے بلکہ دروازہ اولیٰ شہر و بنوا القیمادہ اب بھی اسکی عظمت اور شان کی گواہی  
 دے رہے ہیں ایک دروازے کے روبرو بل قدیم ہے تیرہ محراب کا نقشہ  
 نمبر دیکھو دریا کے دوسرے کنارے پر بھی آبادی ہے اور اوسی طرفیل کے  
 دروازہ عالی شان ہے جسکے گوشہ میں لب ساحل ایک برج وسیع جو ایک مختصر  
 عمارت کے شامل ہے بنا ہے معلوم ہو کہ خلفار امویہ نے واسطے تفریح اور سیر  
 دریا اور شہر کے بنوایا تھا اب پہلے ہم جامع قرطبہ سے شروع کرتے ہیں اس  
 کے کل مقصود ہمارا اس سفر سے یہی ہے جو خود اپنا آپ نظیر ہے بعد اسکے اور

مختصر حال مکانات قدیمہ کالکھین گے مسجد جواب بطور کنیہ کے ہی یہی اس  
دنیا کے عجائبات ہے ہر ایک کو عبد الرحمن نے کہ جسکو قرطبہ میں مسکنۃ عبد الرحمن  
کہتے ہیں اپنے عہد خلافت میں بنایا تھا اور ترمیم اسکی بعض خلفاء کے قوت  
میں بھی ہوئی طول اسکا سات سو چالیس قدم ہے اور عرض اسکا چار سو  
چالیس قدم ہے اور ستون آٹھ سو پچاس اور کنیہ کے ستون ڈیڑھ سو  
پچاس جملہ ایک ہزار ہوئے طول کی محرابیں چالیس اور عرض کی بیس ہر ہر  
دو ستونوں پر محراب واقع ہے جو طرف مسجد کو قائم رکھی ہے چہ میں کنیہ  
بنایا ہے مسجد میں داخل ہونیکے دس دروازے ہیں دو بڑے خارج مسجد حرم  
کے اور آٹھ چھوٹے بنا مسجد کے ایک چوتھے پر واقع ہے جو زمین سو قریب  
دو ہاتھ کے یا کم و بیش نشیب و فراز کے واقع ہوا ہے چاروں طرف کی دیوار  
بہت بلند ہے اور باہر کی طرف محرابیں دیوار میں بنائی ہیں اور چاروں طرف  
شکر ہی شاید دریا کی طرف عبد الرحمن کے محل سے کسی زمانہ میں ملحق تھا اس  
یہ کہ وہ اپنی مسجد کے جلوہ میں جو بطور بتیج خانہ کے بنایا تھا آیا جایا کرتا تھا  
اب ٹوٹ کر محل علیحدہ اور مسجد علیحدہ ہو گئی اور اسکے محل کے گوشہ سکنتہ میں  
وقت فتح کا یادگار بنایا ہے جسکا منصف جرنیل فاتح ہے جسکا نقشہ درج کتابت الہی  
العرض حرم مسجد کے دو قطعہ ہیں پہلے بطور کافی دیوار میں دو دروازے  
عالیشان ہیں جو بلند دروازہ ہے سیدھی جانب کو مینارہ عالیشان اذن  
کا کئی منزلہ ہے اب اوپر کی گزری میں چار گھنٹے آویزان ہیں اندر صحن وسیع  
میں ناریکون کا باغ ہے اوس میں فوارہ جاذبی ہے تین طرف تلویح میں

مین اور اوسین اندر پہلو بنائی ہیں اس صفائی کو کہ عقل کام نہیں کرتی اور اس طرح  
 کا کچھ کام محراب امام مین ہے لیکن وہاں ایک عظیم الشان ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہے  
 اسین بعض بعض مردوخین ایسی باقی ماندہ ہیں ایسے کہ مثل جرم بیت اللہ کے ہر حیا  
 ستون ایک گنبد واقع ہوا ہے اور مین بھی سنگ مرمر کے چو پھلا تھپر لگائے ہیں کہ  
 قدرت خدا کی نظر آتی ہے۔ باقی ماندہ کی شکست و ریخت کر کے بطور خود بنائے ہیں  
 فرش عمدہ سنگ مرمر کا یا نفرتی تھا اور سکون کال کراب جدید تھنے بندی ہو رہی ہے  
 اقسام اقسام کے تھپر کے ستون ہیں اکثر سنگ مرمر سنگ موسی وغیرہ کے ایک  
 اوسین حقیق تھپر کا دیکھا جین اگ نکلتی ہے ح میں ایک حوض بھی ہے اب اسکو  
 پاٹ کر مختصر رکھا ہے جبر ایک وکنا لوہے کا لگا ہے آگے یہ سب گیند کل مطا اتو  
 سب کو توڑ کر سونا نکال لیا سونا چڑھا نہیں تھا بلکہ خالص سونے کے پتھر تھے جیسے غلو  
 عبد الرحمن کے محراب مین واقع ہیں اور قیاس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد  
 کے کچھ تھپر اور کچھ کندہ اور اطراف کو بھی گئے ہیں اس لئے کہ بہت سی خبریں  
 تھنے وہین کے میوریم مین دیکھیں دو مسجد سے ذرا فاصلہ پر لب دریا  
 ایک چن ہے اوس مین سہ وری سنگ مرمر کی چھوٹے چھوٹے گول ستون  
 کی واقع ہے جین تمام نقش و نگار رنگ برنگ کے پھرون مین یکے ہیں اسلئے  
 باقی زینہ سنگ مرمر کے ہیں رو برو دو حوض وہ در وہ بلب بھر مین  
 وونون کے بیچ مین چھوٹا بل مختصر بنا ہے پھر اوسکے رو برو یا کی طرف  
 چن ہے قریب بائیں ہاتھ کے پچا تھر کا پانی حوض مین سے مین گریا ہر  
 اور پھر یو نالیون کے روشون مین جاتا ہے وہاں دیوار پر سے



جو پہلے پڑشتہ کے لب نواح بہت بلند تھا ہے دریا میں گرتا ہی اس چمن اور مسجد کے  
درمیان کچھ باقی باندھ محل رکھیا ہے اس کے دروازے جو بطور دیوان خانہ کے  
بلند واقع تھے بند کر دیے ہیں اب بھی یہ جگہ پر فضا قابل سیر ہے عبدالرحمن نے  
قرطبہ کو بطور دمشق کے بنایا تھا اوس طرح نئے شہر میں کوہ کوہ موجود مسجد  
بھی ویسی ہی بلکہ اس سے بہتر اور بزرگ و عظیم و شہر کی بہترین چھوری ایسا  
اسکو بھی اندس کئے لگے جیسے کہ شام کو کئے ہیں۔

قرطبہ سے غرناطہ یعنی گرانڈا دو سو چھیالیس کلومیٹر ہے بڑے بڑے چھوٹے  
ہیں۔ پہلا اسپینو (۲) اوس کینرا (۳) انٹی کیو ارد (۴) لاربدہ (۵) روید  
(۶) گرانڈا یعنی غرناطہ ستر ہزار آدمی کی مردم شماری غرناطہ منہ قصر الحرم کے  
غرناطہ کے مقابل میں قصر الحرم جو بطور قلعہ جدا گانہ کے واقع ہوا در درمیان میں  
پر فضا کو دیکھا کرتے ہیں وہ تسمیہ قصر الحرم کی یہ ہے کہ ایک مربع چہار پر واقع ہوا ہے  
اس قصر کی بدیع المثنیٰ اور عجوبہ روزگار صنایع اس مٹی حالت میں بھی  
سیاحان یورپ کو حیرت میں ڈالتی ہے اسکی تعمیر میں مسلمانوں نے  
فن ہماری سنگتراشی اور فن مصوری کے وہ وہ کمالات دکھلائے  
ہیں اور اوسکی درو دیوار میں عربی فیشن کے ایسی عظیم المثنیٰ بھی کاری  
گلی کاری کا طلائی کام کیا ہے کہ یورپ کے بڑے بڑے صنایع آج تک  
اوسکی سمجھنے سے قاصر ہیں تو غرناطہ کی وضع قطعہ اور شان دار  
عمارات کو دیکھئے تو دو مستحکم قلعوں کے درمیان گویا کوہ نور ہر معلوم  
ہوتا ہے مشہور کوہستان سیرالونڈا کی وہ بلند چوٹیاں اور کشیدہ قامت

جو ہمیشہ برف سے سفید رہتی ہیں عہد اسلام میں خیال القمر کنلاقی تھیں۔ اس کے  
 دامن میں ایک نہایت مسرت و شاداب اور وسیع القضا میدان مدبھرتک  
 پھیلتا چلا گیا جسکو دیگا کہتے ہیں دیگا کے کنارے پر ایک طرف غرناطہ واقع  
 ہے اور دوسری طرف الحمرا شہر کی کسی بلند عمارت یا اگر زیادہ وسیع و محیط  
 نظارہ منظور ہو تو الحمرا کے عالیشان چہت پر چھتر کرسا منے گلزار و عمرتزار  
 نارنگیوں اور انگوروں کے باغات جنگی نظارت اور ترونادگی میں گلشن دو  
 کا جلوہ نظر آتا ہے لہذا رہے ہیں صاف اور شہرین پانی کے چشمہ عجیب ناز  
 سے تم تم کر رہے ہیں ایسا نظر قریب منظر موزون موقع اور ایسی فرحت افزا  
 اور خوش آئندہ آب و ہوا اندلس کے کسی شہر کو نصیب نہیں ہوئی خیال القمر  
 کی تینری فیلی ہو اؤن کی بدولت شدید موسم گرما میں بھی عجب لطف و آرام  
 سے گذرتا ہے۔ زمین انتہا سے زیادہ قابل زراعت بلکہ زریزہ ہے  
 الحمرا کی کرسی کے لیے مسلمانوں نے دیگا ایک ایسا بٹہ اور موزون  
 حصہ پسند کیا ہے جسکو چاروں طرف سے ایک معمول سے زیادہ  
 ڈھلوان نالہ بطور خندق گہرے ہوئے ہے اوسکی دامن میں شمال  
 کی جانب دریاے ڈار و موجین مارتا ہے اس قدر فی خندق کے  
 کنارہ چاروں طرف اندر کی جانب لوہا لٹ سنگین دیوارین جن پر  
 جابجا مناسب فاصلہ ہے عالیشان برج اس سطح مرتفع پر محیط ہیں  
 یہ مقام شہر کا وغرباً آٹھ سو اسی گز بانفت میل لمبا ہے قصر کے اندر  
 جانے کا راستہ ایک بڑے جنگی مستحکم اور سنخ برج سے ہو جسکا

دو دروازہ باب العدل کہلاتا ہے اسی برج میں بنو نصر محدث گسٹری کیا  
 کرتے تھے اندر داخل ہو کر فرش کے کمرے سے ۲۸ فٹ بلند ہو  
 خوب صورت پتھروں پر ایک خوشنما محراب نصب ہے جو پانچ کنجی  
 اہتمام کا کتبہ کی ہے بیچ کو طے کر کے اندر ایک مربع احاطہ کی شکل  
 میدان ہے جس کے کنارہ پر عمارت نام تمام چاروں پنجسم کی ہے۔ جب کہ  
 قصر الحمر کے خاص دروازہ پر پہنچتے ہیں تو ایوان اندلس ملتا ہے  
 جسکی دیواروں پر سیلین چڑھی ہیں میان سے ایک سنگ لگر خوشنما  
 راستہ سے تیسرے ایوان میں پہنچتے ہیں جو قریباً ۱۴۰ فٹ  
 طویل اور ۷۰ فٹ عرض ہے اس کے بیچ میں ایک بڑا تالاب بنا  
 ہے جس میں رنگ برنگ کی مچھلیاں تیرتی ہیں تالاب کے چاروں  
 طرف دیواروں سے ملے ہوئی برآمدے ہیں کہ جسکی چھتیں مشجر تنوں  
 پر لکھڑی ہیں شمالی دیوار سے ملا ہوا کمرہ پر اسکا عالیشان مینار مربع  
 استادہ ہے اس ایوان کی آگے ایک نہایت خوب صورت  
 کشتی نما جلوخانہ ہے جسکو بارگاہ کہتے ہیں اس ایوان عالیشان  
 کے گنبد سے مطلقاً بالا خانہ نشست گاہ جو اہر نگاری زمردی طلائی  
 بلورین شگوفہ کاری جن میں حسابجا چاند ستارے اور زرین  
 تاجوں کی شکلین تراش کر اس قدر خوب صورت بنائی ہیں  
 کہ جو دنیا میں اپنی آپ نظر ہیں دیوار و پیر زمانہ قدیم کے سکون کے منور عربی  
 کتبہ نہایت کاریگری سے کندہ ہیں دیوار میں ایک طرف بلند سی پردہ کا ڈارد

کی جانب ہر دریا ہے کہ عایشہ نے ابو عبد اللہ کو ایک ٹوکری میں بٹھا کر نیچے لٹکایا  
 تھا یہ وہی عبد اللہ خاتم السلاطین ہے جسکا ذکر ہو چکا ہے ایوان سرخ کے  
 اندر سے پذیر یغہ سیڑھیوں کے چڑھ کر آدمی چھت پر پہنچتا ہے وہاں سے  
 فصیح القضا میدان اور بل می لوس نظر آتا ہے خاص خلعتکدہ سلطانی  
 کے نزدیک سنگ مرمر کی چھوٹی چھوٹی خوشنما جالیان بنی ہین او کے نیچے  
 باغ لیلہ راجہ واقع ہے البتہ بلوغ تو بذاتہ ایسا خوشنما نہیں مگر اس کے قریب  
 حمام سلطانی اعلیٰ درجے کی صنعت کا نمونہ ہے جس میں طلائی اور فستری  
 شگوفہ کاری ہے۔ زبرجد سماق نیلم کے قیمتی پتھر کے پل بوٹے بنائے ہیں  
 کہ جنکے دیکھنے سے آدمی متحیر ہوتا ہے ایک حمام سالم سنگ مرمر سے تراش کر  
 بنایا گیا ہے جسکی نہایت خوبصورت جالیان ہین قصر البحر میں سے زیادہ  
 رفیع عمارت ایوان الاسد کی ہے اس میں بھی خوشنما خوش وضع برآمدہ ہر طرف  
 ہین جسکی چھت سنگ مرمر کی ایک سواٹھائیس ستونوں پر ایستادہ ہے درو  
 دیوار مطلقاً خوب صورت نقش و نگار علی قلم سے عربی کتبہ جنکے حروف گلکاریوں  
 کبج ہین کندہ کتے ہین طرح طرح کی شگوفہ کاری محرابوں پر ترنج ناقبہ  
 سفید سنگ مرمر کے حوض جنکے درمیان میں ایک تالاب جس میں بارہ  
 مصنوعی سنگ مرمر کے مشیر جنکے منہ میں سے پانی تالاب میں گرتا ہے اس  
 ایوان کے بعد خوبصورت دروازہ کے اندر محل بنی سرخ واقع ہے اس میں  
 بنی سرخ کے اقارب ابو عبد اللہ کے اشارے سے قتل ہوئے تھے یہی اسکی جو  
 قسمیہ ہے اسکی چھت میں بلور کی شگوفہ کاری ہے اور محرابوں میں سرخ

گلکاری ہے اسکے بعد موتی لوسن خندق سے ٹکڑے روضۃ الناطرین واقع  
 نہوا ہے لیکن اب بالکل خراب حسنتہ مگر پھر بھی دیواروں کی وہ نازک  
 شگوفہ کاری اور صنعت صناعات عرب کو بھی یکتا زمانہ کا خطاب دیا  
 تھا کچھ کچھ یادگار باقی ہے اسکے جا بجا فوارہ جو عین چشمہ چھوٹے چھوٹے  
 تالاب نہرین غرضکہ تمام حاشیہ پر ایک رو پہلا جال سجھا ہوا معلوم ہوتا ہے  
 جسکو دیکھ کر مسلمانوں کی اعلیٰ درجے کی کمال عظیم الشانی ہنرمندی ریخت حیرت  
**بندر ملاگا**

القصہ یہاں سے بندر ملاگا ایکو کلومٹر ہے (فائدہ) ہندوستان سے جس  
 سیاح کا قصد سیاحت اندلس یعنی اسپین کا ہوا دسکو مناسب ہے کہ ازراہ  
 بندر سویس اور مالٹا پہلے بندر ملاگا آوے اور یہاں سے سیدھا قرطبہ و قرطبہ  
 مکی سیر کرتا ہوا ڈریڈ دار السلطنت اسپین کو جاوے پھر وہاں سے اختیار  
 جدہ کی جا ہے شیر کے الغرض قرطبہ سے ڈریڈ چھ سو اتنی کلومٹر ہے بڑے  
 اسٹیشن ایک سو لاکھ ملیور (۲) تریا ہے۔ چوتھا الکاسر سیلیہ سیلیہ کی  
 کی تیس ہزار آٹھ سو آدمی کی آبادی ہے اسپین بھی آثار قدیمہ ہیں  
**ڈریڈ دار السلطنت اسپین یعنی اسپانیہ اندلس**

بعد دار السلطنت ٹولیڈو یعنی طلبلیہ اور قرطبہ کے اب دار السلطنت ڈریڈ دار السلطنت  
 نولاکھ آدمی کی مردم شماری ہے یہ شہر ایک پہاڑ پر واقع ہے اور چاروں طرف  
 پہاڑی پہاڑ نظر آتے ہیں بادشاہ یہاں کا خرد سال ہے بجز محل شاہی کے  
 اور کوئی عمارت قابل تحریر نہیں جکا نقشہ درج کتاب ہے یہ شہر سلطنت یورپ

کے نمبر دوم میں ہے ابھی تعمیر اور درستی شہر کی ہوتی جاتی ہے آدمی یہاں کے  
 خلیق نہیں ہیں ریل میں بھی صفائی کم ہے بادشاہی محل کے روبرو ایک  
 چمن گلشت کے لیے مدور بنا ہوا اسکے سنگین چوڑے کی دیوار پر سنگ مرمر  
 کے مجسمہ چاروں طرف بنائے ہیں دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ اون فہر  
 کے یادگار ہیں جنہوں نے اسپین میں کار نمایاں کیے ہیں۔ یہاں سے دو کھنڈہ  
 کی راہ پر ایک قصبہ ہے اس میں آثار قدیمہ بہت ہیں افسوس ہے کہ ہمیں ابھی  
 کوئی کتبہ نہیں ملا بعض جگہ ایسی دیکھی کہ جہاں کتبہ کا نشان ہے اور سنگ کتبہ نہ ملتا  
 سر دی کی بہت کثرت ہے برف سے پہاڑ سنگ مرمر کے نظر آتے ہیں ڈیڑہ دارا  
 اسپانیہ میں بھی موافق قاعدہ یورپ کے موزیم یعنی عجائب خانہ اور فنیٹری یعنی  
 مچھلیوں کا عجائب خانہ ذوالجیل گارڈس یعنی جانوروں کا باغ وغیرہ وغیرہ  
 سب ہیں لیکن اس قابل نہیں کہ مثل لندن یا پیرس یا برلن کے معرض تحریر میں  
 لاتا۔ ایک قریب کے پہاڑوں سے نہر کبیر مذکور واقع ہے شہر کی ٹر کوئی درستی  
 اور نئے مکانات کی تعمیر ہوتی جاتی ہے وہ الماس ہین کی بادشاہ یکم کا تھا جین  
 نے حیدر آباد میں فروخت کیا تھا اور جیپر کمیشن مقرر ہوئی تھی الغرض ڈیڑہ سیڑھی  
 بجے رات کے روانہ ہوئے سنبا نینس پر علاقہ ڈیڑہ تمام ہوا۔ لب ساحل کلاڈی  
 کیوشن خوب کی یہ واقع ہے ایک بڑا دریا جو ریل کے کنارے کنارے چلا آتا تھا  
 سمندر میں ملیا سامان کی تلاشی ہوئی چھ بجے شام کو منڈالی آئے علاقہ  
 فرانس میں پہنچے سنالس سے ایک اسٹیشن ہے اور اس میں ۱۳ اسٹیشن  
 ہیں منڈالی کی مردم شمارچی چشیں ہزار آدمی کی ہزار ڈیڑہ سے چھ سو تیس

گلوٹر ہے اسکے نیچے دریا و ڈارون واقع ہے یہ دریا بھی ہونگی مین ملاہر  
 پھر وہاں سے بن آئے یہاں ریل کی بدلی ہوئی وہاں سے چھ بجے  
 شام کو پوہ پہونچے یہ ننڈا سے دو سو کلومیٹر ہے یہ شہر ہارون مین واقع  
 ہوا ہے سچ مین دریا کے گاؤ ڈی ہے دونوں طرف شہر لب دریا واقع بلندی  
 پر محل شاہی مہری چہارم کا ہے شہر کی آب ہوا بہت عمدہ و اطراف واکنا و  
 خصوصاً ننڈک واسطی صحت جہانی اور تبدیل آب و ہوا کے سیاح لوگ یہیں  
 آکر قیام کرتے ہیں یہاں سے بازار بجے دن کے ریل پر سوار ہو کر صبح چھ  
 بجے ہم ماریل پہونچے راستے کے پڑے اسٹیشن یہ ہیں پہلے (بہت) مردم شماری  
 اسکی پچیس ہزار دوم (پچیس) مردم شماری تیس ہزار و نسل تیس ہزار (پچیس) تیس  
 تین جبکہ ریل بدلی جاتی ہے پوہ سے ماریل چار سو کلومیٹر ہے جملہ دورہ ہمارا  
 تین ہزار تین سو اونتر ماریل سے ماریل تک ہوا۔ ماریل بھی نہایت خوش فضا  
 شہر ہے وضع اور طرز اسکی مثل پیرس کے ہے :

ہزاروں ملک دیکھے ہوش آیا ہے ہیں جب سے :

نہ دیکھا ہننے کوئی ملک بہت ملک یورپ سے :

## جبکی تفصیل

سب سے پہلے ملک ہندوستان کے سیاحت کی جبکی اچھا اور مشہور ہے  
 سے ہونی جو وقت کہ ہندوستان مین ریل کا وجود ہی نہ تھا انتہا اسکی  
 ۱۹۳۱ء ہجری ہے اوقات مختلفہ مین تینوں پریسیڈنسی۔ کلکتہ۔ مدراس



بیہی کے بڑے شہروں کے دیکھنے کا اتفاق ہوا شل شہر کلکتہ۔ بیہی  
 مدراس۔ دہلی۔ لکھنؤ۔ لاہور۔ حیدرآباد۔ سندھ۔ راجستان وغیرہ  
 وغیرہ زرا و سفر دیکھو بدھ تباریخ اور ذیقعدہ روزیکشنیہ ۱۲۹۳ ہجری  
 سفر حجاز کی ابتداء ہے اور انتہا اسکی ۱۳۰۰ ہجری کہ اسین تین سفر ہو  
 پہلین ققط ملک حجاز یعنی حبشہ۔ عدن۔ مکہ شریفین اور مدینہ منورہ  
 ہے دوسرے سفر میں کچھ عراق۔ عرب۔ اور کچھ عراق عجم۔ بندر بوشہر  
 بصرہ۔ بغداد شریف۔ کربلائے معلیٰ کی زیارت کی تیسرا سفر جن میں  
 افریقہ۔ مصر۔ شام۔ وغیرہ گئے۔ زرا و غریب دیکھو مطبوعہ  
 گلزار محمدی میرٹھ ۱۲۹۳ شیعہ سفر سوم متعلقہ یورپ جسکی ابتداء  
 ۹ شوال ۱۳۰۰ ہجری مطابق ۱۳ اگست ۱۳۰۰ شیعہ یہ سفر بیہی سے ازراہ  
 دریائے مالٹا۔ جبرالٹر پر سے پلی مت تک ہوا پھر وہاں سے ازراہ خشکی  
 لندن پیرس۔ سویٹزرلڈ۔ ترلیٹ تک وہاں سے سواری جہاز۔ اٹھینس  
 دارالسلطنت یونان استنبول ملاحظہ میں آئے۔ انتہا۔ اسکی ۱۳۰۰۔  
 آئینہ قرنگ ملاحظہ کرو مطبوعہ ۱۳۰۰ ہجری مطابق ۱۳۰۰ شیعہ۔ مطبع  
 منشی نول کشور لکھنؤ۔ چوتھا سفر جسکی انتہا ۱۳۰۰ لغایت ۱۳۰۰ ملک  
 سنگاپور جے لنکا سیلون کہتے ہیں جس میں دارالصدر کلکو وکٹدی وغیرہ  
 دیکھے سفر نامہ رئیس دیکھو مطبوعہ ۱۳۰۰ شیعہ مطبع نظامی کانیو  
 یا پچوان سفر جسکی ابتداء تاریخ ۳۰ محرم ۱۳۰۰ ہجری رنگون ملک برہما و ٹانگن وغیرہ

نیز تک رنگون حصہ اول دیکھو مطبوعہ سالہ ہجری ۱۳۱۰ء ریس المطابع  
 باسودہ چھاسفرچین جبکی ابتداء سالہ ہجری ۱۳۱۰ء - سنگاپور - پانگکا  
 کٹان وغیرہ وغیرہ ارژنگ چین مطبوعہ مطبعہ منشی نول کشور ۱۳۱۰ء دیکھو  
 ساتوان سفروس جبکی ابتداء سالہ ہجری ۱۳۱۰ء میں روم اٹلی جسے رویتہ  
 الکبریٰ کہتے ہیں پیرس ملک بلجیم برلن دارالصدر جرمن میٹرس برگ  
 دارالسلطنت روس ماسکو وارسا دارالصدر پولینڈ - متعلقہ روس ویانہ  
 دارالصدر اسٹریا - بوڈہ پیٹ - دارالصدر ہنگری متعلقہ اسٹریا - بلغراد - دارالصدر  
 سروویہ - صوفہ دارالصدر بلغیریہ فلی پاپلی دارالعمارت متعلقہ ترکی - استنبول  
 قسطنطنیہ - سمرنا - یعنی از میر - فرہنگ فرہنگ آہنگ فرہنگ  
 مطبعہ گلزار محمدی میرٹھ دیکھو اب یہ آٹھواں سفر ہے جبکی ابتداء سالہ  
 ۱۳۱۰ء سے ہے جس میں بعد ایک سال کے سالہ ہجری ۱۳۱۰ء میں کامیابی ہوئی ہے

ادب میں فضل میں علم و ہنر میں علم حکمت میں

جسکی کیفیت ناظرین نے ملاحظہ کی اب ہم اسکی تصدیق اوسی قوم سے  
 کرتے ہیں جو آج فخر زمانہ محمود عالم ہے اور نہایت منصف مزاج ہر علم

باطل است انجیہ مدعی گوید

لنڈن سالہ ۱۳۱۰ء اور اس مصنف کی کتاب دوسری ہٹائی برائٹ لا

اوغری اہل استین پنڈت لیون دیکھو

ارادہ تھا جو امریکہ کو جانیکا غرض تھی کہ دیکھوں کہ ملک اندلس میں کئی ہے

جسکی سرخی عنوان کل جدید لذیذ اودھ اخبار میں ملاحظہ کی ہوگی

بہرہ نشین آئی آرزو اور قریبہ دیکھا | بہرہ نشین شوق اسکا دل میں میرا سہرا لپکے  
 جسے کہ لنگہ ہجرت میں سفر لہن کیا تھا اور اٹھارہ میں پہاڑ پہنچے سمندر میں منہ می کھینچا  
 دیکھا تھا اور طبقات اندس جسکی مختصر کیفیت تیرہویں صدی سے آئینہ فرنگ  
 میں درج ہو چکی تھی اور جو وقتاً فوقتاً درج او وہ اخبار ہوتی ہیں محرک سلسلہ سفر  
 اندس ہوئی جسکی کیفیت آپ ملاحظہ کر رہے ہیں اس قول کے گواہ عادل

اشارہ کتابیہ سے غرض جملہ بن آیا | کیا مطلوب حاصل اور جو تھا مقصود مطلب  
 ہم لوگ جانتے ہیں کہ میں نہ انگریزی جانتا ہوں نہ فرانسیسی نہ جرمنی نہ اٹالین  
 نہ اسپین - غرض کہ کسی زبان میں مداخلت نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ جس ملک  
 کی سیر منظور ہو جب تک وہانکی زبان سے ماہر و واقف نہ ہوگا وہاں کی  
 کیفیت و حالات سے واقفیت حاصل کرنا مشکل ہے اور اک حقیقت حال تو  
 کجا اس ملک میں سفری کرنا بیکار ہے مافوق چاہے کہ جب تک اس ملک  
 کی زبان نہ حاصل کر لے قصد سفر کا نہ کرے اور جو کرے گا تو بجز تکلیف و صدقات کے  
 جھیلنے کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا یہ راقم کہ جسکو ابتداء عفو ان شباب سہ شوق  
 سیاحت رہا - بجز عدا کچھ ٹوٹی پھوٹی فارسی یا عربی کے کوئی زبان نہ سیکھی اور  
 باوجود عدم واقفیت کے اپنے مطلب پر بخوبی کامیاب رہا کہ جسکی کتب ہائے  
 موجودہ گواہ ہیں گو کہ محنت شاقہ اور تکالیف بے اندازہ جھیلنا پڑیں لیکن بہت  
 نہ ہارا اور الحمد للہ کہ فایز المرام ہوا یہ کیوں اسواطی کہ ایک سر ہزار سو و ایک میں اکیلا  
 اور شہر شہر کی سیر ملک ملک کی سیاحت اور جگہ جگہ کی زبان جدا ایک ایک  
 ملک میں بیسیوں زبانیں در کیوں جاؤ اگر ہندوستان ہی میں زبانوں کا شمار

کیا جاوے تو ان گنت بیشمار مہین اور منظور کل دنیا کا سفر عمر تھوڑی سی کھئے تو کس کو  
کوہنے تو اس پر عمل کیا ہے کار دنیا کے تمام نیک و بد ہرچہ گیر مختصر گیر یہ

کیا تھا جسے جو وعدہ وفا ہو گیا آخر | بعون ایزدی فارغ ہو ہم فرزند ہے

دیا چہ دیکھو دو برس تک صدمہ پر صدمہ اوٹھایا جب قوطہ آنکھوں کے نظر آیا

صدائے آئین کی ہے تنہا اہل بیت سے

نہ نے جاگیر کی خواہش نہ مطلب مجھ کو منصب

یہ نہیں سہی اگر اسکے صلے میں اور کچھ آرزو تنہا کرین تو دیتا ہی کون ہو

ہندوستان کا افلاس مشہور ہے یہ ہی غنیمت ہے

سفر آخری آگے رئیس اب لو لگا رہے

بہت کی سیر تو خوب دنیا کی ہو گئی

سفر آخری مراد سفر ہی دنیا ہے کہ جواب پیش ہے کہ جسکو ناظرین باتمکین بعد مساعی

تقد سفر ہی کے اخبارات میں یہ قدم مکرر ملاحظہ فرمائیں گے جسکا تھوڑے عرصے

میں اشتہار زیب و راق ہوگا

## خاتمہ کی تحریر

یہ تو مجملہ سفر کی کیفیت - یا حقیقت حال یا بیان واقعی یا کہنا جو کچھ کہہ ہو

اب وطن کا حال اظہار کرنا واسطے ارتباط کلام کے خالی از لطف نہیں گنیو کہ

یگانہ جو کہ میں وہ اخذ مطلب میں میں بیگانے

افتار اب اس زمانے کے کہیں بدترین عرق ہے

یون تو اب کیا ایک عرصے سے کچھ زمانہ کی ایسی ہوا گری ہو کہ جسکا اطلاع

ہونا غیر ممکنات سے ہر جکی تصدیق خود ہمارے مکرم حلقہ جی حسب فرامانی ہیں۔

## شہر آشوب

انیچہ شوریت کہ درد و تسمیہ بنیم  
ہمہ آفاق پر از فتنہ و شرع بنیم

جس سے اب بہتر یا مناسب بلکہ انسب یہ ہے اور مقتضائے وقت  
بھی اسیکا متقاضی ہے

کہان کا ملک و دولت اور عزیز و اقربا کے  
محبت چھوڑ دے سکی تعلق توڑ دے سب سے

ہنے مال کار پر نظر کر کے ایسے امور کے اظہار سے درگزر کرنا چاہتا تھا  
لیکن حالت اضطرار سے اور بڑا اختیار سے مجبور ہی ہو گیا کہ

رہنمیں اپنے جو دل میں ہر وہی آئیگا سنہ پر بھی  
چھلک جاتا ہے پانی کچھ نہ کچھ طرف لب سے

## خیر اب آئیدہ

نہونگے ہم تو یہ جھگڑے نہ ہونگے || ہمارے سارے قصے ہیں جہن تک

کل من علیا فان و یقی وجہ ربک و الجلال والا کرام رہے نام اسٹر کا

فائدہ  
یہ کہ دولت سفری پھیلائی  
یہ کہ مذکور ہوئی آئیں ہم سال  
سفر کا اتفاق ہوا ناظرین یہ خیال فرماؤ  
یہ کہ ان کو اب صاحب مدوح سنیم  
یہ کہ ان کو اب صاحب مدوح سنیم  
یہ کہ ان کو اب صاحب مدوح سنیم  
یہ کہ ان کو اب صاحب مدوح سنیم

اسم ہندی	فارسی	اسپانیولی	انگریزی	عربی	اسم ہندی	فارسی	اسپانیولی	انگریزی	عربی
روٹی	پن	پان	برمڈ	جنر	دس	دیس	دیس	پن	عشرہ
پانی	دلو	اکوا	واٹر	ماء	سٹر	پتی بوہ	کنیٹر کرنش	پن	باقلاء
پاخانہ	گینی	ریتیری	ڈایکٹ	مطہرہ	گشت	ویاندو	کرنیرا	سٹ	لحم
غسل گتہ	بٹن	بانیو	بیٹھ	حمام	انڈا	ات	دی	ایک	بہینہ
تباکو	تبا	تباکس	ٹوبیکو	تباک	مکس	بہر	من	بٹر	سمن
چاہ	ت	ت	ٹی	شاء	دودھ	لئی	لیجی	یلک	لبن
قہوہ	کفی	کفی	کافی	قہوہ	شیرینی	لگم	لگمس	سوپٹ	حلو
گاڑی	وانو	کروان	کریج	اربعہ	فون	سل	سال	سالت	ملح
ایک	آن	او تو	ون	واحد	ریل	شمنڈر	فیر کرلیہ	ریلوی	سکینہ لچید
دو	دو	ڈوس	ٹو	اثنین	سکروار	واغڈری	زبرس	فرامی	جمہ
تین	ترا	تربس	تہری	ثالث	سینچر	سمدی	بالو	سردی	سبت
چار	کٹ	کو اترد	فور	اربعہ	اتوار	وماش	ونسی	سندی	یوم الاحد
پانچ	سینک	سینکو	آما نو	خم	پیر	لیندی	لوس	منڈی	یوم الثین
چھ	سیس	سیس	سکس	ستہ	منگل	تاروی	مترس	ٹوئیر	یوم الثالث
سات	ست	سبات	سیون	سبعہ	بدھ	اکر کرد	مرکوس	ویڈنڈ	یوم الاربعاء
آٹھ	ویٹ	آڈو	ایٹ	ثمانین	جمعرات	زردی	اودس	تہر	یوم الخمیس
نو	لٹ	نواچی	ماٹن	تسع					

## زمانہ

ہاے اندلس ہاے اندلس

بیان ذرا ہم اندلس کی بچھلی حالتوں کو یاد کر کے رو دین تو اُس گے بڑھیں۔  
ہم جا رہے ہیں کہ ہمیں ایک بوڑھی عورت کی طرح سے رونا اپنا ہنسوانا ہے  
لیکن اے اندلس تیری یاد میں ہمارے آفسوہنیں تھننے اور بچھل جاتا  
ہم کو بے اختیار اوس حسرت ناک آفسوس کی طرف کھینچ رہے ہیں

## سے صادق

اندلس پر تھا کبھی یہ فضل رب ذوالمن  
کوئی تبتلائے ہمیں کس قوم میں ایسے ہو  
ایک ہی جام مگر دھرتی سب سے شارت  
موجود کیمیشری دالمیجر ایہ ہو سے  
یہ جو رائج ہے زمانہ میں دھاتی کا شمار  
بوٹیاں ایسی نکالیں تھیں اونچیں و ذہیر  
کہ کیا تھا پیشتر عید کو پر نیکس سے  
یعنی باطل ہے نظام شمس بطلیوس کا  
اس نئی دنیا پر گواہ جس سے مدت پیتر  
جقدر اونچی ہو اہوا و سقد رہو وہ سب  
قرطبہ کے کالجوں کا پر تو فیضانی ہے

خوب آتی تھی اسے تہذیب اخلاق کا  
خوش بیان اسپیکر عالی نظر ہسٹورین  
نہرک کہتے تھے دوتی کو اس قدر تھا ٹون  
چڑھ گیا مقل بانکے ہاتھ سے ہر ایک فن  
اندلس کے مسلمانوں کا گرا الوینٹن  
نام سے واقف نہ تھا جگہ کبھی عبد کین  
ایسوا ریزیا پھول نامور فنس زین  
بے نتیجہ اور ہے بے سود تقویم کین  
چند اسلامی مسافر ہو چکے تھے خیمہ زن  
اس نرے مسئلہ کا ہر محقق بوا حسن  
تکے میں غفلت کے پتلے جو یہ یور دین



کرچہ اسکو خاص کر تیغ و سلم سے کام تھا  
صنعت و حرفت تجارت میں بھی سکا تھا

سرچر میں آجکل نکلا ہو گا اور دکان نام  
وہ حکیم نامور کہتے ہیں جسکو ابن طہر  
وہ ابو الروس جلیل القدر عالی مرتبت  
کارخانے پیشتر بھی سیکڑوں موجود تھے  
یاد ہی المیر یا کے پریشی کپڑوں کی بنا  
یوں ظروف گل پر کرتے تھے ملمع کوزہ کر  
آج کل کے صنعتی یورپ کر رہا ہے اور یہ شک  
اندہوں میں جو مصلح کار اور جو ہر نگار  
قصر زہرہ کے بلورین خوشنما یا درخت  
ہی دہانگی منڈیوں کا ہٹری میں تذکرہ  
رنگساری بھی بیانی اس قدر شہور ہے

پرا بوا القاسم خلف گذر اس فرنگی امام  
علم طب میں کر گیا ہو غیر کی ترکی تمام  
فلسفہ میں پا چکا ہے پیشتر عالمی مقام  
صنعت و حرفت میں ہی سہیں کا شہنشاہ  
اور وہ قالین دشمن شیشہ آہن کا کام  
فرق کرنا نقل کا تھا اس سے دشوار کام  
استدہ بناتا تھا نقش و صحت و رنگ کا کام  
سب پہ ہر زمانے کا رنگ کو ہر اک فخر تمام  
سر و کا الیوان نقاشی میں دیا کرتے تھے کام  
کارخانوں کے لیے بھی نامور تھا یہ مقام  
دیکھنے والوں کو ہوتا تھا تعجب کا کلام

خاک میں کوئل چکی ہیں وہ سرسریکیزات  
پر ہیں لوح دہر پر لکھے ہوئے یہ واقعات

ہائے اسپین کی عمارت - ہائے غرناطہ کے محل - ہائے قرطبہ کی مسجد

الوداع - الوداع - الوداع

دست

# خاتم الطبع

الحمد للہ یہ کتاب لاجواب مغرناہ و حالات تاریخی اندلس و مراکو جسکے معاینہ سے اہل اسلام کی گذشتہ  
ادوار العرمی اور فتوحات کا اندازہ معلوم ہوتا ہے اور آپس کے نفاق اور جھگڑوں کے نتائج کا خمیسا  
بخوبی روشن ہوتا ہے جسکے مطالعہ سے غفلت کی نیند دور ہوتی ہے اور چشم عبرت و بصیرت کھلتی ہے بہرین  
مکمل فی خیالی فسانہ ہے نہ کہ محض قصہ بلکہ لکھوادینے والے سچے واقعات اور انکھوتے آئینہ بیکارینے والے  
چشم دید حالات محسن قوم سیاح جہان ہندوستانی نوع انسان غفران مآب جنت مکان خلد آشیان حاجی مین  
شریفین حضرت نواب محمد عمر علی خان صاحب الفرائد مرقیہ فی تحریر طبعیہ میں ملانے کے گزے ہوئے کارنامے  
پہلے ہیں یا ست یا سو وہ کے مالک حضرت ہنسلف کے خلیفہ الرشید پیرا بن رئیس علی القاب لا خطاب  
عوضران فیاض ان اتم عصر نوشیہ و ان و ان معین غرنا لجا ہی فقر اکرم گستر نایا پرور شغنی عن القابا لعیجاب نواب  
محمد حیدر علی خان صاحب بادوام السقا ائمہ راوند شہر کوٹہم جسکے حسن انتظام کی توصیف گو بہرین انگلیشہ کے حکام  
کرتے ہیں جسکے عدل انصاف و عیان خوش حال و شادمان ہے جسکی اوپر شہر کا شہرہ و دور و دراز ہا ہا بخین کے حکم سے اس  
کتاب کو توسل قدیم امیر احرار محمد سعید محمد ابو سعید بن محمد علی الرحمن خان بن حاجی محمد روشن خان غفر اللہ  
نے طبع نظامی کا بنویرین باوجودی شہداء طبع کی اللہ تعالیٰ جل شانہ اس سے خلایق کو نفع بخشے اور جان بچا ہوا روح  
الوصف کو ہوشیہ برقی مباح و یاسف از المزم کے آئین سیرت حضرت شفیع الدین صلی اللہ علیہ و آلہ و صحابہ جمعین

وَجِبْرَتُهُمْ بِرَحْمَتِهِ

واسطے سنا سکے کہ یہ کتاب بطور طبع نفاذ  
ہے مہر و دستخط مہتمم کے ثبت کیے گئے

محمد ابوسعید بن محمد عبدالرحمن طحان  
ابن حاجی محمد درشتی کی غفر اللہ عنہ

